فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ١٧

تصدیر حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم حافظ محمد اسماعیل اسد آبادی

بحسن اہتمام

عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث

حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

بَابُ غَزْوَةِ ذِی قَرَدَ. باب ہے بیان میں جنگ ذات قرد کے۔

فائدہ: قرد ایک پانی کا نام ہے اوپر اندازے ایک برید کے متصل شہروں غطفان کے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک دن کی راہ پر ہے۔ (فتح)

وَهِیَ الْغَزْوَةُ الَّتِیْ أَغَارُوْا عَلٰی لِقَاحِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ خَیْبَرَ بِثَلَاثٍ. اور وہ جنگ وہ ہے کہ قبیلہ غطفان نے حضرت ﷺ کی شیر دار اونٹنیوں کو لوٹا جنگ خیبر سے تین دن پہلے۔

فائدہ: اسی طرح جزم کیا ہے بخاری نے ساتھ اس کے اور سند اس کے اس میں حدیث ایاس بن سلمہ کی ہے اس نے روایت کی اپنے باپ سے اس واسطے کہ کہا اس نے بیچ اخیر حدیث طویل کے جس کو مسلم نے روایت کیا ہے کہا اس نے سو ہم جنگ سے مدینے کی طرف پھرے پس قسم ہے اللہ کی نہ ٹھہرے ہم مدینے میں مگر تین دن یہاں تک کہ ہم خیبر کی طرف نکلے اور بہر حال ابن سعد رضی اللہ عنہ پس کہا اس نے کہ تھا جنگ ذی قرد کی ربیع الاول میں چھٹے سال ہجری میں حدیبیہ سے پہلے اور بعض کہتے ہیں کہ جمادی اولیٰ میں اور ابن اسحاق سے روایت ہے کہ شعبان میں اس سے اس واسطے کہ اس نے کہا کہ تھی لڑائی بنولحیان کی شعبان میں چھٹے سال میں پھر جب حضرت ﷺ مدینے کی طرف پھرے تو نہ ٹھہرے اس میں مگر چند راتیں یہاں تک کہ لوٹ کی عیینہ بن حصن نے حضرت ﷺ کی شیر دار اونٹنیوں پر کہا قرطبی شارح مسلم نے بیچ کلام کے حدیث سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ پر کہ نہیں اختلاف ہے اہل سیر کو کہ جنگ ذی قرد حدیبیہ سے پہلے تھا پس جو سلمہ کی حدیث میں واقع ہوا ہے وہ وہم ہے بعض راویوں سے اور احتمال ہے کہ تطبیق دی جائے ساتھ اس کے کہ کہا جائے کہ احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے بھیجا ہو چھوٹا لشکر طرف خیبر کی اس میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ ہو پہلے فتح کرنے اس کے پس خبر دی سلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ سے اور اس شخص سے جو ان کے ساتھ نکلا یعنی جس جگہ کہا کہ ہم خیبر کی طرف نکلے کہا اس نے اور تائید کرتی ہے اس تطبیق کی وہ چیز کہ ذکر کی ہے ابن اسحاق رحمہ اللہ نے کہ حضرت ﷺ نے بھیجا اس کی طرف عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو پہلے فتح ہونے کے دو بار انتھی، میں کہتا ہوں کہ حدیث کا سیاق اس تطبیق سے انکار کرتا ہے اس واسطے کہ اس میں بعد قول اس کے خرجنا الی خیبر یہ لفظ ہے مع رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے سو عامر شعر پڑھنے لگا اور اس میں قول حضرت ﷺ کا ہے کہ کون ہے یہ شعر پڑھنے والا اور اس میں مبارزہ علی رضی اللہ عنہ کا ہے واسطے مرحب کے اور قتل ہونا عامر کا اور سوائے اس کے جو کچھ کہ جنگ خیبر میں واقع ہوا جب کہ حضرت ﷺ اس کی طرف نکلے پس بنا بریں اس کے جو چیز کہ صحیح میں ہے تاریخ سے واسطے غزوہ ذی قرد کے صحیح تر ہے اس چیز سے کہ ذکر کیا ہے اس کو اہل سیر نے اور احتمال ہے تطبیق کی طریق میں یہ کہ لوٹ عیینہ بن حصن کی اونٹنیوں پر دو بار واقع ہوئی ہو پہلی بار وہ ہے جس کو ابن اسحاق رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے اور وہ حدیبیہ سے پہلے ہے اور دوسری بار حدیبیہ کے بعد ہے خیبر کی طرف نکلنے سے پہلے اور جنہوں نے لوٹ کی تھی ان کا سردار عبدالرحمٰن بن عیینہ تھا جیسا کہ بیچ سیاق سلمہ کے ہے نزدیک مسلم اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ ذکر کیا ہے حاکم نے اکلیل میں کہ ذی قرد کی طرف نکلنا کئی بار واقع ہوا ہے سو پہلی بار نکلے اس کی طرف زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اُحد سے پہلے اور دوسری بار نکلے اس کی طرف حضرت ﷺ ربیع الاول میں پانچویں سال ہجری میں اور اس تیسری بار میں اختلاف ہے اور جب ثابت ہوئی یہ بات تو قوی ہوئی یہ تطبیق جو میں نے ذکر کی، واللہ اعلم۔ (فتح)

۳۸۷۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ يَقُوْلُ خَرَجْتُ قَبْلَ أَنْ يُّؤَذَّنَ بِالْأُوْلٰى وَكَانَتْ لِقَاحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْعٰى بِذِيْ قَرَدَ قَالَ فَلَقِيَنِيْ غُلَامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ أُخِذَتْ لِقَاحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ مَنْ أَخَذَهَا قَالَ غَطَفَانُ قَالَ فَصَرَخْتُ ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ يَا صَبَاحَاهْ قَالَ فَأَسْمَعْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ ثُمَّ انْدَفَعْتُ عَلٰى وَجْهِيْ حَتّٰى أَدْرَكْتُهُمْ وَقَدْ أَخَذُوْا يَسْتَقُوْنَ مِنَ الْمَآءِ فَجَعَلْتُ أَرْمِيْهِمْ بِنَبْلِيْ وَكُنْتُ رَامِيًا وَّأَقُوْلُ أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ وَأَرْتَجِزُ حَتّٰى اسْتَنْقَذْتُ اللِّقَاحَ مِنْهُمْ وَاسْتَلَبْتُ مِنْهُمْ

۳۸۷۳۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نکلا میں غابہ کی طرف صبح کی اذان ہونے سے پہلے اور حضرت ﷺ کی اونٹنیاں ذی قرد میں چرتی تھیں سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا سو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا غلام مجھ کو ملا سو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ کی اونٹنیاں پکڑی گئیں میں نے کہا کس نے ان کو پکڑا؟ کہا قوم غطفان نے سو میں نے تین بار بلند آواز سے پکارا یا صباحاہ! یعنی کہا اس نے سو سنایا میں نے اس کو جو مدینے کی دونوں طرف کی پتھریلی زمین کے درمیان ہے پھر میں اپنے منہ کے سامنے دوڑا اور دائیں بائیں نہ دیکھا یعنی بہت تیز دوڑا یہاں تک کہ میں نے ان کو پایا اس حال میں کہ پانی پینے لگے تھے سو میں ان کو اپنے تیر مارنے لگا اور میں تیر انداز تھا اور میں کہتا تھا کہ میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کا دن کم بختوں کی کی موت کا دن ہے اور میں گاتا تھا یعنی ساتھ اس شعر کے یا ساتھ غیر اس کے یہاں تک کہ میں نے ان سے اونٹنیاں چھوڑائیں اور اس سے تیس چادریں چھینیں کہا اور

ثَلَاثِيْنَ بُرْدَةً قَالَ وَجَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَدْ حَمَيْتُ الْقَوْمَ الْمَآءَ وَهُمْ عِطَاشٌ فَابْعَثْ إِلَيْهِمُ السَّاعَةَ فَقَالَ يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ مَلَكْتَ فَأَسْجِحْ قَالَ ثُمَّ رَجَعْنَا وَيُرْدِفُنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى نَاقَتِهٖ حَتّٰى دَخَلْنَا الْمَدِيْنَةَ.

آئے حضرت ﷺ اور لوگ سواروں کو لیے ان پر دوڑے جاتے تھے سو میں نے کہا یا حضرت! میں نے ان کو پانی پینے سے روکا ہے اور وہ ابھی پیاسے ہیں سولشکر کو ان کی طرف اسی وقت بھیجئے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے اکوع کے بیٹے! تو قابو پا چکا سو نرمی اور آسانی کر یعنی معاف کر پھر ہم پھرے اور حضرت ﷺ نے مجھ کو اپنی اونٹنی پر اپنے پیچھے چڑھایا یہاں تک کہ ہم مدینے میں داخل ہوئے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ وہ صبح سے سورج ڈوبنے تک ان کے پیچھے رہا اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ کی اونٹنیاں ذی قرد میں چرتی تھیں تو ابن سعد رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے کہ وہ بیس اونٹنیاں تھیں اور ایک ان میں مرد تھا اور ایک عورت تھی سو انہوں نے مرد کو مار ڈالا اور عورت کو قید کیا اور یہ جو کہا کہ قوم غطفان نے تو ایک روایت میں ہے کہ غطفان اور فزارہ نے اور یہ خاص ہے بعد عام کے اس واسطے کہ فزارہ قوم غطفان میں سے ہے اور ایک روایت میں ہے کہ عبدالرحمٰن نے لوٹ کی اور ایک روایت میں ہے کہ عیینہ نے لوٹ کی اور نہیں منافات ہے درمیان ان کے اس واسطے کہ دونوں ان میں تھے اور یہ جو کہا کہ سنایا میں نے اس کو جو مدینے کی دونوں طرف کی پتھریلی زمین کے درمیان ہے تو اس میں اشعار ہے کہ اس کی آواز بہت بلند تھی اور احتمال ہے کہ یہ بطور کرامت کے ہو اور مسلم میں ہے کہ میں ایک ٹیلے پر چڑھا سو میں نے مدینے کی طرف منہ کر کے تین بار پکارا اور طبرانی میں اتنا زیادہ ہے کہ میری چیخ حضرت ﷺ کے کان میں پہنچی تو پکارا گیا لوگوں میں کہ ہول ہے ہول ہے اور یہ جو کہا کہ آج کم بختوں کا دن ہے تو اصل اس میں یہ ہے کہ ایک شخص بڑا بخیل تھا سو جب وہ اپنی اونٹنی کے دوہنے کا ارادہ کرتا تھا تو شیر خوار لڑکے کی طرح اس کے پستان چوستا تھا تا کہ کوئی اس کے دوہنے کی آواز نہ سنے یعنی اگر اس کو دوہتا تو اس کے ہمسائے اس کے دوہنے کی آواز سنتے اور یا اس واسطے کہ اگر کوئی اس کے دوہنے کی آواز سنے گا تو اس سے دودھ مانگے گا اور بعض کہتے ہیں کہ اس واسطے کرتا تھا تا کہ دودھ سے کوئی چیز ادھر اُدھر متفرق نہ ہو جب کہ برتن میں دوہے یا باقی رہے جب کہ اس سے پیئے پس کہتے ہیں کہ مثل میں کہ بخیل تر ہے واضع سے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی مثل کے یہ ہیں کہ پی ہے کم بختی اس نے کم بختی اپنی ماں کے پیٹ سے اور بعض کہتے ہیں کہ جو کم بختی کے ساتھ موصوف ہو وہ موصوف ہوتا ساتھ چوسنے کے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد وہ شخص ہے جو خلال کو چوسے جب کہ اس سے دانتوں کا خلال کرے اور یہ دلالت کرتا ہے اوپر سخت ہونے حرص کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ چرواہا ہے جو دوہنے کا برتن اپنے ساتھ نہیں رکھتا سو جب اس کے پاس کوئی مہمان آئے تو کہتا ہے کہ میرے پاس کوئی دوہنے کا برتن نہیں ہے اور جب خود اس کا دودھ

پینے کا ارادہ ہوتو اس کے پستانوں سے چوستا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آج پہچانا جائے گا کہ کس کو دودھ پلایا ہے لڑائی نے لڑکپن سے اور مشہور ہوا ہے ساتھ اس کے اپنے غیر سے اور کہا داؤدی نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ دن سخت ہے تم پر کہ جدا ہو گئے اس میں دودھ پلانے والے اس سے جس کو دودھ پلایا پس نہ پائے گی جس کو دودھ پلائے اور مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں ملتا تھا ایک مرد کو ان میں سے سو میں اس کو اس کے پاؤں میں تیر مارتا تھا تو وہ تیر اس کے ٹخنوں تک پہنچتا تھا سو ہمیشہ رہا میں ان کو تیر مارتا اور ان کی کوچیں کاٹتا اور جب کوئی سوار ان میں سے پھرتا تھا تو میں کسی درخت کے نیچے آ کر اس کی جڑ میں بیٹھ جاتا تھا پھر میں اس کو مارتا تھا اور اس کی کوچیں کاٹ ڈالتا تھا اور جب سوار تنگ ہو کر کسی تنگ جگہ میں داخل ہوتے تھے تو میں پہاڑ پر چڑھ کے ان کو پتھر مارتا تھا اور ابن اسحاق رحمہ اللہ کے نزدیک ہے کہ سلمہ رضی اللہ عنہ شیر کی طرح تھا جب سوار اس پر حملہ کرتے تھے تو بھاگ جاتا تھا پھر سامنے ہو کر ان کو تیروں سے مار کر ہٹاتا تھا اور یہ جو کہا کہ میں نے ان سے اونٹنیاں چھوڑائیں تو مسلم میں ہے سو میں ہمیشہ اس طرح کرتا رہا یہاں تک کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب اونٹنیوں کو چھوڑایا پھر میں ان کے پیچھے لگا ان کو تیر مارتا یہاں تک کہ انہوں نے تیس چادریں ڈالیں اور تیس نیزے ڈالے ان کے ساتھ ہلکے ہوتے تھے کہا پھر ایک تنگ جگہ میں آئے تو ایک مرد ان کے پاس آیا تو بیٹھ کر کھانا کھانے لگے تو میں پہاڑ کے سر پر بیٹھا اس نے ان کو کہا کہ یہ کون ہے؟ انہوں نے اس کو کہا کہ ہم نے اس سے بڑی تکلیف پائی اس نے کہا کہ اس کی طرف چار آدمی اُٹھو وہ اس کے طرف متوجہ ہوئے، سلمہ رضی اللہ عنہ نے ان کو ڈرایا وہ پلٹ آئے سو نہ چھوڑا میں نے اپنی جگہ کو یہاں تک کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار دیکھے سب سے آگے اخرم اسدی تھا میں نے اس سے کہا کہ ان کا مقابلہ کر سو وہ اور عبدالرحمٰن بن عیینہ آپس میں مقابل ہوئے عبدالرحمٰن نے اس کو مار ڈالا اور اس کے گھوڑے پر چڑھا پھر ابو قتادہ اس کے مقابل ہوا تو ابو قتادہ نے عبدالرحمٰن کو قتل کیا اور پھر کر اس کے گھوڑے پر چڑھا اور میں پیادہ ان کے پیچھے پڑا یہاں تک کہ میں نے کسی کو ان میں سے نہ دیکھا سو وہ سورج ڈوبنے سے پہلے پہاڑ کے ایک درے کی طرف پھرے جس میں پانی تھا جس کو ذی قرد کہا جاتا تھا انہوں نے اس سے پانی پیا اور وہ پیاسے تھے سو ان کو وہاں سے ہٹایا یہاں تک کہ انہوں نے دو گھوڑے گھاٹی پر چھوڑے تو میں ان کو ہانکتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق رحمہ اللہ نے مانند اس قصے کی اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! حکم ہو تو میں سو سوار مسلمانوں میں سے چنوں اور ان کے پیچھے پڑوں پس نہ باقی رہے ان میں سے کوئی خبر دینے والا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور ایک روایت میں ہے کہ البتہ ان لوگوں کی مہمانی ہوتی ہو گی ان کی قوم میں اور مراد یہ ہے کہ وہ اپنی قوم کے شہروں میں پہنچے اور ان پر اترے پس اب وہ ان کے واسطے جانور ذبح کرتے ہیں اور ان کو کھلاتے ہیں اور یہ جو کہا کہ پھر ہم مدینے کی طرف پھرے تو ایک روایت میں ہے کہ میں سب سے پہلے مدینے میں پہنچا پس قسم ہے اللہ کی کہ نہ ٹھہرے

ہم مگر تین دن یہاں تک کہ ہم خیبر کی طرف نکلے اور اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آج ہمارے سواروں میں بہتر ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ہے اور آج ہمارے پیادوں میں بہتر سلمہ رضی اللہ عنہ ہے پھر حضرت ﷺ نے مجھ کو پیادہ اور سوار دونوں کا حصہ دیا اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو اپنے پیچھے چڑھایا تو مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ مجھ کو اپنے پیچھے چڑھایا عضباء پر اور ذکر کیا اس نے قصہ انصاری کا جو سلمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ دوڑا تھا یعنی تا کہ دیکھیں کون آگے بڑھتا ہے؟۔

فائدہ: اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے سخت دوڑنا جنگ میں اور ڈرانا ساتھ آواز بلند کے اور تعریف کرنا آدمی کا اپنے آپ کی جب کہ ہو دلاور تا کہ رعب ڈالے اپنے دشمن کے دل میں اور مستحب ہونا ثناء کا دلاور پر اور جس میں فضیلت ہو خاص کر نزدیک کام نیک کے تا کہ وہ زیادہ دلاوری حاصل کرے اور محل اس کا وہ ہے جس جگہ کسی فتنے کا خوف نہ ہو یعنی یہ خوف نہ ہو کہ وہ تعریف کرنے سے پھول جائے گا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے دوڑنا آپس میں پاؤں پر کہ دیکھیں کون آگے بڑھتا ہے؟ اور نہیں اختلاف ہے اس کے جائز ہونے میں بغیر عوض کے اور اسی طرح ساتھ عوض کے پس صحیح یہ ہے کہ یہ صحیح نہیں، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ. باب ہے بیان میں جنگ خیبر کے۔

فائدہ: خیبر اوپر وزن جعفر کے ہے اور وہ ایک بڑا شہر ہے اس میں کئی کھیتیاں ہیں مدینے سے آٹھ برید پر ہے شام کی طرف اور ذکر کیا ہے ابو عبید بکری نے کہ نام رکھا گیا ہے ساتھ ایک مرد کے عمالقہ میں سے جو اس میں اترا تھا کہا ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے نکلے حضرت ﷺ بیچ باقی محرم کے ساتویں سال ہجری میں پس گھیرا اس کو چند اور دس دن یہاں تک کہ اس کو صفر میں فتح کیا اور روایت کی ہے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث مسور اور مروان سے کہا دونوں نے کہ پھرے حضرت ﷺ حدیبیہ سے سو آپ پر سورہ فتح اتری درمیان مکے اور مدینے کے سو اللہ نے اس میں آپ کو خیبر دیا ساتھ قول اپنے کے ﴿وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ﴾ یعنی وعدہ دیا تم کو اللہ نے بہت غنیمتوں کا پس جلدی دیں تم کو یہ یعنی خیبر پس آئے مدینے میں بیچ ذی الحجہ کے اور مدینے میں ٹھہرے یہاں تک کہ خیبر کی طرف چلے محرم میں اور ذکر کیا ہے موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ٹھہرے حضرت ﷺ مدینے میں بیس راتیں یا مانند ان کے پھر خیبر کی طرف نکلے اور حکایت کی ہے ابن تین نے ابن حصار سے کہ وہ چھٹے سال کے اخیر میں تھا اور یہ منقول ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اور یہ اقوال ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں اور راجح ان سے وہ ہے جس کو ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس طور کے کہ جس نے چھٹا سال بولا ہے بنا کی ہے اس نے اس پر کہ ابتدا سال کی ہجرت کے حقیقی مہینے سے ہے اور وہ ربیع الاول ہے۔ (فتح)

۳۸۷۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ ۳۸۷۴۔ حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ

مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ سُوَيْدَ بْنَ النُّعْمَانِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ وَهِيَ مِنْ أَدْنٰى خَيْبَرَ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَعَا بِالْأَزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتَ إِلَّا بِالسَّوِيْقِ فَأَمَرَ بِهِ فَثُرِّيَ فَأَكَلَ وَأَكَلْنَا ثُمَّ قَامَ إِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

خیبر کے سال حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ جب ہم صہباء میں پہنچے اور وہ ایک جگہ ہے نزدیک خیبر کے اس سے نیچے تو حضرت ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی پھر کھانا منگوایا سو نہ لایا گیا آپ کے پاس مگر ستو سو حضرت ﷺ نے اس کے بھگونے کا حکم دیا سو بھگویا گیا پھر حضرت ﷺ نے کھایا اور ہم نے بھی کھایا پھر مغرب کی نماز کی طرف کھڑے ہوئے سو آپ نے کلی کی اور ہم نے بھی کلی کی پھر حضرت ﷺ نے نماز پڑھی اور وضو نہ کیا یعنی نیا وضو نہ کیا پہلے وضو سے نماز پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طہارت میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ جس راہ سے خیبر کی طرف نکلے تھے وہ صہباء کی راہ تھی۔ (فتح)

۳۸۷۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ فَسِرْنَا لَيْلًا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ لِعَامِرٍ يَا عَامِرُ أَلَا تُسْمِعُنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلًا شَاعِرًا فَنَزَلَ يَحْدُوْ بِالْقَوْمِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَاغْفِرْ فِدَآءً لَّكَ مَا أَبْقَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَّاقَيْنَا وَأَلْقِيَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا إِنَّا إِذَا صِيْحَ بِنَا أَبَيْنَا وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوْا عَلَيْنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا السَّآئِقُ قَالُوْا عَامِرُ بْنُ الْأَكْوَعِ قَالَ يَرْحَمُهُ اللَّهُ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ وَجَبَتْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ

۳۸۷۵۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے سو ہم رات کو چلے تو ایک مرد نے قوم میں سے عامر کو کہا اے عامر! کیا تو ہم کو اپنے کچھ اشعار نہیں سناتا؟ اور عامر شاعر مرد تھا سو وہ اترا اس حال میں کہ لوگوں کے واسطے راگ گاتا تھا کہتا تھا کہ الٰہی اگر تیری رحمت نہ ہوتی تو ہم دین کی راہ نہ پاتے اور نہ ہم صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے سو بخش ہم کو ہم آپ کے واسطے قربان جو ہم نے باقی چھوڑا اور قدموں کو جما دے اگر ہم کفار سے ملیں یعنی لڑائی کے وقت قدم نہ ہٹے اور ڈال دے ہم پر تسکین بیشک جب ہم ناحق کی طرف بلائے جاتے ہیں تو ہم نہیں مانتے اور قصد کیا انہوں نے ہم کو ساتھ پکارنے کے ساتھ آواز بلند کے اور طلب کی فریاد رسی اوپر ہمارے یعنی نہ ساتھ مردانگی کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے یہ اونٹ ہانکنے والا کہ آہنگ سے راگ گاتا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ ہیں فرمایا اللہ اس کو رحمت کرے تو ایک مرد نے

لَوْلَا أَمْتَعْتَنَا بِهِ فَأَتَيْنَا خَيْبَرَ فَحَاصَرْنَاهُمْ حَتّٰى أَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ شَدِيْدَةٌ ثُمَّ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى فَتَحَهَا عَلَيْهِمْ فَلَمَّا أَمْسَى النَّاسُ مَسَآءَ الْيَوْمِ الَّذِىْ فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ أَوْقَدُوْا نِيْرَانًا كَثِيْرَةً فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذِهِ النِّيْرَانُ عَلٰى أَىِّ شَىْءٍ تُوْقِدُوْنَ قَالُوْا عَلٰى لَحْمٍ قَالَ عَلٰى أَىِّ لَحْمٍ قَالُوْا لَحْمِ حُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْرِيْقُوْهَا وَاكْسِرُوْهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوْ نُهَرِيْقُهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ أَوْ ذَاكَ فَلَمَّا تَصَافَّ الْقَوْمُ كَانَ سَيْفُ عَامِرٍ قَصِيْرًا فَتَنَاوَلَ بِهٖ سَاقَ يَهُوْدِىٍّ لِيَضْرِبَهٗ وَيَرْجِعُ ذُبَابُ سَيْفِهٖ فَأَصَابَ عَيْنَ رُكْبَةِ عَامِرٍ فَمَاتَ مِنْهُ قَالَ فَلَمَّا قَفَلُوْا قَالَ سَلَمَةُ رَاٰنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اٰخِذٌ بِيَدِىْ قَالَ مَا لَكَ قُلْتُ لَهٗ فَدَاكَ أَبِىْ وَأُمِّىْ زَعَمُوْا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهٗ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبَ مَنْ قَالَهٗ إِنَّ لَهٗ لَأَجْرَيْنِ وَجَمَعَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ إِنَّهٗ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ قَلَّ عَرَبِىٌّ مَّشٰى بِهَا مِثْلَهٗ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ قَالَ نَشَأَ بِهَا.

اصحاب میں سے کہا کہ واجب ہوئی یعنی بہشت یا مغفرت یا شہادت' یا حضرت! کیوں نہیں نفع مند کیا آپ نے ہم کو اس کے ساتھ پھر ہم اہل خیبر کے پاس آئے اور ان کو گھیرا یہاں تک کہ پہنچی ہم کو بھوک سخت پھر اللہ نے اس ان پر فتح کیا سو جب لوگوں کو شام ہوئی جس دن خیبران پر فتح ہوا تو انہوں نے بہت آگ جلائی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کیسی آگ ہے کس چیز پر جلاتے ہیں؟ لوگوں نے کہا گوشت پر فرمایا کس گوشت پر؟ کہا گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت پر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو نکال کے پھینک دو اور ہانڈیوں کو توڑ ڈالو تو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت! حکم ہو تو گوشت کو نکال کے پھینک دیں اور ہانڈیوں کو دھو ڈالیں؟ فرمایا ایسا ہی کرو یعنی گوشت نکال کے پھینک دو اور ہانڈیوں کو دھو ڈالو سو جب لوگوں نے صف باندھی اور عامر کی تلوار چھوٹی تھی سو اس نے اس کو لیا تا کہ ایک یہودی کی پنڈلی کو مارے سو اس کی تلوار کی نوک پھر کر عامر کے گھٹنے میں لگی سو وہ اس زخم کے سبب سے فوت ہوا۔ راوی نے کہا کہ پھر جب لوگ فتح خیبر سے پھرے تو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو دیکھا اس حال میں کہ آپ میرا ہاتھ پکڑے تھے فرمایا کیا حال ہے تیرا؟ میں نے آپ ﷺ سے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان لوگ گمان کرتے ہیں کہ عامر کا کیا ضائع ہوا کہ اس کو اس کے ہتھیار نے قتل کیا کافر کے ہاتھ سے شہید نہیں ہوا حضرت ﷺ نے فرمایا جھوٹا ہے جو کہتا ہے کہ اس کا عمل ضائع ہوا بیشک اس کو دوہرا ثواب ہے اور اپنی دو انگلیوں کو جوڑا بیشک وہ البتہ غازی اور مجاہد ہے کم ہے عرب میں سے کہ چلا ہو زمین پر یا مدینے میں مثل اس کی۔

فائدہ: ایک نے عامر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اپنے کچھ شعر ہم کو سناؤ تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا تھا کہ شعر سناؤ اور یہ جو کہا کہ فداء لك تو یہ کلام مشکل ہے اس واسطے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے حق میں نہیں کہا جاتا کیونکہ معنی فداء لك کے یہ ہیں کہ ہم قربان ہوتے ہیں آپ پر ساتھ جانوں اپنی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قربان ہونا اس کے حق میں تصور کیا جاتا ہے جس پر فنا ہونا جائز ہو اور جواب دیا گیا ہے اس سے ساتھ اس کے کہ یہ ایک کلمہ ہے کہ اس کا ظاہر مراد نہیں ہوتا بلکہ مراد اس کے ساتھ محبت اور تعظیم ہے ساتھ قطع کرنے نظر کے ظاہر لفظ سے اور بعض کہتے ہیں کہ مخاطب ساتھ اس شعر کے حضرت ﷺ ہیں اور معنی اس کے یہ ہیں کہ نہ پکڑو ہم کو اوپر تقصیروں ہماری کے جو آپ کے حق میں اور آپ کی مدد میں ہم سے صادر ہوئیں بنا بریں اس کے پس قول اس کا اللھم نہیں قصد کی گئی ہے ساتھ اس کے دعا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شروع کیا ساتھ اس کے کلام کو اور مخاطب ساتھ قول شاعر کے لو لا انت حضرت ﷺ ہیں اخیر تک اور وارد ہوتا ہے اس پر قول اس کا اس کے بعد فانزل سکینة علینا و ثبت الاقدام ان لاقینا اس واسطے کہ یہ دعا ہے واسطے اللہ تعالیٰ کے اور احتمال ہے کہ معنی یہ ہوں کہ آپ اپنے رب سے سوال کریں کہ ہم پر چین کو اتارے اور ہمارے قدموں کو جمادے اور یہ جو کہا ما اتقینا تو یہ اکثر راویوں کے نزدیک ساتھ تشدید ت کے ہے کہ اس کے بعد قاف ہے اور معنی اس کے ہیں جو چھوڑا ہم نے حکموں سے اور ما ظرفیہ ہے اور واسطے اصیلی وغیرہ کے ساتھ ہمزہ قطع کے ہے پھر اس کے بعد ب ساکن ہے یعنی جو چھوڑا ہم نے اپنے پیچھے اس قسم سے جو کمایا ہم نے گناہوں سے یا جو باقی رکھا ہم نے اپنے گناہوں سے اور اس سے توبہ نہیں کی اور واسطے قابسی کے مالقینا ہے یعنی جو پایا ہم نے ممنوع چیزوں سے اور یہ جو کہا انا اذا صیح بنا اتینا یعنی ہم آتے ہیں جب بلائے جاتے ہیں طرف قتال یا حق کی اور ایک روایت میں ابینا ہے یعنی جب ہم ناحق کی طرف بلائے جاتے ہیں تو ہم باز رہتے ہیں اور یہ جو فرمایا کہ کون ہے یہ اونٹ ہانکنے والا تو ایک روایت میں ہے کہ عامر رضی اللہ عنہ لَے سے گانے لگے اور اونٹوں کو ہانکتے تھے اور یہ ان کی عادت تھی جب چاہتے تھے کہ اونٹ خوش دل ہو کر چلیں تو اونٹوں کو ہانکتے تھے اور لَے سے گاتے تھے اس حال میں اور یہ جو فرمایا کہ اللہ اس کو رحمت کرے تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تجھ کو بخشے کہا اور نہیں بخشش مانگی حضرت ﷺ نے واسطے کسی آدمی کے خاص کر کے مگر وہ شہید ہوا اور ساتھ اس زیادتی کے ظاہر ہوگا بھید بیچ قول اس مرد کے کس واسطے نہیں نفع دیا آپ نے ہم کو ساتھ اس کے اور معنی اس قول کے یہ ہیں کہ کس واسطے نہیں باقی رکھا آپ نے اس کو تا کہ ہم کو اس کی دلاوری سے فائدہ ہوتا اور تمتع کے معنی ہیں فائدہ اٹھانا ایک مدت تک اور یہ قول عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہے گویا عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کے قول یرحمه الله سے سمجھا تھا کہ عامر جنگ خیبر میں شہید ہوگا اس واسطے کہا کہ اگر آپ اس کو باقی رکھتے تو ہم اس کی دلاوری سے فائدہ اٹھاتے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ نے ہم کو اس دعا میں شریک کیوں نہیں کیا اور یہ جو کہا

کہ ہم کو سخت بھوک پہنچی تو اس کی شرح کتاب الذبائح میں آئے گی اور یہ جو کہا کہ عامر کی تلوار چھوٹی تھی انھوں نے اس کو لیا تا کہ یہودی کی پنڈلی کو مارے تو ایک روایت میں ہے کہ جب ہم خیبر میں پہنچے تو ان کا بادشاہ مرحب تلوار لے کر نکلا کہتا تھا کہ خیبر والوں کو معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں یعنی میں بہادر ہوں پہننے والا ہتھیاروں کا پہلوان تجربہ کار ہوں تو عامر اس سے لڑنے کے واسطے اکیلا نکلے اور کہا خیبر والے جانتے ہیں کہ میں عامر ہوں پہننے والا ہتھیاروں کا پہلوان مست ہوں سو دونوں نے ایک دوسرے کو تلوار ماری تو مرحب کی تلوار عامر رضی اللہ عنہ کی ڈھال میں پڑی یعنی ڈھال کے سبب سے عامر رضی اللہ عنہ کو تلوار نہ لگی تو عامر رضی اللہ عنہ نے اس کو نیچے سے تلوار ماری سو عامر رضی اللہ عنہ کی تلوار پھر کر خود عامر رضی اللہ عنہ کو لگی تو وہ اس کے سبب سے فوت ہوئے اور ایک روایت میں ہے فرمایا کہ وہ شہید ہے اور اس کا جنازہ پڑھا۔ (فتح) اور قتیبہ کی روایت میں مشی بھا کے بدلے نشأ بھا آیا ہے یعنی اس پر جوان ہوا۔

۳۸۷۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتٰى خَيْبَرَ لَيْلًا وَّكَانَ إِذَا أَتٰى قَوْمًا بِلَيْلٍ لَّمْ يُغِرْ بِهِمْ حَتّٰى يُصْبِحَ فَلَمَّا أَصْبَحَ خَرَجَتِ الْيَهُوْدُ بِمَسَاحِيْهِمْ وَمَكَاتِلِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوْا مُحَمَّدٌ وَّاللّٰهِ مُحَمَّدٌ وَّالْخَمِيْسُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرِبَتْ خَيْبَرُ ﴿إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ﴾. (الصافات:۱۷۷).

۳۸۷۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو خیبر میں پہنچے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کسی قوم پر رات کو آتے تھے تو صبح تک ان کے نزدیک نہیں جاتے تھے یعنی بلکہ تمام رات ٹھہرے رہتے جب صبح ہوتی تھی تو ان پر جا پڑتے تھے سو جب صبح ہوئی تو یہود اپنے بیلچوں اور ٹوکروں کے ساتھ نکلے یعنی ساتھ ہتھیاروں کھیتی کے بے خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے سو جب یہود خیبر نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہا یہ محمد ہیں قسم ہے اللہ کی یہ محمد ہیں ساتھ لشکر کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیبر خراب ہوا جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو بری ہوئی صبح اُن لوگوں کی جو ڈرائے گئے۔

فائدہ: اور اس حدیث کے اکثر طریقوں میں تکبیر کا لفظ زیادہ ہے یعنی کہا اللہ اکبر کہا سہیلی نے کہ لیا جاتا ہے اس حدیث سے تفاول یعنی نیک فال لینی درست ہے اس واسطے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھانے کے آلات دیکھے تو اس سے نکالا کہ ان کا شہر عنقریب خراب ہو جائے گا اور احتمال ہے کہ کہا ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ طریق وحی کے اور تائید کرتا ہے اس کی قول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بعد اس کے جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو بری ہوئی صبح ان لوگوں کی کہ ڈرائے گئے۔ (فتح)

۳۸۷۷۔ أَخْبَرَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا

۳۸۷۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم صبح کو خیبر

ابنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِيْنَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَبَّحْنَا خَيْبَرَ بُكْرَةً فَخَرَجَ أَهْلُهَا بِالْمَسَاحِيْ فَلَمَّا بَصُرُوْا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا مُحَمَّدٌ وَّاللَّهِ مُحَمَّدٌ وَّالْخَمِيْسُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ ﴿إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ﴾ فَأَصَبْنَا مِنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ فَنَادٰى مُنَادِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ وَرَسُوْلَهٗ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ فَإِنَّهَا رِجْسٌ.

میں پہنچے تو خیبر والے بیلچوں کے ساتھ نکلے سو جب انہوں نے حضرت ﷺ کو دیکھا تو کہا کہ محمد ﷺ آئے قسم ہے اللہ کی محمد ﷺ آئے ساتھ لشکر کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا' اللہ اکبر یعنی اللہ بڑا ہے خراب ہوا خیبر جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو بری ہوئی صبح اُن لوگوں کی جو ڈرائے گئے سو ہم نے گدھوں کا گوشت پایا یعنی اور اس کو پکایا تو حضرت ﷺ کے منادی نے پکارا کہ بیشک اللہ اور اس کا رسول تم کو منع کرتے ہیں گدھوں کے گوشت سے اس واسطے کہ بیشک وہ نجس ہے یعنی حرام ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں جو کہا کہ ہم صبح کو خیبر میں پہنچے تو یہ پہلی حدیث کی مخالف نہیں کہ وہ رات کے وقت وہاں پہنچے تھے اس واسطے کہ وہ محمول ہے اس پر کہ وہ اس کے پاس آئے اور اس سے دور سو رہے پھر صبح کے وقت اس کی طرف سوار ہوئے اور صبح کی اس میں ساتھ لڑنے اور غنیمت کے اور یہ جو کہا کہ اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يَنْهَيَانِكُمْ تو یہ دلالت کرتا ہے اوپر جواز جمع کرنے اسم اللہ کے ساتھ غیر اس کے بیچ ضمیر واحد کے پس رد کیا جاتا ہے اس کے ساتھ اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ قول حضرت ﷺ کا واسطے خطیب کے کہ تو برا خطیب ہے واسطے کہنے اس کے ہے وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى۔ (فتح)

۳۸۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَهٗ جَآءٍ فَقَالَ أُكِلَتِ الْحُمُرُ فَسَكَتَ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ أُكِلَتِ الْحُمُرُ فَسَكَتَ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ أُفْنِيَتِ الْحُمُرُ فَأَمَرَ مُنَادِيًا

۳۸۷۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس کوئی آنے والا آیا سو اس نے کہا کہ گدھے کھائے گئے تو حضرت ﷺ چپ رہے پھر وہ دوسری بار آپ ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ گدھے کھائے گئے پھر حضرت ﷺ چپ رہے پھر وہ تیسری بار آپ ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ گدھے فنا ہوئے یعنی اگر گدھے کھائے گئے تو رفتہ رفتہ کوئی باقی نہ رہے گا تو حضرت ﷺ نے

فَنَادٰی فِی النَّاسِ إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یَنْهَیَانِكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِیَّةِ فَأُكْفِئَتِ الْقُدُوْرُ وَإِنَّهَا لَتَفُوْرُ بِاللَّحْمِ.

منادی کو حکم دیا تو اس نے لوگوں میں پکار دیا کہ بیشک اللہ اور اس کا رسول منع کرتے ہیں تم کو گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت کھانے سے سو ہانڈیاں الٹائی گئیں اور حالانکہ وہ گوشت سے جوش مارتی تھیں۔

فائدہ: اور احتمال ہے کہ جھکائی گئی ہوں یہاں تک کہ انڈیلا گیا جو ان میں تھا۔

۳۸۷۹۔ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ قَرِیْبًا مِّنْ خَیْبَرَ بِغَلَسٍ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَیْبَرُ ﴿إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِیْنَ﴾ فَخَرَجُوْا یَسْعَوْنَ فِی السِّكَكِ فَقَتَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمُقَاتِلَةَ وَسَبَی الذُّرِّیَّةَ وَكَانَ فِی السَّبْیِ صَفِیَّةُ فَصَارَتْ إِلٰی دَحْیَةَ الْكَلْبِیِّ ثُمَّ صَارَتْ إِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا فَقَالَ عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ صُهَیْبٍ لِّثَابِتٍ یَّا أَبَا مُحَمَّدٍ أَنْتَ قُلْتَ لِأَنَسٍ مَّا أَصْدَقَهَا فَحَرَّكَ ثَابِتٌ رَّأْسَهٗ تَصْدِیْقًا لَّهٗ.

۳۸۷۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز خیبر کے نزدیک اندھیرے میں پڑھی پھر فرمایا اللہ بڑا ہے خراب ہوا خیبر جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو بری ہوئی صبح ان لوگوں کی جو ڈرائے گئے سو وہ نکلے کوچوں میں دوڑتے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لڑنے والے جوانوں کو قتل کیا اور ان کی عورتوں اور لڑکوں کو لونڈی، غلام بنایا اور تھیں صفیہ رضی اللہ عنہا قیدیوں میں وہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آئیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرایا سو عبدالعزیز نے ثابت سے کہا کہ اے ابو محمد! تو نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کیا مہر دیا تھا؟ تو ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنا سر ہلایا واسطے تصدیق اس کی کے یعنی ہاں میں نے پوچھا تھا۔

فائدہ: اس حدیث میں بڑا اختصار ہے اس واسطے کہ اس سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ یہ قتل اور قید کرنا واقعہ ہوا ہے پیچھے غنیمت حاصل کرنے کے یعنی بغیر توقف کے اوپر ان کے حالانکہ اس طرح نہیں پس تحقیق ذکر کیا ہے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چند اور دس دن کا محاصرہ کیے رہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے زیادہ اور تائید کرتا ہے اس کی قول اس کا پہلی حدیث میں کہ ان کو سخت بھوک پہنچی کہ وہ دلالت کرتا ہے اوپر دراز ہونے مدت گھیرنے کے اس واسطے کہ اگر اسی دن فتح ہوتی تو نہ واقع ہوتا واسطے ان کے یہ یعنی پہنچنا بھوک کا اور بیچ حدیث سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے جو آئندہ آتی ہیں علی رضی اللہ عنہ کے قصے میں وہ چیز ہے جو اس کی تاکید کرتی ہے اور اسی طرح ہے بیچ

حدیث سہل رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بیچ قصے اس شخص کے جس نے اپنے آپ کو مار ڈالا تھا اور یہ جو کہا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا قیدیوں میں تھیں تو ایک روایت میں ہے کہ دحیہ رضی اللہ عنہ آیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! مجھ کو باندیوں سے ایک لونڈی دیجیے فرمایا جا اور ایک لونڈی پکڑ لے اس نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو لیا پھر ایک مرد آیا اس نے کہا یا حضرت! دی آپ نے دحیہ رضی اللہ عنہ کو صفیہ جو قریظہ اور نضیر کے سردار کی بیٹی ہے وہ آپ کے سوا کسی کے لائق نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو بلاؤ دحیہ رضی اللہ عنہ اس کو لائے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو فرمایا کہ باندیوں میں سے اس کے علاوہ اور لونڈی پکڑ لے اور وہ کنانہ بن ربیع کے نکاح میں تھی اور پکڑی آئی ساتھ اس کے چچیری بہن اس کی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دحیہ سے پھیر لیا تو اس کے بدلے اس کو صفیہ کی چچیری بہن دی کہا سہیلی نے کہ نہیں معارضہ ہے درمیان ان حدیثوں کے اس واسطے کہ لیا تھا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ رضی اللہ عنہ سے پہلے تقسیم ہونے غنیمت کے اور جو اس کو اس کے عوض میں دی تھی وہ بطور بیع کے نہیں تھی میں کہتا ہوں کہ مسلم میں ہے کہ صفیہ دحیہ رضی اللہ عنہ کے حصے میں واقع ہوئیں اور نیز اسی میں ہے کہ خریدا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ سے سات غلام دے کر پس اولیٰ طریق تطبیق میں یہ ہے کہ مراد ساتھ حصے اس کی کے اس جگہ حصہ اس کا ہے کہ اختیار کیا تھا اس نے اس کو واسطے نفس اپنے کے اور اس کا بیان یوں ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ اس کو کوئی لونڈی دیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دی یہ کہ قیدیوں میں سے لونڈی لے پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ وہ بیٹی ان کے بادشاہ کی ہے تو ظاہر ہوا واسطے آپ کے یہ کہ نہیں وہ اس قسم سے کہ دحیہ رضی اللہ عنہ کو بخشی جائے واسطے بہت ہونے ان لوگوں کے کہ اصحاب میں تھے مانند دحیہ کی اور اوپر اس سے اور واسطے کم ہونے کے باندیوں میں مثل صفیہ کے اپنی نفاست اور عمدگی میں پس اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دحیہ رضی اللہ عنہ کو صفیہ کے ساتھ خاص کرتے تو بعض اصحاب کے دلوں کا بدل جانا یعنی حسد کرنا ممکن تھا پس تھا مصلحت عام میں سے پھیر لینا اس کا اس سے اور خاص ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ اس کے اس واسطے کہ اس میں سب کی رضامندی تھی اور یہ ہبہ میں رجوع کرنے کے قبیل سے نہیں اور بہر حال بولنا شراء کا عوض پر سو بطورِ مجاز کے ہے اور شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس کی چچیری بہن دی تھی سو اس کا دل خوش نہ ہوا تو دیا اس کو من جملہ قیدیوں سے زیادہ اوپر اس کے اور نزدیک ابن سعد کے انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صفیہ دحیہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آئیں تو لوگ صفیہ کی تعریف کرنے لگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منگوایا اور دی دحیہ رضی اللہ عنہ کو بدلے اس کے وہ چیز کہ راضی ہوا وہ ساتھ اس کے اور باقی قصہ اس کا بارھویں حدیث میں آئے گا۔ (فتح)

۳۸۸۰۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سَبَى النَّبِيُّ

۳۸۸۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ کو باندی پکڑا سو اس کو آزاد کر کے اس سے نکاح کیا تو ثابت رضی اللہ عنہ نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کیا

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَفِیَّةَ فَأَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَقَالَ ثَابِتٌ لِأَنَسٍ مَّا أَصْدَقَهَا قَالَ أَصْدَقَهَا نَفْسَهَا فَأَعْتَقَهَا.

مہر دیا؟ کہا اس کا نفس اس کو مہر دیا یعنی اس کو آزاد کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نکاح میں آئے گی۔

۳۸۸۱۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا یَعْقُوبُ عَنْ أَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْتَقٰی هُوَ وَالْمُشْرِكُوْنَ فَاقْتَتَلُوْا فَلَمَّا مَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِلٰی عَسْكَرِهٖ وَمَالَ الْأٰخَرُوْنَ إِلٰی عَسْكَرِهِمْ وَفِیْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَّا یَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً وَّلَا فَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا یَضْرِبُهَا بِسَیْفِهٖ فَقِیْلَ مَا أَجْزَأَ مِنَّا الْیَوْمَ أَحَدٌ كَمَا أَجْزَأَ فُلَانٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهٗ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ أَنَا صَاحِبُهٗ قَالَ فَخَرَجَ مَعَهٗ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهٗ وَإِذَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهٗ قَالَ فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِیْدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ سَیْفَهٗ بِالْأَرْضِ وَذُبَابَهٗ بَیْنَ ثَدْیَیْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلٰی سَیْفِهٖ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ الرَّجُلُ الَّذِیْ ذَكَرْتَ آنِفًا أَنَّهٗ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ أَنَا لَكُمْ بِهٖ

۳۸۸۱۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں سے ملے سو دونوں گروہ آپس میں لڑے پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکر کی طرف پھرے یعنی بعد فارغ ہونے کے لڑائی سے اس دن اور دوسرے لوگ اپنے لشکر کی طرف پھرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک مرد تھا کہ نہ چھوڑتا تھا کسی کافر کو لشکر سے جدا ہوا ہو اور نہ کسی اکیلے کو مگر کہ اس کے پیچھے پڑتا تھا اور اس کو تلوار سے مار ڈالتا تھا تو کسی کہنے والے نے کہا کہ نہیں کفایت کی آج ہم میں سے کسی نے جیسے کفایت کی فلانے نے یعنی وہ ایسا لڑا ہے کہ کافروں کو اس کے مقابل ہونے کی طاقت نہیں رہی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار ہو بیشک وہ دوزخیوں میں سے ہے یعنی تو یہ بات اصحاب کو بہت بھاری معلوم ہوئی اور کہا کہ اگر یہ شخص دوزخی ہے تو ہم میں سے بہشتی کون ہے تو مسلمانوں میں سے ایک مرد نے کہا کہ میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اور اس کی حقیقت حال دریافت کرتا ہوں سو وہ اس کے ساتھ نکلا جب وہ کھڑا ہوتا تھا تو وہ بھی اس کے ساتھ کھڑا ہو جاتا تھا اور جب وہ دوڑتا تھا تو وہ بھی اس کے ساتھ دوڑتا تھا تو راوی نے کہا سو وہ مرد سخت زخمی ہوا سو اس نے مرنے میں جلدی کی سو اس نے اپنی تلوار زمین پر رکھی اور اس کی نوک اپنی چھاتی میں رکھی پھر تلوار پر تکیہ کیا اور اپنا بوجھ اس پر ڈالا اور اپنے آپ کو قتل کیا تو وہ مرد اس کے ساتھ والا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلا سو اس

فَخَرَجْتُ فِي طَلَبِهِ ثُمَّ جُرِحَ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ فِي الْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بیشک اللہ کے رسول ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے اس کہنے کا کیا سبب ہے؟ کہا وہ مرد جس کا آپ نے ابھی ابھی ذکر کیا تھا کہ وہ دوزخیوں میں سے ہے اور لوگوں کو یہ بات بھاری معلوم ہوئی تو میں نے کہا کہ میں تمہارے واسطے اس کے ساتھ ہوتا ہوں تا کہ اس کی حقیقت حال معلوم کروں سو میں اس کی تلاش میں نکلا پھر وہ سخت زخمی ہوا سو اس نے جلدی مرنا چاہا سو اس نے اپنی تلوار کا پھل زمین پر رکھا اور اس کی نوک اپنی چھاتی میں رکھی پھر اپنا وزن اس پر ڈالا اور اپنے آپ کو قتل کیا تو حضرت ﷺ نے اس کے نزدیک فرمایا کہ البتہ بعض آدمی ظاہر لوگوں کی نظروں میں بہشتیوں کے کام کرتا ہے اور حالانکہ وہ دوزخیوں میں سے ہے اور البتہ بعض آدمی ظاہر لوگوں کی نظروں میں دوزخیوں کے کام کرتا ہے اور حالانکہ وہ بہشتیوں میں سے ہے۔

فائدہ: نہیں واقف ہوا میں اس پر کہ یہ کون سی جنگ تھی لیکن وہ مبنی ہے اس پر کہ جو قصہ کہ سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے وہ متحد ہے ساتھ اس قصے کے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تصریح ہے ساتھ اس کے کہ یہ واقعہ خیبر میں تھا اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث کے سیاق میں ہے کہ جس مرد نے اپنے آپ کو مارا تھا اس نے اپنی تلوار پر تکیہ کیا تھا یہاں تک کہ اس کی پیٹھ سے نکلی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سیاق میں ہے کہ اس نے اپنے ترکش سے تیر نکالا اور اس سے اپنے آپ کو ذبح کیا اس واسطے میل کی ہے ابن تین نے اس طرف کہ یہ واقعہ متعدد ہے اور ممکن ہے تطبیق بایں طور کہ ذبح کیا ہو اس نے اپنے نفس کو ساتھ تیر کے اور اس سے اس کی روح نہ نکلی ہو اگرچہ ہو مرنے کے قریب ہوا ہو سو تکیہ کیا ہو اس نے اپنی تلوار پر واسطے جلدی مرنے کے اور کہتے ہیں کہ اس کا نام قرنان تھا۔ (فتح)

۳۸۸۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ

۳۸۸۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم خیبر میں حاضر ہوئے تو فرمایا حضرت ﷺ نے بیچ حق ایک مرد کے جو اسلام کا دعویٰ کرتا تھا یعنی کہتا تھا کہ میں مسلمان ہوں کہ یہ

شَهِدْنَا خَيْبَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِّمَّنْ مَّعَهُ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ هٰذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ أَشَدَّ الْقِتَالِ حَتّٰى كَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحَةُ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ يَرْتَابُ فَوَجَدَ الرَّجُلُ أَلَمَ الْجِرَاحَةِ فَأَهْوٰى بِيَدِهِ إِلٰى كِنَانَتِهِ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهَا أَسْهُمًا فَنَحَرَ بِهَا نَفْسَهُ فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَدَّقَ اللّٰهُ حَدِيْثَكَ انْتَحَرَ فُلَانٌ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ قُمْ يَا فُلَانُ فَأَذِّنْ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ إِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ شَبِيْبٌ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَابَعَهُ صَالِحٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ كَعْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَنْ شَهِدَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَعِيْدٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

دوزخیوں میں سے ہے سو جب لڑنے کا وقت آیا اور لڑائی شروع ہوئی تو وہ سخت لڑا یہاں تک کہ اس کو زخم بہت لگے تو قریب تھا کہ بعض لوگ شک کریں یعنی حضرت ﷺ کے اس قول میں کہ وہ دوزخیوں میں سے ہے یعنی ایسا غازی کیونکر دوزخی ہوگا سو پایا اس مرد نے درد زخم کا سو اس نے اپنا ہاتھ ترکش کی طرف جھکایا اور اس سے تیر نکالے اور اس سے اپنے نفس کو ذبح کیا تو چند مسلمان دوڑے تو انہوں نے کہا کہ یا حضرت اللہ نے آپ کی بات کو سچا کیا فلانے نے اپنا سینا کاٹا اس نے اپنے آپ کو مار ڈالا حضرت ﷺ نے فرمایا اسے فلانے اٹھ کھڑا ہو اور لوگوں میں پکارو کے بیشک نہ جائے گا بہشت میں کوئی سوائے ایمان دار کے بیشک اللہ مدد کرتا ہے اس دین کی گنہگار آدمی سے یعنی ساتھ قرنان مذکور کے جس کا ذکر پہلی حدیث میں ہے' متابعت کی ہے شعیب کی معمر نے زہری سے اور کہا شعیب نے یونس سے اس نے روایت کی زہری سے کہا خبر دی مجھ کو ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اور عبدالرحمٰن نے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم حنین میں حضرت ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے اور کہا ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے یونس سے اس نے روایت کی زہری سے اس نے سعید سے اس نے حضرت ﷺ سے متابعت کی ہے ابن کیسان کی صالح نے زہری سے۔

فائدہ: یہ جو کہا شھدنا حنینا تو مراد بخاری کی اس سے یہ ہے کہ یونس مخالف ہوا ہے معمر اور شعیب کا پس ذکر کیا اس نے بدلے خیبر کے لفظ حنین کا اور یہ جو کہا کہ ابن مبارک نے کہا الخ تو مراد یہ ہے کہ موافق ہوا ہے شعیب کا لفظ حنین میں اور مخالف ہوا ہے اس کی اسناد میں اور یہ جو کہا کہ متابعت کی ہے اس کی صالح نے تو مراد ساتھ متابعت کے یہ ہے کہ صالح نے متابعت کی ہے ابن مبارک کی یونس سے بیچ ترک کرنے نام جنگ کے نہ باقی متن میں اور نہ اسناد میں اور بخاری کی کاری گری چاہتی ہے اس کو کہ شعیب اور معمر کی روایت راجح ہے اور اشارہ کیا اس نے اس طرف کہ باقی روایتیں احتمال رکھتی ہیں اور یہ اس کی عادت ہے مختلف روایتوں میں کہ جب اس کے نزدیک کوئی چیز راجح ہوتی ہے تو اس پر اعتماد کرتا ہے اور باقی کی طرف اشارہ کرتا ہے اور نہیں مستلزم ہے یہ قدح کو روایت راجح میں اس واسطے کہ شرط اضطراب کی یہ ہے کہ اختلاف کی وجہیں برابر ہوں پس نہ ترجیح پائے گی کوئی چیز اس سے اور کہا مہلب نے کہ یہ مردان لوگوں میں سے تھا کہ معلوم کروایا ہم کو حضرت ﷺ نے کہ جاری ہوئی ہے اس پر وعید گنہگاروں کی اور نہیں لازم آتا اس سے کہ جو آدمی اپنے آپ کو مار ڈالے اس کو دوزخی کہا جائے اور کہا ابن تین نے کہ احتمال ہے کہ ہو قول حضرت ﷺ کا کہ وہ دوزخیوں میں سے ہے یعنی اگر اللہ اس کو نہ بخشے اور احتمال ہے کہ جب اس کو زخم پہنچا ہو تو اس نے ایمان میں شک کیا ہو یا اپنے آپ کو مارنے کو حلال جانا ہو اور کافر ہو کے مرا ہو اور تائید کرتا ہے اس کی قول حضرت ﷺ کا باقی حدیث میں کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں کوئی سوائے مسلمان کے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابن منیر نے اور ظاہر یہ ہے کہ مراد ساتھ فاجر کے عام ہے اس سے کہ کافر ہو یا فاسق اور نہیں معارض ہے اس کو یہ حدیث حضرت ﷺ کی کہ ہم مشرک سے مدد نہیں چاہتے اس واسطے کہ یہ حدیث محمول ہے اس شخص کے حق میں جس کا کفر ظاہر ہو یعنی کھلم کھلا کافر ہو یا یہ حدیث منسوخ ہے اور اس حدیث میں خبر دینا ہے حضرت ﷺ کا ساتھ غیب کی چیزوں کے اور یہ آپ کے کھلم کھلا معجزوں سے ہے اور یہ کہ جائز ہے خبر دینا نیک مرد کو ساتھ فضیلت کے کہ اس میں ہو اور اس کو ظاہر کرنا۔

تنبیہ: ایک روایت میں ہے کہ پکارنے والے عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے اور ایک روایت میں ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ تھے اور تطبیق یہ ہے کہ دونوں نے مختلف طرفوں میں پکارا تھا۔ (فتح)

۳۸۸۳۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا غَزَا رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ أَوْ قَالَ لَمَّا تَوَجَّهَ رَسُوْلُ اللَّهِ

۳۸۸۳۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے جنگ خیبر کی یا کہا کہ جب حضرت ﷺ خیبر کی طرف متوجہ ہوئے تو لوگ ایک نالے پر بلند ہوئے سو پکار پکار کے اللہ اکبر کہنے لگے یعنی اللہ بڑا ہے اللہ بڑا ہے نہیں کوئی لائق عبادت کے سوائے اس کے تو حضرت ﷺ نے

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْرَفَ النَّاسُ عَلٰى وَادٍ فَرَفَعُوْا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّكْبِيْرِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْبَعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ إِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا إِنَّكُمْ تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا قَرِيْبًا وَّهُوَ مَعَكُمْ وَأَنَا خَلْفَ دَابَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَنِيْ وَأَنَا أَقُوْلُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فَقَالَ لِيْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى كَلِمَةٍ مِّنْ كَنْزٍ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.

فرمایا اے لوگو! نرمی کرو اپنی جانوں پر یعنی شور نہ کرو تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے تم تو سننے والے نزدیک کو پکارتے ہو اور وہ تمہارے ساتھ موجود ہے اور میں حضرت ﷺ کی سواری کے پیچھے کھڑا تھا سو حضرت ﷺ نے مجھ کو سنا اور میں کہتا تھا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ یعنی نہیں طاقت پھرنے کی گناہ سے اور نہ قوت بندگی کی مگر اللہ کی توفیق کے ساتھ' حضرت ﷺ نے فرمایا' اے عبداللہ بن قیس! میں نے کہا میں حاضر ہوں فرمایا کیا میں تجھ کو نہ بتلا دوں ایک خزانہ بہشت کے خزانوں سے؟ میں نے کہا کیوں نہیں' یا حضرت! میرے ماں باپ آپ پر قربان' فرمایا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔

فائدہ: اس سیاق سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ وہ خیبر کی طرف جاتے تھے اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ خیبر سے پھرے تھے اس واسطے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خیبر فتح ہونے کے بعد آئے تھے جیسا کہ ان کی حدیث میں واضح طور سے آئے گا بنا بریں اس کے پس حدیث میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ جب حضرت ﷺ خیبر کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو فتح کیا اور فارغ ہو کے وہاں سے پھرے اور شرح متن کی کتاب الدعوات میں آئے گی۔ (فتح)

٣٨٨٤۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ رَأَيْتُ أَثَرَ ضَرْبَةٍ فِيْ سَاقِ سَلَمَةَ فَقُلْتُ يَا أَبَا مُسْلِمٍ مَّا هٰذِهِ الضَّرْبَةُ فَقَالَ هٰذِهِ ضَرْبَةٌ أَصَابَتْنِيْ يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ النَّاسُ أُصِيْبَ سَلَمَةُ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَفَثَ فِيْهِ ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ.

٣٨٨٤۔ حضرت یزید بن ابی عبید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سلمہ رضی اللہ عنہ کی پنڈلی میں زخم کا نشان دیکھا میں نے کہا اے ابو مسلم! یہ کیسا زخم ہے؟ کہا کہ یہ زخم ہے کہ جنگ خیبر کے دن ان کو پہنچا تھا تو لوگوں نے کہا کہ زخمی ہوا سلمہ سو میں حضرت ﷺ کے پاس آیا حضرت ﷺ نے اس زخم کی جگہ میں تین بار دم کیا سو نہیں درد ہوا مجھ کو اس میں اب تک۔

فائدہ: نفث نفخ سے اوپر ہے اور تفل سے نیچے ہے اور کبھی ہوتا ہے بغیر لعاب کے برخلاف تفل کے اور کبھی ہوتا ہے ساتھ لعاب ہلکی کے برخلاف نفخ کے۔

۳۸۸۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ اِلْتَقَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُشْرِكُوْنَ فِيْ بَعْضِ مَغَازِيْهِ فَاقْتَتَلُوْا فَمَالَ كُلُّ قَوْمٍ إِلٰى عَسْكَرِهِمْ وَفِي الْمُسْلِمِيْنَ رَجُلٌ لَّا يَدَعُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ شَاذَّةً وَّلَا فَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا فَضَرَبَهَا بِسَيْفِهِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا أَجْزَأَ أَحَدٌ مَّا أَجْزَأَ فُلَانٌ فَقَالَ إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَالُوْا أَيُّنَا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِنْ كَانَ هٰذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ لَأَتَّبِعَنَّهُ فَإِذَا أَسْرَعَ وَأَبْطَأَ كُنْتُ مَعَهُ حَتّٰى جُرِحَ فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نِصَابَ سَيْفِهِ بِالْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَجَاءَ الرَّجُلُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَإِنَّهُ لَمِنْ أَهْلِ النَّارِ وَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

۳۸۸۵۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اپنی بعض جنگوں میں مشرکوں سے ملے سو دونوں گروہ آپس میں لڑے پھر ہر قوم اپنے لشکر کی طرف پھری اور مسلمانوں میں ایک مرد تھا کہ نہ چھوڑتا تھا کسی اکیلے اور تنہا کو مشرکوں میں سے کہ اس کے پیچھے لگتا تھا اور اس کو تلوار سے قتل کرتا تھا سو کسی نے کہا کہ یا حضرت! نہیں کفایت کی کسی نے جیسی کفایت کی فلاں نے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک وہ دوزخیوں میں سے ہے تو اصحاب نے کہا کہ اگر یہ دوزخی ہے تو ہم میں سے بہشتی کون ہے؟ تو ایک مرد نے مسلمانوں میں سے کہا کہ البتہ میں اس کا پیچھا کرتا ہوں سو جب وہ دوڑا اور آہستہ چلا تو میں اس کے ساتھ رہوں گا یہاں تک کہ زخمی ہوا سو اس نے جلدی مرنا چاہا تو اس نے اپنی تلوار کا پھل زمین پر رکھا اور اس کی نوک یا دھار اپنی چھاتی میں رکھی پھر اپنا وزن اس پر ڈالا اور اپنے آپ کو قتل کیا سو وہ مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بیشک اللہ کے رسول ہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا اس کہنے کا کیا سبب ہے؟ سو اس نے آپ ﷺ کو خبر دی تو حضرت ﷺ نے فرمایا بیشک بعض آدمی البتہ بہشتیوں کے کام کرتا ہے ظاہر لوگوں کی نظروں میں اور حالانکہ وہ دوزخیوں میں سے ہے اور البتہ بعض آدمی دوزخیوں کے کام کرتا ہے ظاہر لوگوں کی نظروں میں اور حالانکہ وہ بہشتیوں میں سے ہے۔

۳۸۸۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ الْخُزَاعِيُّ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ الرَّبِيْعِ عَنْ أَبِيْ عِمْرَانَ قَالَ

۳۸۸۶۔ حضرت ابو عمران سے روایت ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے جمعے کے دن لوگوں کی طرف نظر کی سو ان پر سیاہ چادریں

نَظَرَ أَنَسٌ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَرَأَى طَيَالِسَةً فَقَالَ كَأَنَّهُمُ السَّاعَةَ يَهُودُ خَيْبَرَ.

دیکھیں تو کہا گویا کہ وہ اس وقت خیبر کے یہود ہیں۔

فائدہ: طیلسان صوف کی چادر ہوتی ہے سیاہ اور اس حدیث سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ یہود صوف کی چادریں پہنتے تھے اور ان کے علاوہ اور لوگ جن کو انس رضی اللہ عنہ نے دیکھا وہ ان کو بہت نہیں پہنتے تھے سو جب بصرہ میں آئے تو ان کو دیکھا کہ سیاہ چادریں بہت پہنتے ہیں تو تشبیہ دی ان کو ساتھ یہود خیبر کے اور اس سے لازم نہیں آتا کہ طیالسی چادر کا پہننا منع ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد طیالسہ سے چادریں ہیں اور انس رضی اللہ عنہ نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ان کے رنگ سے انکار کیا تھا اس واسطے کہ وہ زرد رنگ تھیں۔ (فتح)

۳۸۸۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَيْبَرَ وَكَانَ رَمِدًا فَقَالَ أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَحِقَ بِهِ فَلَمَّا بِتْنَا اللَّيْلَةَ الَّتِي فُتِحَتْ قَالَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا أَوْ لَيَأْخُذَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلٌ يُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُوْلُهُ يُفْتَحُ عَلَيْهِ فَنَحْنُ نَرْجُوْهَا فَقِيْلَ هٰذَا عَلِيٌّ فَأَعْطَاهُ فَفُتِحَ عَلَيْهِ.

۳۸۸۷۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ جنگ خیبر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہے اور ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں انھوں نے کہا کہ کیا میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہوں سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جا ملے سو جب پھر وہ رات آئی جس کی صبح کو خیبر فتح ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں کل جھنڈا دوں گا اس مرد کو یا فرمایا کہ البتہ کل لے جھنڈا وہ مرد جس کو اللہ اور رسول چاہتے ہیں اس کے ہاتھوں پر اللہ فتح کرے گا سو ہم اس کے امیدوار تھے یعنی ہر ایک شخص اس کا امیدوار تھا کہ یہ دولت مجھ کو نصیب ہو سو کسی نے کہا کہ یہ علی رضی اللہ عنہ ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نشان دیا سو ان کے ہاتھ پر فتح ہوئی۔

فائدہ: گویا علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے انکار کیا اپنے نفس پر بیچ پیچھے رہنے کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پس یہ بات کہی اور بہر حال قول اس کا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جا ملے سو احتمال ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر میں پہنچنے سے پہلے جا ملے ہوں اور احتمال ہے کہ خیبر میں پہنچنے سے پیچھے ملے ہوں اور یہ جو فرمایا کہ البتہ میں کل جھنڈا دوں گا تو واقع ہوا ہے اس روایت میں اختصار اور وہ احمد اور نسائی وغیرہ کے نزدیک بریدہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے کہا کہ جب جنگ خیبر کا دن ہوا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جھنڈے کو لیا سو اس کے ہاتھ پر فتح نہ ہوئی پھر اس سے اگلے دن عمر رضی اللہ عنہ نے جھنڈے کو لیا سو ان کے ہاتھ پر بھی فتح نہ ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں کل جھنڈا دوں گا اس شخص کو اور اس باب میں دس اصحاب سے زیادہ سے روایت آئی ہے بیان کیا ہے ان کو حاکم نے اکلیل میں اور ابو نعیم اور بیہقی نے دلائل نبوت میں

اور جھنڈا نشان ہے کہ پہچانی جاتی ہے ساتھ اس کے جگہ صاحب لشکر کی اور کبھی اٹھاتا ہے سردار لشکر کا اور کبھی دیتا ہے لشکر کے آگے چلنے والے کو اور روایت کی ہے یہ حدیث ابن عدی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ اس نشان میں کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا تھا۔ (فتح)

۳۸۸۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَّجُلًا يَّفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ قَالَ فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوْكُوْنَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُوْ أَنْ يُّعْطَاهَا فَقَالَ أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ فَقِيْلَ هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ قَالَ فَأَرْسَلُوْا إِلَيْهِ فَأُتِيَ بِهٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهٗ فَبَرَأَ حَتّٰى كَأَنْ لَّمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا فَقَالَ انْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ لَأَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ أَنْ يَّكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ.

۳۸۸۸۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن فرمایا کہ البتہ میں کل یہ جھنڈا دوں گا اس مرد کو جس کے ہاتھوں پر اللہ فتح کرے گا وہ اللہ اور رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور رسول اس سے محبت رکھتے ہیں تو رات کو اصحاب میں چرچا اور اختلاف رہا کہ دیکھیے یہ دولت کس کو ملے پھر جب صبح ہوئی تو اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہر ایک شخص امیدوار تھا کہ نشان اس کو ملے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ اصحاب نے عرض کیا کہ یا حضرت! ان کی آنکھیں بیمار ہیں فرمایا ان کو بلاؤ سو وہ لائے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں پر لعاب مبارک لگائی اور ان کے واسطے دعا کی اسی وقت اچھے ہو گئے یہاں تک کہ جیسے ان کو کوئی دکھ نہ تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نشان دیا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! کیا میں اُن سے لڑوں یہاں تک کہ ہماری طرح ہوں یعنی مسلمان ہو جائیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چلا جا اپنے طور پر یہاں تک کہ تو ان کے میدان میں پہنچے پھر ان سے اسلام کی درخواست کر اور بتلا ان کو جو ان پر اللہ کا حق واجب ہے بیچ اس کے پس قسم ہے اللہ کی البتہ اللہ کا ہدایت کرنا ایک مرد کو تیرے سبب سے تیرے واسطے بہتر ہے تجھ کو سرخ اونٹ ملنے سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہم اس کے امیدوار تھے تو مسلم کی روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نہیں چاہی

سرداری مگر اُس دن اور بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نہ تھا ہم میں سے کوئی مرد کہ اس کے واسطے حضرت ﷺ کے نزدیک قدر ہو مگر کہ امید رکھتا تھا کہ یہ مرد وہی ہو یہاں تک کہ میں نے اس کے واسطے گردن دراز کی سو حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کی آنکھیں دکھتی تھی حضرت ﷺ نے ان پر ہاتھ پھیرا پھر نشان ان کو دیا اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو علی رضی اللہ عنہ کے بلانے کے واسطے بھیجا تو میں ان کو کھینچتے لایا حضرت ﷺ نے ان کی آنکھ پر لعاب لگائی ان کو اسی وقت صحت ہو گئی اور یہ جو کہا کہ کسی نے کہا کہ یہ علی رضی اللہ عنہ ہیں تو اس روایت میں اختصار ہے اور بیان اس کا بیچ روایت ایاس بن سلمہ رضی اللہ عنہ کے ہے نزدیک مسلم کے اور بیچ حدیث سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے جو اس کے بعد ہے کہ صبح کے وقت اصحاب حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوئے ہر ایک امیدوار تھا کہ یہ دولت اس کو ملے سو فرمایا کہ علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں فرمایا ان کو بلا لاؤ اور البتہ ظاہر ہو چکا ہے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ وہی علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کو ساتھ لائے تھے اور شاید علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ خیبر میں حاضر تھے لیکن نہ قادر ہوئے اوپر مباشرت لڑائی کے واسطے دکھنے آنکھوں کے سو حضرت ﷺ نے ان کو بلا بھیجا پس حاضر ہوئے اس مکان سے جس میں اترے تھے یا مدینے سے ان کو بلایا تو وہ عین لڑائی کے وقت حاضر ہوئے یہ سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شرح ہے جو سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث سے پہلے ہے اور اب یہاں سے سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شرح شروع ہوتی ہے یہ جو کہا کہ اچھی ہو گئی تو حاکم کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے میرا سر اپنی گود میں رکھا پھر میری آنکھ میں اپنی لعاب مبارک لگائی اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ نہ درد ہوا علی رضی اللہ عنہ کو آنکھ میں اس کے بعد یہاں تک کہ فوت ہو گئے اور ایک روایت میں ہے کہ علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں درد ہوا مجھ کو اس میں اس وقت تک اور طبرانی میں علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے میرے واسطے دعا کی کہ الٰہی! دور کر اس سے گرمی اور سردی کو سو نہیں پایا میں نے دکھ اُن کا آج تک اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے ان کو جھنڈا دیا تو ان کے ہاتھ پر فتح ہوئی تو ایک روایت میں ہے کہ علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ چلے یہاں تک کہ فتح کیا اس پر اللہ نے خیبر اور فدک کو اور وہاں کی کھجوریں لائے اور اختلاف ہے خیبر کے فتح ہونے میں کہ کیا قہر اور غلبے کے ساتھ تھا یا صلح سے اور بیچ حدیث عبدالعزیز بن صہیب کے انس رضی اللہ عنہ سے تصریح ہے ساتھ اس کے کہ خیبر قہر اور غلبے سے فتح ہوا تھا اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابن عبدالبر نے اور رد کیا ہے اس نے اس پر جو کہتا ہے کہ صلح سے فتح ہوا تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ داخل ہوا شبہ اس شخص پر جو کہتا ہے کہ صلح سے فتح ہوا تھا ساتھ دو قلعوں کے جن کو سپرد کیا تھا ان کے رہنے والوں نے واسطے بچانے اپنے خونوں کے اور وہ ایک قسم ہے صلح سے لیکن نہیں واقع ہوا یہ مگر ساتھ گھیرنے اور لڑنے کے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ شبہ ہے کہ اس میں قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہے کہ حضرت ﷺ نے لڑائی کی خیبر والوں سے پس غالب ہوئے کھجور کے درختوں پر اور تنگ کیا ان کو طرف محل کی پس صلح کی انہوں نے

آپ ﷺ سے اس شرط پر کہ نکالے جائیں اس سے اور واسطے حضرت ﷺ کے ہے سونا اور چاندی اور حلقہ اور واسطے ان کے ہے وہ چیز کہ ان کے اونٹ اٹھا سکیں اس شرط پر کہ نہ چھپائیں کسی چیز کو اور نہ غائب کریں آخر حدیث تک اور اس کے اخیر میں ہے کہ پس ان کی عورتوں اور بال بچوں کو لونڈی اور غلام بنایا اور تقسیم کیا ان کے مالوں کو اصحاب میں واسطے توڑنے عہد کے اور ارادہ کیا کہ ان کو وطن سے نکال دیں تو انہوں نے کہا کہ حکم ہو تو ہم اس زمین میں رہیں اس میں محنت کریں اور کھیتی کریں روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور بیہقی وغیرہ نے اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو ابوالاسود نے مغازی میں عروہ رضی اللہ عنہ سے بنا بریں اس کے پس تھی واقع ہوئی صلح پھر انہوں نے صلح توڑ ڈالی پس زیادہ ہوا اثر صلح کا پھر احسان کیا ان پر ساتھ ترک قتل کے اور باقی رکھا ان کو واسطے مزدوری کے زمین میں کہ اس میں محنت کریں اور جو پیدا ہو آدھوں آدھ بانٹ لیں نہیں واسطے ان کے اس میں ملک اور اسی واسطے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو خیبر سے نکال دیا جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے مزارعت میں پس اگر ان کی زمین پر ان سے صلح کی ہوتی تو اُس سے نکالے نہ جاتے اور پہلے گزر چکا ہے کہ حجت پکڑنا طحاوی کا اس پر کہ خیبر کا بعض حصہ صلح سے فتح ہوا تھا ساتھ اس چیز کے کہ روایت کیا ہے اس کو خود طحاوی نے اور ابوداؤد نے بشیر بن یسار کے طریق سے کہ جب حضرت ﷺ نے خیبر کو تقسیم کیا تو اس کا آدھا اپنی حاجتوں کے واسطے رکھا اور آدھا مسلمانوں میں تقسیم کیا اور اس حدیث کے موصول اور مرسل ہونے میں اختلاف ہے اور وہ ظاہر ہے اس میں کہ اس کا بعض حصہ صلح سے فتح ہوا' واللہ اعلم۔ اور یہ جو فرمایا کہ پھر ان کو اسلام کی دعوت دو تو واقع ہوا ہے بیچ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک مسلم کے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! میں کس چیز پر لوگوں سے لڑوں؟ فرمایا لڑ اُن سے یہاں تک کہ گواہی دیں اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور بیشک محمد ﷺ اس کا بندہ اور رسول ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول اس کے کہ ان کو دعوت دو اس پر کہ دعوت شرط ہے لڑائی کے جائز ہونے میں اور اختلاف اس میں مشہور ہے سو بعض کہتے ہیں کہ مطلق شرط ہے اور یہ روایت مالک رضی اللہ عنہ سے ہے برابر ہے کہ اس سے پہلے ان کو دعوت پہنچی ہو یا نہ پہنچی ہو مگر یہ کہ مسلمانوں پر جلدی آپڑیں اور بعض کہتے ہیں کہ مطلق شرط نہیں اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح روایت ہے اور ایک روایت اس سے یہ ہے کہ نہ لڑائی کی جائے اس شخص سے جس کو دعوت نہیں پہنچی یہاں تک کہ ان کو دعوت دیں اور بہر حال جس کو پہلے دعوت پہنچ چکی ہو تو اس کو لوٹنا جائز ہے بغیر دعوت کے اور یہ مقتضی حدیثوں کا ہے اور محمول کیا جائے گا جو سہل رضی اللہ عنہ کی حدیثوں میں ہے استحباب پر اس دلیل سے کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے خیبر والوں کو لوٹا جب کہ اذان نہ سنی اور تھا یہ جب کہ پہلے پہل ان پر جا پڑے اور تھا قصہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اس کے بعد کا اور حنفیوں سے روایت ہے کہ جائز ہے لوٹنا ان کو مطلق یعنی برابر ہے کہ اس سے پہلے ان کو دعوت پہنچ چکی ہو یا نہ پہنچی ہو لیکن مستحب ہے دعوت دینی اور یہ جو فرمایا کہ تیرے سبب سے ایک مرد کا ہدایت پانا بہتر ہے تم کو سرخ اونٹ سے تو اس

سے پکڑا جاتا ہے کہ کافر سے اُلفت کرنی تا کہ مسلمان ہو اولیٰ ہے اس کے قتل کی طرف جلدی کرنے سے اور سرخ اونٹ جو کہا تو یہ اونٹ کے خوب رنگوں میں سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ تیرے واسطے ہو اور تو اس کو صدقہ کرے اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق رحمہ اللہ نے ابو رافع رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ ہم علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جھنڈا دے کر بھیجا سو ایک یہودی مرد نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مارا اور ان کی ڈھال گرا دی تو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دروازے کا کواڑ لیا اور اس کو اپنے نفس کے واسطے ڈھال بنایا اور اس کو ہاتھ میں لیے رہے یہاں تک کہ اللہ نے ان پر فتح کیا سو البتہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا سات مردوں میں ان کا آٹھواں تھا یعنی ہم آٹھ مرد تھے ہم کوشش کرتے تھے کہ اس کواڑ کو پلٹا دیں سو ہم اس کو نہ پلٹا سکے اور واسطے حاکم کے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خیبر کے دن کواڑ کو اٹھایا اور وہ تجربہ کیا گیا بعد اس کے سو نہ اٹھا سکے اس کو چالیس مرد اور دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ سات مردوں نے اس کے پلٹانے میں کوشش کی تھی اور چالیس نے اس کے اٹھانے میں کوشش کی تھی اور فرق دونوں صورتوں میں ظاہر ہے اگرچہ نہ ہو مگر ساتھ اختلاف حال ابطال اور پہلوانوں کے اور مسلم کی ایک حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ مرحب نکلا سو اس نے کہا کہ خیبر والے جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں تو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے سو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کے سر پر تلوار ماری اور اس کو قتل کر ڈالا اور اس کے ہاتھوں پر فتح ہوئی اور جس قلعے کو علی رضی اللہ عنہ نے فتح کیا اس کا نام قموص تھا اور وہ ان کے سب قلعوں میں بڑا قلعہ تھا اور اسی قلعے میں سے باندی پکڑی آئیں صفیہ بیٹی حیی کی۔ (فتح)

۳۸۸۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ح وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الزُّهْرِيُّ عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْنَا خَيْبَرَ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْحِصْنَ ذُكِرَ لَهُ جَمَالُ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ وَقَدْ قُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عَرُوْسًا فَاصْطَفَاهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فَخَرَجَ بِهَا حَتّٰى بَلَغْنَا سَدَّ الصَّهْبَآءِ حَلَّتْ فَبَنٰى بِهَا رَسُوْلُ

۳۸۸۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم خیبر میں آئے سو جب اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قلعہ فتح کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صفیہ رضی اللہ عنہا کی خوبی کا ذکر ہوا اور البتہ اس کا خاوند مارا گیا تھا اور تھی وہ دلہن یعنی اس کی شادی تازہ ہوئی تھی پس پسند کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ذات اپنی کے اور اس کو لے کر چلے یہاں تک کہ جب ہم سد الصہباء (مقام) میں پہنچے تو صفیہ رضی اللہ عنہا حیض سے پاک ہوئیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اپنے تصرف میں لائے پھر بنایا گیا حیس چمڑے کے چھوٹے دستر خوان میں پھر مجھ سے فرمایا کہ اپنے اردگرد والوں کو اجازت دے پس تھا یہ ولیمہ صفیہ رضی اللہ عنہا پر پھر ہم مدینے کی طرف چلے سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اس کے واسطے

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطَعٍ صَغِيرٍ ثُمَّ قَالَ لِي اٰذِنْ مَنْ حَوْلَكَ فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيمَتَهُ عَلٰى صَفِيَّةَ ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَوِّيْ لَهَا وَرَآءَهُ بِعَبَآءَةٍ ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيرِهٖ فَيَضَعُ رُكْبَتَهُ وَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلٰى رُكْبَتِهٖ حَتّٰى تَرْكَبَ.

اپنے پیچھے چادر سے گھیرا کیا یعنی تا کہ لوگوں سے پردہ کریں پھر اپنے اونٹ کے پاس بیٹھے اور اپنا گھٹنا نیچے رکھا اور صفیہ رضی اللہ عنہا اپنا پاؤں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنے پر رکھ کر سوار ہوئیں۔

فائدہ: اس قلعے کا نام قموص تھا اور صفیہ رضی اللہ عنہا کے خاوند کا نام کنانہ بن ربیع تھا اور اس کے قتل ہونے کا سبب وہ چیز ہے جو بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب چھوڑا گیا جو چھوڑا گیا اہل خیبر میں سے اس شرط پر کہ نہ چھپائیں اپنے مالوں سے کچھ چیز اور اگر کریں تو نہ ان کے واسطے ذمہ ہے اور نہ عہد ہے سو چھپائی انہوں نے مشک کہ اس میں حیی بن اخطب کا مال اور زیور تھا کہ اس نے اس کو اپنے ساتھ خیبر کی طرف اٹھایا تھا اس کے متعلق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ وہ مال خرچ ہو گیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرصہ تھوڑا گزرا ہے اور مال بہت تھا یعنی اس تھوڑے سے عرصے میں اس قدر زیادہ مال کس طرح خرچ ہو گیا پھر اس کے بعد وہ مال ایک ویران زمین میں پایا گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی الحقیق کے دونوں بیٹوں کو مار ڈالا دونوں میں سے ایک صفیہ کا خاوند تھا اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی ذات کے واسطے پسند کیا تو روایت کیا ہے احمد اور ابوداؤد وغیرہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھیں صفیہ صفی سے اور محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ تھا نکالا جاتا واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ ساتھ مسلمانوں کے اور صفی لیا جاتا تھا واسطے آپ کے پانچویں حصے میں سے ہر چیز سے پہلے اور شعبی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حصہ تھا اس کا نام صفی تھا جو چاہتے تھے لیتے تھے خواہ غلام خواہ لونڈی خواہ گھوڑا چھانٹ لیتے تھے اس کو پانچویں حصے میں اور قتادہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کرتے تھے تو آپ کے واسطے ایک حصہ تھا لیتے تھے اس کو جس جگہ سے چاہتے تھے اور تھیں صفیہ اس حصے سے اور صہباء ایک جگہ کا نام ہے ایک برید خیبر سے اور باقی شرح اس حدیث کی آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۳۸۹۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَامَ عَلٰى

۳۸۹۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی راہ میں تین دن صفیہ رضی اللہ عنہا پر ٹھہرے یہاں تک کہ اس کے ساتھ دخول کیا اور تھیں صفیہ رضی اللہ عنہا ان بیویوں میں جن پر پردہ کیا گیا۔

صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ بِطَرِيْقِ خَيْبَرَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حَتَّى أَعْرَسَ بِهَا وَكَانَتْ فِيْمَنْ ضُرِبَ عَلَيْهَا الْحِجَابُ.

فائدہ: مراد یہ ہے کہ جس جگہ میں حضرت ﷺ نے اس کے ساتھ دخول کیا تھا اس جگہ میں حضرت ﷺ تین دن ٹھہرے یہ مراد نہیں کہ تین دن چلے پھر اس کے ساتھ دخول کیا اس واسطے کہ سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہو چکا ہے کہ صہباء خیبر کے قریب ہے۔ (فتح)

۳۸۹۱۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ حُمَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِيْنَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يُبْنٰى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِيْنَ إِلٰى وَلِيْمَتِهِ وَمَا كَانَ فِيْهَا مِنْ خُبْزٍ وَّلَا لَحْمٍ وَّمَا كَانَ فِيْهَا إِلَّا أَنْ أَمَرَ بِلَالًا بِالْأَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ فَأَلْقٰى عَلَيْهَا التَّمْرَ وَالْأَقِطَ وَالسَّمْنَ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ إِحْدٰى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُهُ قَالُوْا إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ إِحْدٰى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَإِنْ لَّمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنُهُ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّأَ لَهَا خَلْفَهُ وَمَدَّ الْحِجَابَ.

۳۸۹۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ مدینے اور خیبر کے درمیان تین دن ٹھہرے بنا کی گئی ساتھ صفیہ رضی اللہ عنہا کے یعنی دونوں ایک خیمہ میں اکٹھے ہوئے سو میں نے مسلمانوں کو حضرت ﷺ کے ولیمہ کی طرف بلایا اور اس میں نہ روٹی تھی اور نہ گوشت اور نہ تھا اس میں کچھ مگر یہ کہ حکم دیا بلال رضی اللہ عنہ کو ساتھ بچھانے دستر خوان چمڑے کے سو بچھائے گئے سو ان پر کھجوروں اور پنیر اور گھی کو ڈالا تو مسلمانوں نے کہا کہ کیا وہ ایک ہے مسلمانوں کی ماؤں میں سے یا آپ کی لونڈیوں میں سے ہے؟ یعنی حضرت ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر کے بیوی بنایا ہے یا لونڈی رکھا ہے' کہا انہوں نے کہ اگر اس کو پردہ کیا تو وہ ایک ہے مسلمانوں کی ماؤں میں سے اور اگر اس کو پردہ نہ کیا تو وہ آپ کی لونڈیوں میں سے ہے سو جب آپ ﷺ نے کوچ کیا تو اس کو اپنے پیچھے بٹھایا اور اس پر پردہ کھینچا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۳۸۹۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا

۳۸۹۲۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم خیبر کو گھیرے تھے سو ایک آدمی نے تھیلی پھینکی جس میں چربی تھی تو میں جلدی سے اس کے لینے کو اٹھا سو میں نے مڑ کر دیکھا تو اچانک حضرت ﷺ کھڑے ہیں تو میں شرمایا۔

مُحَاصِرِیْ خَيْبَرَ فَرَمٰى إِنْسَانٌ بِجِرَابٍ فِيْهِ شَحْمٌ فَنَزَوْتُ لِاٰخُذَهٗ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَحْيَيْتُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الخمس میں گزر چکی ہے۔

۳۸۹۳۔ حَدَّثَنِیْ عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ أَبِیْ أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ وَّسَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ أَكْلِ الثُّوْمِ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ نَهٰى عَنْ أَكْلِ الثُّوْمِ هُوَ عَنْ نَافِعٍ وَّحْدَهٗ وَلُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ عَنْ سَالِمٍ.

۳۸۹۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن لہسن کے کھانے سے اور گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت کھانے سے، لہسن کے کھانے کی نہی صرف نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے اور گدھوں کے گوشت کے کھانے کی نہی سالم رحمہ اللہ سے ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ذبائح میں آئے گی اور مستفاد ہوتا ہے جمع کرنے سے درمیان نہی کے کھانے لہسن کے سے اور گوشت گدھوں کے سے جواز استعمال کرنے لفظ کا اپنی حقیقت اور مجاز میں اس واسطے کے گدھوں کا گوشت حرام ہے اور لہسن کا کھانا مکروہ ہے اور تحقیق جمع کیا ہے درمیان دونوں کے ساتھ لفظ نہی کے پس استعمال کیا اس کو اس کی حقیقت میں اور وہ حرام کرنا ہے اور اس کے مجازی معنی میں اور وہ کراہت ہے۔ (فتح)

۳۸۹۴۔ حَدَّثَنِیْ يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْحَسَنِ ابْنَیْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيْهِمَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِیْ طَالِبٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَآءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ أَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ.

۳۸۹۴۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن عورتوں کے متعہ سے اور گھر کے گدھوں کے گوشت کھانے سے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ حدیث میں تقدیم وتاخیر ہے اور درست یہ ہے کہ خیبر کے دن منع فرمایا گھر کے گدھوں کے گوشت کھانے سے اور منع کیا عورتوں کے متعہ سے اور نہیں دن خیبر کا ظرف واسطے متعہ عورتوں کے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوا جنگ خیبر میں متعہ کرنا ساتھ عورتوں کے اور مفصل بیان اس کا کتاب النکاح میں آئے گا۔ (فتح) اور متعہ یہ

ہے کہ نکاح کرے مرد کسی عورت سے ایک مدت معین تک جیسے مثلا کہے کہ نکاح کیا میں نے تجھ سے ایک مہینے یا دو مہینے تک یا ایک سال یا دو سال تک۔

٣٨٩٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ.

٣٨٩٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت کے کھانے سے۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الذبائح میں آئے گی۔

٣٨٩٦۔ حَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ وَّسَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ.

٣٨٩٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر کے گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

٣٨٩٧۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ وَرَخَّصَ فِي الْخَيْلِ.

٣٨٩٧۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گدھوں کے گوشت سے اور رخصت دی گھوڑوں (کے گوشت) میں۔

٣٨٩٨۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا عَبَّادٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَصَابَتْنَا مَجَاعَةٌ يَّوْمَ خَيْبَرَ فَإِنَّ الْقُدُوْرَ لَتَغْلِيْ قَالَ وَبَعْضُهَا نَضِجَتْ فَجَآءَ مُنَادِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَأْكُلُوْا مِنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ شَيْئًا وَّأَهْرِيْقُوْهَا قَالَ ابْنُ

٣٨٩٨۔ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر کے دن ہم کو بھوک پہنچی سو البتہ ہانڈیاں جوش مارتی تھیں اور بعض ہانڈیاں پک گئی تھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پکارنے والا آیا سو اس نے کہا کہ گدھوں کے گوشت سے کچھ چیز نہ کھاؤ اور اس کو گرا دو ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے چرچا کیا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا اس واسطے کہ

أَبِیْ أَوْفٰی فَتَحَدَّثْنَا أَنَّهٗ إِنَّمَا نَهٰی عَنْهَا لِأَنَّهَا لَمْ تُخَمَّسْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ نَهٰی عَنْهَا الْبَتَّةَ لِأَنَّهَا كَانَتْ تَأْكُلُ الْعَذِرَةَ.

اس سے پانچواں حصہ اللہ اور رسول کا نہیں نکالا گیا تھا اور بعضوں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اس سے قطعا منع کیا اس واسطے کہ وہ گندگی کھاتے ہیں۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے کتاب الخمس میں کہ بعض اصحاب نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اس سے قطعا منع کیا ہے اور کہا شیبانی نے کہ میں سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے ملا اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اس سے قطعا منع فرمایا ہے یعنی اس واسطے کہ وہ گندگی کھاتے ہیں اور اس کی شرح کتاب الذبائح میں آئے گی۔

۳۸۹۹۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِیْ عَدِیُّ بْنُ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَآءِ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ أَوْفٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَصَابُوْا حُمُرًا فَطَبَخُوْهَا فَنَادٰی مُنَادِی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْفِئُوا الْقُدُوْرَ.

۳۸۹۹۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے ساتھ تھے سو انہوں نے گدھے پائے سو ان کو ذبح کر کے پکایا تو حضرت ﷺ کے پکارنے والے نے پکارا کہ ہانڈیوں کو الٹا دو (اور جو ان میں ہے گرا دو)۔

۳۹۰۰۔ حَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَدِیُّ بْنُ ثَابِتٍ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ وَابْنَ أَبِیْ أَوْفٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ يُحَدِّثَانِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ وَقَدْ نَصَبُوا الْقُدُوْرَ أَكْفِئُوا الْقُدُوْرَ. حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ.

۳۹۰۰۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ اور ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا اور حالانکہ اصحاب نے ہانڈیوں کو کھڑا کیا تھا یعنی چڑھایا تھا کہ ہانڈیوں کو اُلٹا دو (تا کہ گر جائے جو ان میں ہے)۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ جنگ کی مانند پہلی روایت کے۔

۳۹۰۱۔ حَدَّثَنِیْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰی أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِیْ زَآئِدَةَ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ أَنْ نُلْقِیَ الْحُمُرَ الْأَهْلِيَّةَ نِيْئَةً

۳۹۰۱۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو جنگ خیبر میں حکم دیا کہ گدھوں کا گوشت پھینک دیں کچا اور پکا پھر حضرت ﷺ نے ہم کو اس کے بعد اس کے کھانے کی اجازت نہیں دی۔

وَنَضِيجَةً ثُمَّ لَمْ يَأْمُرْنَا بِأَكْلِهِ بَعْدُ.

فائدہ: اس میں اشارہ ہے کہ اس کی حرمت بدستور اور ہمیشہ رہی یعنی کبھی اس کا کھانا حلال نہیں ہوا اور اس کا مفصل بیان کتاب الذبائح میں آئے گا۔ (فتح)

۳۹۰۲۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْحُسَيْنِ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَا أَدْرِي أَنَهَى عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ كَانَ حَمُولَةَ النَّاسِ فَكَرِهَ أَنْ تَذْهَبَ حَمُولَتُهُمْ أَوْ حَرَّمَهُ فِي يَوْمِ خَيْبَرَ لَحْمَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ.

۳۹۰۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نہیں جانتا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کے گدھوں گوشت سے منع کیا اس سبب سے کہ وہ لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برا جانا کہ لوگوں کا بار بردار دور ہو یا اس کو مطلق حرام کیا خیبر کے دن گھر کے گدھوں کے گوشت سے۔

۳۹۰۳۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ وَلِلرَّاجِلِ سَهْمًا قَالَ فَسَّرَهُ نَافِعٌ فَقَالَ إِذَا كَانَ مَعَ الرَّجُلِ فَرَسٌ فَلَهُ ثَلَاثَةُ أَسْهُمٍ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ فَرَسٌ فَلَهُ سَهْمٌ.

۳۹۰۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گھوڑے کے واسطے دو حصے بانٹے اور پیادے کے واسطے ایک حصہ بانٹا عبیداللہ نے کہا کہ نافع رحمہ اللہ نے اس کی تفسیر کی سو کہا کہ اگر مرد کے ساتھ گھوڑا ہو تو اس کے واسطے تین حصے ہیں اور اگر اس کے ساتھ گھوڑا نہ ہو تو اس کے واسطے صرف ایک حصہ ہے۔

فائدہ: اس کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۳۹۰۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ قَالَ مَشَيْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا أَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ وَتَرَكْتَنَا وَنَحْنُ

۳۹۰۴۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور عثمان دونوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے تو ہم نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے پانچویں حصے میں سے مطلب کی اولاد کو دیا اور ہم کو نہیں دیا اور حالانکہ ہم اور وہ برادری میں آپ کے ساتھ برابر ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاشم کی اولاد اور مطلب کی اولاد تو ایک چیز ہی ہے جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا

بِمَنْزِلَةٍ وَّاحِدَةٍ مِّنْكَ فَقَالَ إِنَّمَا بَنُوْ هَاشِمٍ وَّبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَّاحِدٌ قَالَ جُبَيْرٌ وَّلَمْ يَقْسِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ وَّبَنِيْ نَوْفَلٍ شَيْئًا.

اور حضرت ﷺ نے عبد شمس اور نوفل کی اولاد کو کچھ نہ دیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح خمس میں گزر چکی ہے۔

۳۹۰۵۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ فَخَرَجْنَا مُهَاجِرِيْنَ إِلَيْهِ أَنَا وَأَخَوَانِ لِيْ أَنَا أَصْغَرُهُمْ أَحَدُهُمَا أَبُوْ بُرْدَةَ وَالْآخَرُ أَبُوْ رُهْمٍ إِمَّا قَالَ بِضْعٌ وَّإِمَّا قَالَ فِيْ ثَلَاثَةٍ وَّخَمْسِيْنَ أَوِ اثْنَيْنِ وَخَمْسِيْنَ رَجُلًا مِّنْ قَوْمِيْ فَرَكِبْنَا سَفِيْنَةً فَأَلْقَتْنَا سَفِيْنَتُنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتّٰى قَدِمْنَا جَمِيْعًا فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ وَكَانَ أُنَاسٌ مِّنَ النَّاسِ يَقُوْلُوْنَ لَنَا يَعْنِيْ لِأَهْلِ السَّفِيْنَةِ سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ وَدَخَلَتْ أَسْمَآءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ وَّهِيَ مِمَّنْ قَدِمَ مَعَنَا عَلٰى حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَةً وَّقَدْ كَانَتْ هَاجَرَتْ إِلَى النَّجَاشِيِّ فِيْمَنْ هَاجَرَ فَدَخَلَ عُمَرُ عَلٰى حَفْصَةَ وَأَسْمَآءُ عِنْدَهَا فَقَالَ عُمَرُ حِيْنَ رَاٰى أَسْمَآءَ مَنْ

۳۹۰۵۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو حضرت ﷺ کے نکلنے کی خبر پہنچی اور ہم یمن میں تھے سو ہم ہجرت کر کے آپ ﷺ کی طرف چلے میں اور میرے بھائی اور میں ان میں چھوٹا تھا ایک دونوں میں ابو بردہ تھا اور دوسرا ابو رہم تھا یا کہا ساتھ چند اور یا کہا ساتھ ترپن یا باون مردوں کے اپنی قوم سے سو ہم کشتی میں سوار ہوئے تو ہماری کشتی نے ہم کو حبش کے ملک میں نجاشی کی طرف ڈالا سو موافقت کی ہم نے جعفر بن ابی طالب سے یعنی حبش کی زمین میں سو ہم ان کے ساتھ ٹھہرے یہاں تک کہ ہم سب آئے سو موافقت کی ہم نے حضرت ﷺ سے جب کہ آپ نے خیبر فتح کیا اور بعض لوگ ہم کو کہتے تھے یعنی کشتی والوں کو کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی اور اسماء رضی اللہ عنہا بیٹی عمیس کی (اور وہ ان لوگوں میں سے تھی جو ہمارے ساتھ آئے) حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بیوی کے پاس زیارت کو آئی اور البتہ اس نے نجاشی کی طرف ہجرت کی تھی ان لوگوں میں جنہوں نے ہجرت کی سو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان کے پاس اسماء رضی اللہ عنہا بیٹھی تھی سو جب عمر رضی اللہ عنہ نے اسماء رضی اللہ عنہا کو دیکھا تو کہا کہ یہ کون ہے؟ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا اسماء رضی اللہ عنہا بیٹی عمیس کی عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا یہ حبشیہ ہے کیا بحریہ ہے؟ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی سو ہم

هٰذِهٖ قَالَتْ أَسْمَآءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ قَالَ عُمَرُ الْحَبَشِيَّةُ هٰذِهٖ الْبَحْرِيَّةُ هٰذِهٖ قَالَتْ أَسْمَآءُ نَعَمْ قَالَ سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ فَنَحْنُ أَحَقُّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْكُمْ فَغَضِبَتْ وَقَالَتْ كَلَّا وَاللّٰهِ كُنْتُمْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطْعِمُ جَآئِعَكُمْ وَيَعِظُ جَاهِلَكُمْ وَكُنَّا فِيْ دَارِ أَوْ فِيْ أَرْضِ الْبُعَدَآءِ الْبُغَضَآءِ بِالْحَبَشَةِ وَذٰلِكَ فِي اللّٰهِ وَفِيْ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَايْمُ اللّٰهِ لَا أَطْعَمُ طَعَامًا وَّلَا أَشْرَبُ شَرَابًا حَتّٰى أَذْكُرَ مَا قُلْتَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ كُنَّا نُؤْذٰى وَنُخَافُ وَسَأَذْكُرُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسْأَلُهٗ وَاللّٰهِ لَا أَكْذِبُ وَلَا أَزِيْغُ وَلَا أَزِيْدُ عَلَيْهِ فَلَمَّا جَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّ عُمَرَ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَمَا قُلْتِ لَهٗ قَالَتْ قُلْتُ لَهٗ كَذَا وَكَذَا قَالَ لَيْسَ بِأَحَقَّ بِيْ مِنْكُمْ وَلَهٗ وَلِأَصْحَابِهٖ هِجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ وَّلَكُمْ أَنْتُمْ أَهْلَ السَّفِيْنَةِ هِجْرَتَانِ قَالَتْ فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوْسٰى وَأَصْحَابَ السَّفِيْنَةِ يَأْتُوْنِيْ أَرْسَالًا يَسْأَلُوْنِيْ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَا مِنَ الدُّنْيَا شَيْءٌ هُمْ بِهٖ أَفْرَحُ وَلَا أَعْظَمُ فِيْ أَنْفُسِهِمْ مِمَّا قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُوْ بُرْدَةَ قَالَتْ

حضرت ﷺ کے ساتھ زیادہ تر حق دار ہیں تم سے یعنی قرب اور فضیلت میں تو اسماء رضی اللہ عنہا غضب ناک ہوئی اور کہا ہرگز نہیں قسم ہے اللہ کی تم حضرت ﷺ کے ساتھ تھے تمہارے بھوکے کو کھانا دیتے تھے اور تمہارے جاہل کو نصیحت کرتے تھے یعنی ظاہر اور باطن میں تمہاری حفاظت کرتے تھے اور ہم اجنبیوں اور دشمنوں کی زمین میں تھے حبش کے ملک میں اور یہ حال ہمارا اللہ اور رسول کی محبت کے سبب سے تھا اور قسم ہے اللہ کی نہ میں کھانا کھاتی ہوں اور نہ پانی پیتی ہوں یہاں تک کہ ذکر کروں حضرت ﷺ سے جو تو نے کہا اور ہم تکلیف پاتے تھے اور ڈرائے جاتے تھے اور میں یہ بات حضرت ﷺ سے ذکر کروں گی اور آپ سے پوچھوں گی اور قسم ہے اللہ کی نہ میں جھوٹ بولتی ہوں اور نہ بے فرمانی کرتی ہوں اور نہ اس پر کچھ زیادہ کرتی ہوں یعنی میں اس گفتگو میں کمی بیشی نہ کروں گی ہو بہو آپ ﷺ سے بیان کروں گی سو جب حضرت ﷺ تشریف لائے تو اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت! بیشک عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا ایسا کہا' حضرت ﷺ نے فرمایا تو نے اس سے کیا کہا تھا اس نے عرض کیا کہ میں نے اس سے ایسا ایسا کہا تھا حضرت ﷺ نے فرمایا' عمر رضی اللہ عنہ تم سے زیادہ تر میرا حق دار نہیں اس کو اور اس کے ساتھ والوں کو ایک ہجرت کا ثواب ہے اور تم کو اے کشتی والو! دو ہجرتوں کا ثواب ہے۔ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ البتہ دیکھا میں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور کشتی والوں کو کہ فوج فوج میرے پاس آتے تھے مجھ سے یہ حدیث پوچھتے تھے نہ تھی کوئی چیز دنیا میں سے کہ وہ اس کے ساتھ زیادہ تر خوش ہوں اور نہ عظیم تر ان کے دلوں میں اس سے جو حضرت ﷺ نے ان کے واسطے کہا یعنی تم کو دوہری ہجرت کا ثواب ہے۔

أَسْمَآءُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوسَى وَإِنَّهُ لَيَسْتَعِيدُ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنِّي. قَالَ أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْرِفُ أَصْوَاتَ رُفْقَةِ الْأَشْعَرِيِّينَ بِالْقُرْاٰنِ حِينَ يَدْخُلُونَ بِاللَّيْلِ وَأَعْرِفُ مَنَازِلَهُمْ مِنْ أَصْوَاتِهِمْ بِالْقُرْاٰنِ بِاللَّيْلِ وَإِنْ كُنْتُ لَمْ أَرَ مَنَازِلَهُمْ حِينَ نَزَلُوا بِالنَّهَارِ وَمِنْهُمْ حَكِيمٌ إِذَا لَقِيَ الْخَيْلَ أَوْ قَالَ الْعَدُوَّ قَالَ لَهُمْ إِنَّ أَصْحَابِي يَأْمُرُونَكُمْ أَنْ تَنْظُرُوهُمْ.

ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ البتہ میں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور حالانکہ وہ مجھ سے یہ حدیث دوہرانی چاہتا تھا۔ اور روایت کی ہے ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں البتہ آواز پہچان جاتا ہوں اشعری لوگوں کی قرآن پڑھنے کی جب وہ رات کو داخل ہوتے ہیں اور میں ان کے مکان پہچانتا ہوں رات کو ان کے قرآن کی آواز سے اگرچہ دن کو میں نے اترنے کے وقت ان کے مکان نہیں دیکھے اور اسی قوم سے ایک شخص حکیم ہے کہ جب سواروں سے یا دشمنوں سے ملتا ہے تو ان سے کہتا ہے کہ ہمارے لوگ تم سے کہتے ہیں کہ ذرا سی ہم کو فرصت دو یا تھوڑا انتظار کرو یعنی ہم بھی تیار ہیں لڑنے کو آتے ہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکلنے کی خبر پہنچی اور ہم یمن میں تھے تو ظاہر اس کا یہ ہے کہ نہیں پہنچا ان کو حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مگر ہجرت سے بہت مدت پیچھے اور یہ اس وقت ہے اگر مخرج سے مراد بعثت ہو یعنی پیغمبر ہونے کی خبر پہنچی اور اگر مراد ہجرت ہو تو احتمال ہے کہ ان کو دعوت اسلام پہنچی ہو اور وہ مسلمان ہو کر اپنے شہروں میں ٹھہرے رہے ہوں یہاں تک کہ انہوں نے ہجرت کو پہچانا اور اس کا قصد کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اتنی مدت انہوں نے دیر کی یا اس واسطے کہ ان کو اس کی خبر نہ پہنچی اور یا واسطے معلوم کرنے ان کے ساتھ اس چیز کے کہ تھے مسلمان بیچ اس کے لڑنے سے ساتھ کفار کے پھر جب ان کو صلح کی خبر پہنچی تو بے خوف ہوئے اور طلب کیا پہنچنا طرف آپ کے اور تحقیق روایت کی ہے ابن مندہ نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے اس نے روایت کی اپنے باپ سے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نکلے یہاں تک کہ ہم مکے میں آئے میں اور میرا بھائی اور ابو رہم اور ابو عامر بن قیس اور محمد بن قیس اور ابو بردہ اور پچاس مرد اشعریوں میں سے اور چھ مکہ سے پھر سمندر میں نکلے یہاں تک کہ ہم مدینے میں پہنچے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے اور تطبیق درمیان اس کے اور درمیان اس چیز کے کہ صحیح میں ہے وہ مکے میں گزرے مدینے کی طرف چلنے کی حالت میں اور جائز ہے کہ مکے میں داخل ہوئے ہوں اس واسطے کہ یہ آنا ان کا صلح کی حالت میں تھا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ پچاس اشعری تھے اور وہ اس کی قوم ہے پس شاید زائد اس پر وہ اور اس کے بھائی تھے پس جس نے دو کہا اس کی مراد وہ شخص ہیں جن کا ذکر باب کی حدیث میں ہے یعنی ابو بردہ اور ابو رہم اور جس نے تین یا زیادہ کہا ہے تو بنا بر اختلاف کے ہے بیچ عدد اس شخص کے کہ اس کے ساتھ تھے اس کے بھائیوں سے اور یہ جو کہا کہ ہم ان

کے ساتھ ٹھہرے رہے تو اختصار کیا ہے بخاری نے یہاں کئی باتوں کو جن کو خمس میں بیان کیا ہے اور وہ یہ ہیں کہ کہا جعفر رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو یہاں بھیجا ہے اور حکم دیا ہے ہم کو ساتھ ٹھہرنے کے اس جگہ سو تم بھی ہمارے ساتھ ٹھہرو سو ہم ان کے ساتھ ٹھہرے اور یہ جو کہا یہاں تک کہ ہم مدینے میں آئے تو ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ کو نجاشی کی طرف بھیجا کہ جعفر اور اس کے ساتھ والوں کا سامان درست کر دے اس نے ان کا سامان درست کر دیا اور ان کی عزت کی پھر ان کو عمرو بن امیہ خیبر میں لایا اور یہ جو کہا کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا تو فرض خمس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو مال غنیمت میں سے حصہ دیا اور نہ دیا کسی کو کہ فتح خیبر میں حاضر نہ تھا اس سے کچھ مگر اس کو جو اس میں حاضر ہوا مگر ہماری کشتی والوں کو ساتھ جعفر اور اس کے ساتھیوں کے کہ ان کو حصہ دیا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دینے سے پہلے مسلمانوں سے کلام کیا مسلمانوں نے ان کو اپنے ساتھ شریک کیا اور حبشیہ اس کو اس واسطے کہا کہ وہ حبش میں رہی تھی اور اس کو بحریہ اس واسطے کہا کہ وہ سمندر میں سوار ہوئے اور یہ جو فرمایا کہ تمہارے واسطے دو ہجرتوں کا ثواب ہے تو شعبی سے روایت ہے کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت اصحاب ہم پر فخر کرتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ تم پہلے مہاجروں میں سے نہیں ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلکہ تم کو دو ہجرتوں کا ثواب ہے پہلی بار تم نے حبش کے ملک میں ہجرت کی پھر دوسری بار مدینے کی طرف ہجرت کی اور ظاہر فضیلت دینا ان کا ہے غیروں پر مہاجرین سے لیکن اس سے مطلق تفضیل لازم نہیں آتی یعنی ہر وجہ سے بلکہ حیثیت مذکورہ سے یعنی یہ فضیلت جزوی ہے اور یہ جو کہا کہ جب رات کو داخل ہوتے ہیں اپنے مکانوں میں یعنی جب کہ نکلتے ہیں طرف مسجد کی یا طرف کسی اور شغل کے پھر پھرتے ہیں اور داخل ہوتے ہیں اپنے مکانوں میں اور اس سے معلوم ہوا کہ رات کے وقت قرآن کا پکار کر پڑھنا مستحب ہے لیکن محل اس کا وہ ہے جب کہ کسی کو ایذا نہ دے یا ریا کا خوف نہ ہو اور یہ جو کہا کہ جب وہ سواروں سے ملتا ہے تو احتمال ہے کہ مراد اس سے مسلمانوں کے سوار ہوں اور اشارہ کرتا ہے ساتھ اس کے طرف اس کی کہ اس کے ساتھ پیادے تھے تو وہ سواروں کو حکم کرتا تھا کہ ان کا انتظار کریں تا کہ سب اکٹھے ہو کر دشمن کی طرف چلیں اور یہ معنی ٹھیک ہیں اور کہا ابن تین نے کہ اس کی کلام کے معنی یہ ہیں کہ اس کے ساتھی اللہ کی راہ میں لڑنے کو دوست رکھتے ہیں اور نہیں پروا کرتے اس چیز کی کہ پہنچی ان کو۔

٣٩٠٧۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ سَمِعَ حَفْصَ بْنَ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَنِ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَقَسَمَ لَنَا وَلَمْ يَقْسِمْ لِأَحَدٍ

٣٩٠٧۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے بعد اس کے کہ آپ نے خیبر کو فتح کیا سو آپ نے ہمارے واسطے غنیمت سے حصہ بانٹا اور نہ تقسیم کیا واسطے کسی کے جو فتح میں حاضر نہ ہوا تھا سوائے ہمارے یعنی اشعری لوگوں کے اور جو ان کے ساتھ تھے اور جعفر رضی اللہ عنہ

لَمْ يَشْهَدِ الْفَتْحَ غَيْرَنَا.

کے اور جو اس کے ساتھ تھے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس آئے یعنی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھی ساتھ جعفر کے اور اس کے ساتھیوں کے اور پہلے گزر چکا ہے فرض خمس میں برید سے ساتھ اس لفظ کے کہ نہیں تقسیم کیا حضرت ﷺ نے واسطے کسی کے کہ فتح خیبر میں حاضر نہ ہوا اس سے کچھ چیز مگر واسطے اس شخص کے کہ آپ کے ساتھ حاضر ہوا مگر ہماری کشتی والوں کے واسطے ساتھ جعفر کے اور اس کے ساتھ والوں کے کہ تقسیم کیا واسطے ان کے ساتھ غازیوں کے اور اس حدیث کی شرح اس جگہ گزر چکی ہے اور وارد ہوتی ہے اس حصر پر وہ چیز کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آئندہ آتی ہے۔ (فتح)

۳۹۰۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ مَّالِكِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ ثَوْرٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ مَّوْلَى ابْنِ مُطِيْعٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ افْتَتَحْنَا خَيْبَرَ وَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَّلَا فِضَّةً إِنَّمَا غَنِمْنَا الْبَقَرَ وَالْإِبِلَ وَالْمَتَاعَ وَالْحَوَآئِطَ ثُمَّ انْصَرَفْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى وَادِي الْقُرٰى وَمَعَهٗ عَبْدٌ لَّهٗ يُقَالُ لَهٗ مِدْعَمٌ أَهْدَاهُ لَهٗ أَحَدُ بَنِي الضِّبَابِ فَبَيْنَمَا هُوَ يَحُطُّ رَحْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَآئَهٗ سَهْمٌ عَائِرٌ حَتّٰى أَصَابَ ذٰلِكَ الْعَبْدَ فَقَالَ النَّاسُ هَنِيْئًا لَّهُ الشَّهَادَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِيْ أَصَابَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا فَجَآءَ رَجُلٌ حِيْنَ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِرَاكٍ أَوْ بِشِرَاكَيْنِ

۳۹۰۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے خیبر کو فتح کیا سو نہ غنیمت پائی ہم نے چاندی اور سونا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ غنیمت پائی ہم نے گائیں اور اونٹ اور اسباب کئی قسم کے اور باغ پھر ہم حضرت ﷺ کے ساتھ وادی قریٰ (نام ہے ایک جگہ کا نزدیک مدینے کے) کی طرف پھرے اور حضرت ﷺ کے ساتھ اپنا ایک غلام تھا اس کو مدعم کہا جاتا تھا تحفہ بھیجا تھا اس کو واسطے آپ کے ایک مرد نے ضباب کی اولاد سے سو جس حالت میں کہ وہ حضرت ﷺ کا کجاوہ اتارتا تھا کہ اچانک اس کی طرف ایک تیر آیا جس کا مارنے والا معلوم نہ تھا یہاں تک کہ اس غلام کو لگا تو لوگوں نے کہا کہ اس کو شہادت مبارک ہو یعنی وہ شہید ہوا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یوں نہیں قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ بیشک وہ چادر کہ اس نے خیبر کے دن غنیمت میں سے لی تھی تقسیم ہونے سے پہلے وہ اس کے بدن پر بھڑک رہی ہے آگ ہو کر سو ایک مرد ایک یا دو تسمے لایا جب کہ اس نے حضرت ﷺ سے یہ بات سنی سو اس نے کہا کہ یہ چیز ہے جس کو میں نے غنیمت میں سے لیا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک تسمہ ہے یا دو تسمے ہیں آگ سے یعنی اگر تو نہ دیتا تو آگ

فَقَالَ هٰذَا شَيْءٌ كُنْتُ أَصَبْتُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِرَاكٌ أَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَّارٍ.

ہو کر تسمہ تجھ کو جلاتا۔

فائدہ: یہ جو کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ہم نے خیبر کو فتح کیا تو مراد یہ ہے کہ مسلمانوں نے اس کو فتح کیا اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جنگ خیبر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ تھے بلکہ خیبر فتح ہونے کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے وقت تقسیم ہونے غنیمت کے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینے میں آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سباع کو خلیفہ بنایا تھا پس ذکر کی حدیث اور اس میں ہے سو ہم نے خرچ راہ لیا یہاں تک کہ ہم خیبر میں آئے اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو فتح کر لیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے کلام کیا تو انہوں نے ہم کو اپنے حصوں میں شریک کیا اور تطبیق درمیان اس کے اور درمیان اس حصر کے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جو پہلے گزری یہ ہے کہ مراد ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی یہ ہے نہیں حصہ دیا کسی کو نہ حاضر ہوا لڑائی میں بغیر رضامندی چاہنے کے غازیوں میں سے مگر واسطے کشتی والوں کے اور لیکن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھی پس نہ حصہ دیا ان کو مگر مسلمانوں کی رضامندی سے اور ایک روایت میں ہے کہ غنیمت پائی ہم نے مال اور کپڑے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسباب اور کپڑے مال نہیں اور ابن اعرابی سے منقول ہے کہ مال عرب کے نزدیک صامت اور ناطق ہے پس صامت یعنی چپ رہنے والا چاندی سونا ہے اور جوہر اور ناطق یعنی بولنے والا اونٹ' گائے' بکری ہے اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے اپنے قصے میں باغ کو مال کہا ہے چنانچہ اس نے کہا کہ میں نے اس سے باغ خریدا پس تحقیق وہ باغ وہ مال ہے جس کو میں نے پہلے پہل اسلام میں جمع کیا پس ظاہر یہ ہے کہ مال وہ ہے جس کے واسطے قیمت ہو تو اس میں ہر قسم کا مال داخل ہوتا ہے پس مال سے مراد مویشی اور باغات ہیں جو باب کی روایت میں مذکور ہیں اور نہیں مراد ہے اس کے ساتھ چاندی' سونا اس واسطے کہ اس سے پہلے اس کی نفی کر دی ہے اور یہ جو کہا کہ اس پر آگ بھڑک رہی ہے تو احتمال ہے کہ یہ مراد حقیقتاً ہو بایں طور کے ہو بہو وہ چادر آگ ہو جائے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ وہ سبب ہے واسطے عذاب آگ کے اکا ور اسی طرح ہے قول تسمے میں اور اس حدیث میں تعظیم اوپر غلول کی ہے یعنی غنیمت میں خیانت کرنے کا بڑا عذاب ہے اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی قریٰ والوں کو گھیرا اور اس کو فتح کیا اور یہ خبر اہل تیما کو پہنچی تو انہوں نے آپ سے صلح کی اور اس حدیث میں قبول کرنا امام کا ہے ہدیہ کو پس اگر ہو واسطے کسی امر کے خاص ہو ساتھ اس کے نفس میں اگر والی نہ ہو تو جائز ہے اس کو تصرف کرنا بیچ اس کے جس طرح چاہے نہیں تو نہ تصرف کرے بیچ اس کے مگر واسطے مسلمانوں کے اور اسی تفصیل پر محمول ہوگی یہ حدیث کہ سرداروں کے تحفے غلول ہیں پس خاص ہوگا یہ وعید ساتھ اس شخص کے جو لے اس کو پس تنہا نفع اٹھائے ساتھ اس کے اور کسی کو اس میں سے نہ دے اور مخالفت کی ہے اس میں

بعض حنفیوں نے پس کہا کہ جائز ہے اس کو تنہا فائدہ اٹھانا ساتھ اس کے اس دلیل سے کہ اگر وہ ہدیہ دینے والے کو وہ چیز پھیر دے تو جائز ہے اور اگر وہ ہدیہ مسلمانوں کے واسطے نے کا مال ہوتا تو اس کو اس کا پھیر دینا جائز نہ ہوتا اور اس حجت پکڑنے میں نظر ہے جو پوشیدہ نہیں اور کچھ بیان اس کا ہبہ کے اخیر میں گزر چکا ہے۔ (فتح)

۳۹۰۹۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ زَيْدٌ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ أَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْلَا أَنْ أَتْرُكَ اٰخِرَ النَّاسِ بَبَّانًا لَيْسَ لَهُمْ شَيْءٌ مَا فُتِحَتْ عَلَيَّ قَرْيَةٌ إِلَّا قَسَمْتُهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ وَلٰكِنِّيْ أَتْرُكُهَا خِزَانَةً لَّهُمْ يَقْتَسِمُوْنَهَا.

۳۹۰۹۔ حضرت اسلم سے روایت ہے کہ اس نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے خبردار ہو قسم ہے اللہ کی اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ چھوڑوں میں پچھلے لوگوں کو برابر محتاج اُن کے پاس کچھ چیز نہ ہو تو نہ فتح ہوتا مجھ پر کوئی گاؤں مگر کہ میں اس کو تقسیم کر دیتا یعنی حاضرین میں جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو تقسیم کیا لیکن میں ان کو چھوڑتا ہوں واسطے ان کے بطور خزانہ کہ اس کے خراج کو بانٹیں۔

فائدہ: مطلب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ ہے کہ جو شہر اور گاؤں مجھ پر فتح ہوتے ہیں اگر میں ان کو حاضرین میں تقسیم کر دوں جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو تقسیم کیا تو جو گاؤں جس کے حصہ میں آئے گا وہ اس کا مالک ہو جائے گا اس کے سوا اور کسی کا اس میں حق نہ رہے گا پس جو لوگ مجھ سے پچھلے زمانہ میں پیدا ہوں گے اور مسلمان ہوں گے وہ محتاج رہیں گے ان کے پاس کچھ چیز نہ ہوگی اس واسطے میں نے ان کو وقف ابدی یعنی ہمیشہ کے واسطے وقف کر دیا ہے کہ قیامت تک مسلمانوں کو ان کے خراج سے فائدہ پہنچتا رہے اور محض محتاج نہ رہیں۔

۳۹۱۰۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَوْلَا اٰخِرُ الْمُسْلِمِيْنَ مَا فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ قَرْيَةٌ إِلَّا قَسَمْتُهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ.

۳۹۱۰۔ حضرت اسلم سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر پچھلے مسلمانوں کے حال کا لحاظ نہ ہوتا تو نہ فتح ہوتا ان پر کوئی گاؤں مگر کہ میں اس کو تقسیم کر دیتا جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو تقسیم کیا۔

فائدہ: اور دارقطنی کی روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں ایک سال تک زندہ رہا تو میں ادنیٰ لوگوں کو اعلیٰ لوگوں کے ساتھ ملا دوں گا یعنی ادنیٰ اعلیٰ سب کو ایک برابر کر دوں گا کوئی محتاج نہ رہے گا۔

۳۹۱۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا

۳۹۱۱۔ حضرت عنبسہ سے روایت ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ وَسَأَلَهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ قَالَ أَخْبَرَنِي عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ قَالَ لَهُ بَعْضُ بَنِي سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ لَا تُعْطِهِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ هٰذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقَلٍ فَقَالَ وَا عَجَبَاهُ لِوَبْرٍ تَدَلّٰى مِنْ قَدُوْمِ الضَّأْنِ.

حضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے سوال کیا کہ خیبر کی غنیمت سے مجھ کو حصہ دیں سعید بن عاص کے بعض بیٹے یعنی ابان بن سعید نے حضرت ﷺ سے کہا کہ یا حضرت! اس کو نہ دیجیے تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ قاتل ہے ابن قوقل کا یعنی نعمان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کا تو ابان بن سعید نے کہا کہ اے عجب ہے ایک بلّے پر کہ اترا قدوم ضان سے۔

وَيُذْكَرُ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُخْبِرُ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَانَ عَلَى سَرِيَّةٍ مِّنَ الْمَدِينَةِ قِبَلَ نَجْدٍ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَدِمَ أَبَانُ وَأَصْحَابُهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَيْبَرَ بَعْدَ مَا افْتَتَحَهَا وَإِنَّ حُزُمَ خَيْلِهِمْ لَلِيفٌ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا تَقْسِمْ لَهُمْ. قَالَ أَبَانُ وَأَنْتَ بِهٰذَا يَا وَبْرُ تَحَدَّرَ مِنْ رَأْسِ ضَأْنٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَانُ اجْلِسْ فَلَمْ يَقْسِمْ لَهُمْ.

اور ذکر کیا جاتا ہے زبیدی سے اس نے روایت کی زہری سے کہا خبر دی مجھ کو عنبسہ ابن سعید نے کہ اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا خبر دیتا ہے سعید بن عاص کو کہ وہ اس وقت معاویہ کی طرف سے مدینے پر حاکم تھا کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے ابان کو ایک چھوٹے لشکر پر سردار کر کے مدینے سے نجد کو بھیجا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا سو ابان اور اس کے ساتھی حضرت ﷺ کے پاس خیبر میں آئے اس کے بعد کہ حضرت ﷺ نے اس کو فتح کیا اور ان کے گھوڑوں کی باگیں کھجور کے چھلکے سے تھیں یعنی نہایت بے سامان تھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا حضرت! ان کو حصہ نہ دیجیے کہا ابان نے تو یہ بات کہتا ہے یا تو ساتھ اس مرتبے کے ہے نزدیک حضرت ﷺ کے باوجودیکہ تو نہ حضرت ﷺ کے گھر والوں میں سے ہے اور نہ آپ کی قوم میں سے اور نہ آپ کے شہر میں سے اے بلے کہ ضان کی چوٹی سے اترا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ابان بیٹھ جا اور نہ حصہ بانٹا حضرت ﷺ نے ان کے واسطے۔

فائدہ: قدوم کے معنی ہیں طرف اور ضان ایک پہاڑ ہے واسطے قوم دوس کے اور دوس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی قوم کا نام ہے اور یہ جو کہا کہ اے حیوان تو کہا خطابی نے کہ مراد ابان کی حقارت کرنا ہے واسطے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اور یہ کہ وہ اس

لائق نہیں کہ اشارہ کرے ساتھ دینے اور نہ دینے کے اور یہ کہ وہ کم قدرت ہے لڑائی پر۔ (فتح)

۳۹۱۲۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ جَدِّيْ اَنَّ اَبَانَ بْنَ سَعِيْدٍ اَقْبَلَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقَلٍ وَّقَالَ اَبَانُ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاعَجَبًا لَّكَ وَبْرٌ تَدَاْدَاَ مِنْ قَدُوْمِ ضَاْنٍ يَّنْعٰى عَلَيَّ امْرَاً اَكْرَمَهُ اللّٰهُ بِيَدِيْ وَمَنَعَهُ اَنْ يُّهِيْنَنِيْ بِيَدِهٖ.

۳۹۱۲۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابان بن سعید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا سو آپ کو سلام کیا تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! یہ قاتل ہے ابن قوقل کا تو ابان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ عجب ہے تجھ کو اے بلے کہ اترا قدوم ضان سے عیب کرتا ہے مجھ پر ایک مرد کو یعنی ابن قوقل کو کہ اللہ نے اس کو میرے ہاتھ سے اکرام کیا یعنی شہادت کے درجے کو پہنچایا اور روکا اس کو اس سے کہ اہانت کرے مجھ کو اس کے ہاتھ سے یعنی وہ مسلمان تھا اور میں اس وقت کافر تھا پس اگر وہ مجھ کو اس حالت میں مار ڈالتا تو میری اہانت ہوتی اور میں جہنمی ہوتا سو اللہ نے اس کو میرے ہاتھ سے شہادت نصیب کی کہ وہ اس وقت مسلمان تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث مقلوب ہے اس واسطے کہ پہلی روایت میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حصہ مانگا تھا اور ابان نے منع کے ساتھ اشارہ کیا تھا اور دوسری روایت میں ہے کہ ابان نے مانگا تھا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے منع کے ساتھ اشارہ کیا تھا اور تحقیق ترجیح دی ہے ذہلی نے دوسری روایت کو اور تائید کرتا ہے اس کی دافع ہونا تصریح کا بیچ روایت اس کی کے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ابان بیٹھ جا اور تقسیم کیا واسطے ان کے اور احتمال ہے کہ تطبیق دی جائے درمیان دونوں کے بایں طور کہ احتمال ہے کہ ہر ایک نے ابان اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اشارہ کیا ہو کہ دوسرے کو حصہ نہ دیں اور دلالت کرتا ہے اس پر یہ کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ابان پر حجت پکڑی کہ وہ ابن قوقل کا قاتل ہے اور ابان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر حجت پکڑی کہ اس کو لڑائی کی قوت نہیں کہ اس کے سبب سے زیادہ حصہ لینے کا مستحق ہو پس ہوگا اس میں قلب اور تحقیق سلامت ہے روایت سعید کی اس اختلاف سے کہ اس میں قسمت کے سوال کا بالکل ذکر نہیں، واللہ اعلم۔ (فتح)

۳۹۱۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَتْ اِلٰى

۳۹۱۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا اپنا حصہ مانگنے کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ سے جو عطا کیا تھا اللہ نے آپ کو بغیر لڑائی کے مدینے میں اور فدک میں اور جو باقی رہا

أَبِيْ بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيْرَاثَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِيْنَةِ وَفَدَكٍ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْمَالِ وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَالِهَا الَّتِيْ كَانَ عَلَيْهَا فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَأَعْمَلَنَّ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبٰى أَبُوْ بَكْرٍ أَنْ يَّدْفَعَ إِلٰى فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلٰى أَبِيْ بَكْرٍ فِيْ ذٰلِكَ فَهَجَرَتْهُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ دَفَنَهَا زَوْجُهَا عَلِيٌّ لَيْلًا وَلَمْ يُؤْذِنْ بِهَا أَبَا بَكْرٍ وَصَلّٰى عَلَيْهَا وَكَانَ لِعَلِيٍّ مِنَ النَّاسِ وَجْهٌ حَيَاةَ فَاطِمَةَ فَلَمَّا تُوُفِّيَتِ اسْتَنْكَرَ عَلِيٌّ وُجُوْهَ النَّاسِ فَالْتَمَسَ مُصَالَحَةَ أَبِيْ بَكْرٍ وَمُبَايَعَتَهٗ وَلَمْ يَكُنْ يُبَايِعُ تِلْكَ الْأَشْهُرَ فَأَرْسَلَ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ أَنِ ائْتِنَا وَلَا يَأْتِنَا أَحَدٌ مَّعَكَ كَرَاهِيَةً لِمَحْضَرِ عُمَرَ فَقَالَ عُمَرُ لَا وَاللّٰهِ لَا تَدْخُلْ عَلَيْهِمْ وَحْدَكَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ وَمَا

تھا خیبر کے پانچویں حصے سے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہم پیغمبر لوگ میراث نہیں چھوڑتے ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ محمد ﷺ کی آل یعنی بیویاں اور اولاد اس مال سے کھائیں گے یعنی بقدر کھانے کے پائیں گی اور قسم ہے اللہ کی بیشک میں حضرت ﷺ کے صدقے سے کچھ چیز نہ بدلوں گا اپنے پہلے حال سے کہ تھے اس پر حضرت ﷺ کے زمانے میں اور جو کام حضرت ﷺ اس میں کرتے تھے وہی میں بھی کروں گا یعنی میں اپنی طرف سے اس میں کچھ کمی بیشی نہ کروں گا سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انکار کیا یہ کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس سے کچھ چیز دیں تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اس میں صدیق رضی اللہ عنہ پر ناراض ہوئیں سو ان کی ملاقات ترک کی سو نہ کلام کیا ان سے یہاں تک کہ فوت ہوئیں اور حضرت ﷺ کے بعد چھ مہینے زندہ رہیں سو جب فوت ہوئیں تو ان کے خاوند علی رضی اللہ عنہ نے ان کو رات کے وقت دفنایا اور صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کے مرنے کا حال نہ بتلایا اور ان کا جنازہ پڑھا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں لوگوں کو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ تھی سو جب فاطمہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تو علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی توجہ نہ پائی سو طلب کی صلح ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اور بیعت کی ان کی اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان مہینوں میں یعنی فاطمہ کی زندگی میں بیعت نہ کی تھی سو صدیق رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا کہ ہمارے پاس آؤ اور اور کوئی تمہارے ساتھ نہ آئے واسطے مکروہ جاننے کے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ حاضر ہوں تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی کہ تم اکیلے ان کے پاس نہ جانا یعنی تا کہ نہ چھوڑیں تمہاری تعظیم

عَسَيْتَهُمْ أَنْ يَفْعَلُوْا بِيْ وَاللّٰهِ لَاٰتِيَنَّهُمْ
فَدَخَلَ عَلَيْهِمْ أَبُوْ بَكْرٍ فَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ فَقَالَ
إِنَّا قَدْ عَرَفْنَا فَضْلَكَ وَمَا أَعْطَاكَ اللّٰهُ وَلَمْ
نَنْفَسْ عَلَيْكَ خَيْرًا سَاقَهُ اللّٰهُ إِلَيْكَ
وَلٰكِنَّكَ اسْتَبْدَدْتَ عَلَيْنَا بِالْأَمْرِ وَكُنَّا نَرٰى
لِقَرَابَتِنَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ نَصِيْبًا حَتّٰى فَاضَتْ عَيْنَا أَبِيْ بَكْرٍ
فَلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ
بِيَدِهٖ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِيْ وَأَمَّا
الَّذِيْ شَجَرَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ مِنْ هٰذِهِ
الْأَمْوَالِ فَلَمْ اٰلُ فِيْهَا عَنِ الْخَيْرِ وَلَمْ
أَتْرُكْ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهٗ فِيْهَا إِلَّا صَنَعْتُهٗ فَقَالَ
عَلِيٌّ لِأَبِيْ بَكْرٍ مَوْعِدُكَ الْعَشِيَّةَ لِلْبَيْعَةِ فَلَمَّا
صَلّٰى أَبُوْ بَكْرٍ الظُّهْرَ رَقِيَ عَلَى الْمِنْبَرِ
فَتَشَهَّدَ وَذَكَرَ شَأْنَ عَلِيٍّ وَتَخَلُّفَهٗ عَنِ
الْبَيْعَةِ وَعُذْرَهٗ بِالَّذِيْ اعْتَذَرَ إِلَيْهِ ثُمَّ
اسْتَغْفَرَ وَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ فَعَظَّمَ حَقَّ أَبِيْ بَكْرٍ
وَحَدَّثَ أَنَّهٗ لَمْ يَحْمِلْهُ عَلَى الَّذِيْ صَنَعَ
نَفَاسَةً عَلٰى أَبِيْ بَكْرٍ وَّلَا إِنْكَارًا لِّلَّذِيْ
فَضَّلَهُ اللّٰهُ بِهٖ وَلٰكِنَّا نَرٰى لَنَا فِيْ هٰذَا الْأَمْرِ
نَصِيْبًا فَاسْتَبَدَّ عَلَيْنَا فَوَجَدْنَا فِيْ أَنْفُسِنَا
فَسُرَّ بِذٰلِكَ الْمُسْلِمُوْنَ وَقَالُوْا أَصَبْتَ
وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ إِلٰى عَلِيٍّ قَرِيْبًا حِيْنَ

سے جو تمہارے واسطے واجب ہے صدیق ؓ نے کہا کہ مجھ کو
ان سے امید نہیں کہ میری تعظیم نہ کریں قسم ہے اللہ کی البتہ میں
ان کے پاس جاؤں گا سو صدیق اکبر ؓ ان کے پاس گئے سو
علی مرتضی ؓ نے کلمہ شہادت پڑھا پھر کہا کہ البتہ پہچانی ہم
نے بزرگی تمہاری اور جو تم کو اللہ نے دیا فضائل سے اور نہیں
حسد کرتے ہم تجھ سے خلافت پر لیکن استقلال کیا تم نے ہم پر
ساتھ امر کے یعنی تم نے ہم سے خلافت میں مشورہ نہ لیا اور ہم
گمان کرتے تھے بہ سبب قرابت ہماری کے حضرت ﷺ سے
کہ ہم کو خلافت میں حصہ ہے یہاں تک کہ صدیق اکبر ؓ
کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے پھر جب صدیق اکبر ؓ
نے کلام کیا تو کہا قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان
ہے کہ البتہ حضرت ﷺ کی قرابت میرے نزدیک بہت
پیاری ہے اپنی قرابت کے جوڑنے سے اور بہر حال جو جھگڑا
کہ میرے اور تمہارے درمیان ان مالوں میں واقع ہوا یعنی
حضرت ﷺ کی متروکہ میں سو میں نے اس میں نیکی سے قصور
نہیں کیا اور نہیں چھوڑا میں نے کوئی امر کہ میں نے
حضرت ﷺ کو کرتے دیکھا ہو مگر کہ میں نے اس کو کیا سو علی
مرتضی ؓ نے کہا کہ تمہاری بیعت کے واسطے وعدہ کا وقت
دوپہر سے پیچھے یعنی میں دوپہر سے پیچھے تمہاری بیعت کروں گا
سو جب صدیق اکبر ؓ نے ظہر کی نماز پڑھی تو منبر پر چڑھے
پس کلمہ شہادت پڑھا اور ذکر کیا حال علی مرتضی ؓ کا اور پیچھے
رہنا ان کا بیعت سے اور عذر ان کا جو انہوں نے صدیق
اکبر ؓ کے آگے کیا پھر استغفار کیا پھر علی ؓ نے کلمہ شہادت
پڑھا پھر ابوبکر ؓ کے حق میں بزرگی بیان کی اور ذکر کیا اس
کی فضیلت کو اور سبقت کو اسلام میں اور بیان کیا کہ تحقیق شان

رَاجَعَ الْأَمْرَ الْمَعْرُوْفَ.

یہ ہے کہ نہیں باعث ہوا اس کو اس پر جو اس نے کیا حسد کرنا ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اور نہ انکار کرنا واسطے اس چیز کے کہ فضیلت دی اس کو اللہ نے ساتھ اس کے لیکن ہم گمان کرتے تھے کہ ہم کو خلافت میں حصہ ہے اور نہ مشورہ لیا انہوں نے ہم سے سو ہم کو اپنے دلوں میں اس کا رنج ہوا سو خوش ہوئے اس کے ساتھ مسلمان اور کہا کہ تم نے ٹھیک کہا تو مسلمان لوگ علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے قریب ہوئے یعنی ان کے دوست ہوئے جب کہ انہوں نے نیک کام کی طرف رجوع کیا یعنی داخل ہوئے جس میں لوگ داخل ہوئے تھے یعنی بیعت میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فرض الخمس میں گزر چکی ہے اور اس طریق میں ایک زیادتی ہے جو وہاں مذکور نہیں ہوئی اس کی شرح یہاں بیان ہوتی ہے یہ جو کہا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے چھ مہینے زندہ رہیں تو یہی ہے صحیح قول ان کے زندہ رہنے میں پیچھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابن سعد کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تین مہینے زندہ رہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ستر دن اور بعض کہتے ہیں کہ آٹھ مہینے اور بعض کہتے ہیں کہ دو مہینے اور یہ جو کہا کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے ان کو رات کے وقت دفنایا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ان کے مرنے کا حال نہ بتلایا تو ابن سعد کی روایت میں ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے ان کا جنازہ پڑھا اور کئی طریقوں سے روایت ہے کہ وہ رات کو دفنائی گئیں اور تھا یہ دفنانا رات کا بہ سبب وصیت کرنے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے واسطے ارادے زیادتی کے پردہ ہونے میں یعنی اس واسطے کہ رات کو بہت پردہ ہوتا ہے اور شاید علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ان کے مرنے کا حال نہ بتلایا اس واسطے کہ انہوں نے گمان کیا ہوگا کہ یہ بات ان سے چھپی نہ رہے گی اور نہیں اس حدیث میں وہ چیز کہ دلالت کرے اس پر کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مرنا معلوم نہیں ہوا اور اس پر کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کا جنازہ نہیں پڑھا اور اسی طرح جو مسلم وغیرہ میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رات کو دفنانا منع ہے سو یہ حدیث محمول ہے اوپر حالت اختیار کے اس واسطے کہ اس کے بعض طریقوں میں ہے کہ مگر یہ کہ لاچار ہو اس کی طرف آدمی اور یہ جو کہا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں لوگوں کو علی رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ تھی تو مراد یہ ہے کہ لوگ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خاطر اور لحاظ سے علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی عزت کرتے تھے سو جب وہ فوت ہو گئیں اور ان کے مرنے کے بعد بھی حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر نہ ہوئے تو لوگوں نے ان کی عزت کرنے میں قصور کیا یعنی ان کی عزت کرنا چھوڑ دی واسطے ارادے داخل ہونے ان کے اس چیز میں جس میں لوگ داخل ہوئے اسی واسطے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اخیر حدیث میں کہ جب علی رضی اللہ عنہ

نے آ کر بیعت کی تو لوگ ان کے قریب ہوئے جب کہ رجوع کیا امر معروف میں اور گویا کہ تھے معذور رکھتے ان کو مسلمان پیچھے رہنے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت سے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں واسطے مشغول ہونے ان کے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اور تسلی کرنے ان کے اس چیز سے کہ وہ اس میں تھیں رنج اور غم سے اپنے باپ پر یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اس واسطے کہ جب وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوئیں بہ سبب نہ دینے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے جو انہوں نے ان سے میراث کا حصہ مانگا تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مناسب جانا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے موافق ہوں بیچ ترک کرنے ملاقات کے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اور کہا مازری نے کہ عذر واسطے علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے بیچ پیچھے رہنے ان کے باوجود اس چیز کے کہ عذر کیا خود حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ یہ ہے کہ کفایت کرتا ہے بیچ بیعت امام کے یہ کہ واقع ہو اہل حل اور عقد سے اور نہیں واجب ہے جمع کرنا تمام کا اور نہ یہ لازم ہے کہ ہر ایک اس کے پاس حاضر ہو اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھے بلکہ کفایت کرتا ہے لازم کر لینا اس کی فرمانبرداری کا اپنے اوپر اور تابع ہونا واسطے اس کے ساتھ اس طور کے کہ اس کی مخالفت نہ کرے اور تھا یہ حال حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کا کہ نہیں واقع ہوا اس سے مگر پیچھے رہنا حاضر ہونے سے نزدیک ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور ذکر کیا ہے میں نے سبب اس کا اور یہ جو کہا واسطے مکروہ جاننے اس کے کہ عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہوں تو سبب اس کا یہ ہے کہ لوگوں کو معلوم تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ مزاج کے کڑے ہیں اور بات چیت میں سخت گو ہیں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نرم مزاج تھے سو خوف کیا انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کے حاضر ہونے سے بہت ہونا عتاب کا جو پہنچاتا ہے کبھی طرف خلافت اس چیز کے کہ قصد کی ہے انہوں نے صلح سے اور یہ جو کہا کہ یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے یعنی ہمیشہ ذکر کرتے رہے علی مرتضی رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے کہا مازری نے اور شاید علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نہیں مشورہ لیا ان سے بڑے بڑے کاموں میں جن میں ایسے آدمی سے مشورہ لینا واجب تھا یا اشارہ کیا اس کی طرف کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سے عقد خلافت میں پہلے مشورہ نہیں لیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عذر یہ ہے وہ ڈرے کہ اگر بیعت میں دیر ہوئی تو کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی اختلاف پیدا ہو واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی تھی انصار سے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے بیچ حدیث سقیفہ کے پس نہ انتظار کیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ کا اور یہ جو کہا اُن مالوں سے یعنی جن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا از مین خیبر وغیرہ سے اور مدینے میں جو اللہ نے آپ کو عطا کیا وہ بنی نضیر اور قریظہ کی زمین تھی کہا قرطبی نے جو غور کرے اس چیز میں کہ واقع ہوئی درمیان علی رضی اللہ عنہ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے باہم عتاب اور عذر کرنے سے اور اس چیز کو کہ بغل گیر ہے یہ انصاف کو تو پہچان لے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کی بزرگی کا اقرار کرتے تھے اور یہ کہ دل ان کے متفق تھا اوپر تعظیم اور محبت کے اگرچہ طبع بشری بھی کبھی غالب ہو جاتی تھی لیکن دیانت اس کو رد کرتی ہے اور البتہ تمسک کیا ہے رافضیوں نے ساتھ پیچھے رہنے علی رضی اللہ عنہ کے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت

سے یہاں تک کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں اور ان کا ہذیان اس میں مشہور ہے اور اس حدیث میں وہ چیز ہے جو ان کی حجت کو دفع کرتی ہے اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ابتداء امر میں بیعت کی تھی اور صحیح کہا ہے اس حدیث کو ابن حبان وغیرہ نے اور مسلم میں زہری سے واقع ہوا ہے کہ ایک مرد نے اس سے کہا کہ نہیں بیعت کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے یہاں تک کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں زہری نے کہا نہیں اور نہ کسی نے بنی ہاشم میں سے لیکن ضعیف کہا ہے اس حدیث کو بیہقی نے ساتھ اس طور کے کہ زہری نے اس کو مسند نہیں کیا اور روایت موصولہ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے صحیح تر ہے اور تطبیق دی ہے اس کے غیر نے بایں طور کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دوبارہ بیعت کی واسطے پکا کرنے پہلی بیعت کے واسطے دور کرنے اس چیز کے کہ واقع ہوئی بہ سبب میراث کے جیسا کہ پہلے گزرا اور بنابریں اس کے پس محمول ہوگا قول زہری کا کہ نہیں بیعت کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ان دنوں میں اوپر ارادے ملازمت کے واسطے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اور حاضر ہونے کے نزدیک ان کے اور وہ چیز کہ مانند اس کے ہے اس واسطے کہ ایسے آدمی کا ایسے آدمی کی ملاقات کو ترک کرنا وہم دلاتا ہے ناواقف آدمی کو کہ وہ بہ سبب ناراض ہونے اس کے ہے ساتھ خلافت اس کی کے پس مطلق بولا جس نے اس کو مطلق بولا اور اسی سبب سے ظاہر کی حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے وہ بیعت جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مرنے کے بعد واقع ہوئی واسطے دور کرنے اس شبہے کے۔ (فتح)

٣٩١٤۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا حَرَمِیٌّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِیْ عُمَارَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا فُتِحَتْ خَیْبَرُ قُلْنَا الْاٰنَ نَشْبَعُ مِنَ التَّمْرِ.

٣١٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو ہم نے کہا کہ اب ہم کھجوروں سے پیٹ بھریں گے۔

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ خیبر میں کھجوروں کے بہت درخت ہیں اور اس میں اشارہ ہے کہ وہ اس کے فتح ہونے سے پہلے تنگ گزران تھے اسی واسطے ان کو اتنی خوشی ہوئی۔

٣٩١٥۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ حَبِیْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ أَبِیْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَا شَبِعْنَا حَتّٰی فَتَحْنَا خَیْبَرَ.

٣٩١٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ نہیں کھایا ہم نے پیٹ بھر کے یہاں تک کہ ہم نے خیبر کو فتح کیا۔

فائدہ: یہ حدیث تائید کرتی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو جو اس سے پہلے ہے۔ (فتح)

بَابُ اسْتِعْمَالِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

حاکم بنانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خیبر والوں پر۔

وَسَلَّمَ عَلٰی أَهْلِ خَيْبَرَ.

فائدہ: یعنی فتح ہونے کے بعد اس کے پھلوں کو بڑھانے کے واسطے۔

۳۹۱۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيْدِ بْنِ سُهَيْلٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلٰی خَيْبَرَ فَجَآءَهُ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيْبًا وَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيْدِ عَنْ سَعِيْدٍ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَخَا بَنِيْ عَدِيٍّ مِّنَ الْأَنْصَارِ إِلٰی خَيْبَرَ فَأَمَّرَهُ عَلَيْهَا وَعَنْ عَبْدِ الْمَجِيْدِ عَنْ أَبِيْ صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَأَبِيْ سَعِيْدٍ مِّثْلَهُ.

۳۹۱۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو خیبر کا حاکم کر کے بھیجا سو وہ عمدہ قسم کی کھجور جس کو جنیب کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا خیبر کی سب کھجوریں ایسی عمدہ ہوتی ہیں؟ اس نے کہا نہیں قسم ہے اللہ کی یا حضرت! بلکہ ہم ناقص کھجور دو صاع دے کر ایک صاع عمدہ کھجور لیتے ہیں اور تین صاع دے کر دو صاع لیتے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کر بلکہ ناقص کھجور کو چاندی کے درہموں سے بیچ ڈالا کر پھر درہموں سے عمدہ قسم کی کھجور خرید لیا کر اور کہا عبدالعزیز نے عبدالمجید سے اس نے روایت کی سعید سے کہ حدیث بیان کی اس سے ابو سعید رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عدی کے بھائی کو کہ انصار میں سے ہے خیبر کی طرف سو اس کو خیبر کا حاکم کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بیوع کے اخیر میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مُعَامَلَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ خَيْبَرَ.

باب ہے بیان میں معاملہ کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خیبر والوں سے۔

۳۹۱۷۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَعْطَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۳۹۱۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین اور درخت یہود کو دیئے اس پر کہ اس میں محنت کریں اور کھیتی کریں اور ان کے واسطے آدھا

وَسَلَّمَ خَيْبَرَ الْيَهُوْدَ أَنْ يَعْمَلُوْهَا وَيَزْرَعُوْهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا.

حصہ اس چیز کا ہے جو اس سے پیدا ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مزارعت میں گزر چکی ہے۔

بَابُ الشَّاةِ الَّتِيْ سُمَّتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَيْبَرَ رَوَاهُ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیان میں اس بکری کے کہ زہر ڈالی گئی بیچ اس کے واسطے حضرت ﷺ کے خیبر میں روایت کیا ہے اس مضمون کو عروہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس نے روایت کی ہے حضرت ﷺ سے

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس حدیث کی طرف جو حضرت ﷺ کی وفات میں مذکور ہے اور اس کا ذکر وہاں آئے گا۔

۳۹۱۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدٌ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيْهَا سُمٌّ.

۳۹۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو ہدیہ بھیجی گئی واسطے حضرت ﷺ کے ایک بکری جس میں زہر ملی تھی۔

فائدہ: یہاں یہ حدیث مختصر ہے اور پوری حدیث جزیہ کے اخیر میں گزر چکی ہے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جمع کرو واسطے میرے جو یہود یہاں رہتے ہیں اور اس کی شرح طب میں آئے گی اور کہا ابن اسحاق نے کہ جب فتح خیبر کے بعد حضرت ﷺ کو اطمینان ہوا تو زینب حارث کی بیٹی نے آپ کے واسطے ایک بکری بھنی ہوئی تحفہ بھیجی اور اس نے کسی سے پوچھا تھا کہ بکری کا کون عضو آپ ﷺ کو زیادہ تر محبوب ہے؟ کہا گیا کہ بکری کا ہاتھ تو اس نے اس میں بہت زہر ڈالی سو جب حضرت ﷺ نے بکری کا ہاتھ لیا تو اس سے ایک بوٹی لے کر منہ میں چبائی اور اس کو نہ نگلا اور کھایا یا ساتھ آپ کے بشر بن براء نے اس سے ایک لقمہ نگلا پس ذکر کیا قصہ اور یہ کہ حضرت ﷺ نے اس سے درگزر کی اور بشر اس کے سبب سے مر گیا بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک یہودی عورت نے حضرت ﷺ کے واسطے ایک زہر دار بکری تحفہ بھیجی حضرت ﷺ نے اس سے کھایا اور اپنے اصحاب کو اس سے کھلایا اور اصحاب سے فرمایا کہ باز رہو اس واسطے کہ اس میں زہر ہے اور حضرت ﷺ نے اس عورت سے فرمایا کہ تو نے اس میں زہر کیوں ملایا اس کا کیا باعث ہے؟ اس نے کہا میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ اگر تو پیغمبر ہوگا تو اللہ تجھ کو اطلاع دے گا اور اگر تو (معاذ اللہ) جھوٹا ہوگا تو لوگ تجھ سے آرام پائیں گے کہا زہری نے سو وہ مسلمان ہوگئی حضرت ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا کہا معمر نے اور لوگ کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے اس کو مار ڈالا تھا

کہا بیہقی نے احتمال ہے کہ پہلے اس کو چھوڑ دیا ہو پھر جب بشر اس کے لقمے سے مر گیا تو حضرت ﷺ نے اس کو مار ڈالا اور ساتھ اس کے جواب دیا ہے سہیلی نے اور اتنا زیادہ کیا ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اس واسطے چھوڑ دیا تھا کہ آپ اپنی ذات کے واسطے کسی سے بدلا نہیں لیتے تھے پھر اس کو بشر کے قصاص میں مار ڈالا۔ میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ پہلے اس کو اس واسطے چھوڑا ہو کہ وہ مسلمان ہوگئی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کے قتل میں دیر کی بشر کے مرنے تک اس واسطے کہ اس کے مرنے سے تحقیق ہوا واجب ہونا قصاص کا ساتھ شرط اس کی کے اور واقدی نے زہری سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے اس عورت سے کہا کہ تو نے اس میں زہر کیوں ڈالی ہے؟ اس نے کہا کہ تم نے میرے باپ اور چچا اور خاوند اور بھائی کو قتل کیا اور اس کے خاوند کا نام سلام بن مشکم تھا اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ وہ مرحب کی بھتیجی تھی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس عورت نے کہا کہ اب مجھ کو ظاہر ہوا کہ آپ بیشک سچے ہیں اور میں گواہ کرتی ہوں آپ کو اور سب حاضرین کو کہ میں آپ کے دین پر ہوں اور یہ کہ نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور البتہ شامل ہوا ہے قصہ خیبر کا بہت حکموں پر ایک حکم ان میں سے جائز ہونا قتال کفار کا ہے حرام کے مہینوں میں اور لوٹنا اس شخص کا کہ جس کو دعوت اسلام کی پہنچ چکی ہو بغیر ڈرانے کے اور بانٹنا غنیمت کا حصوں پر اور کھانا اس کھانے کا جو مشرکین سے پایا جائے بانٹنے سے پہلے واسطے اس کے جو اس کا محتاج ہو اس شرط سے کہ اس کو جمع نہ کرے اور نہ کسی اور کو دے اور مدد لشکر کی جب حاضر ہو بعد موقوف ہونے لڑائی کے اس کو حصہ دیا جائے اگر راضی ہو لشکر جیسا کہ واقع ہوا واسطے جعفر اور اشعریوں کے اور جب کہ لشکر راضی نہ ہو تو اس کو حصہ نہ دیا جائے جیسا کہ واقع ہوا واسطے ابان بن سعید اور اس کے ساتھیوں کے اور ساتھ اس کے تطبیق ہوتی ہے درمیان حدیثوں کے اور ان میں سے ایک حکم گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت کا حرام کرنا ہے اور جس چیز کا گوشت کھانا حلال نہ ہو ذبح کرنے سے پاک نہیں ہوتا اور حرام کرنا عورتوں کے متعہ کا اور جائز ہونا مساقات اور مزارعت کا یعنی بٹائی پر زمین دینا اور آدھا یا تہائی چوتھائی کا حصہ ٹھہرا لینا اور ثابت ہوتا ہے عقد صلح اور پیمان کا اُن لوگوں سے جن پر بدگمانی ہو اور یہ کہ جو مخالفت کرے ذمی کافروں میں سے اس چیز کو کہ شرط کی گئی ہے اوپر اس کے تو اس کا عہد ٹوٹ جاتا ہے اور اس کا خون معاف ہے یعنی اگر اس کو کوئی مسلمان مار ڈالے تو اس پر قصاص نہیں آتا اور یہ کہ اگر کوئی شخص غنیمت میں سے کچھ چیز لے تقسیم ہونے سے پہلے تو وہ اس کا مالک نہیں ہوتا اگرچہ اس کے حق سے کم ہو اور یہ کہ امام کو اختیار ہے بیچ اس زمین کے جو قہر اور غلبے سے فتح ہو کہ چاہے اس کو تقسیم کرے یا نہ کرے اور یہ کہ جائز ہے جلا وطن کرنا اہل ذمہ کا جب کہ ان کی کچھ حاجت نہ ہو اور یہ کہ جائز ہے شادی کرنی ساتھ بیوی کے سفر میں اور کھانا اہل کتاب کے کھانوں سے اور قبول کرنا تحفے ان کے کا ہے اور اکثر یہ احکام اپنے بابوں میں مذکور ہیں، واللہ الھادی للصواب۔

بَابُ غَزْوَةِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ. باب ہے بیان میں جنگ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے۔

فائدہ: زید رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے آزاد کیے ہوئے اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے باپ تھے۔

۳۹۱۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ عَلٰى قَوْمٍ فَطَعَنُوْا فِيْ إِمَارَتِهٖ فَقَالَ إِنْ تَطْعَنُوْا فِيْ إِمَارَتِهٖ فَقَدْ طَعَنْتُمْ فِيْ إِمَارَةِ أَبِيْهِ مِنْ قَبْلِهٖ وَايْمُ اللّٰهِ لَقَدْ كَانَ خَلِيْقًا لِّلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهٗ.

۳۹۱۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو ایک قوم پر سردار کیا تو بعض لوگوں نے اس کی سرداری میں طعن کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اب طعنہ کرتے ہو اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہ کی سرداری میں تو البتہ تم تو اس کے باپ یعنی زید رضی اللہ عنہ کی سرداری میں بھی طعنہ کرتے تھے اس سے پہلے اور قسم ہے اللہ کی البتہ زید رضی اللہ عنہ سرداری کے لائق تھا اور وہ مجھ کو سب لوگوں سے زیادہ پیارا تھا اور البتہ یہ اسامہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد سب لوگوں سے میرے نزدیک زیادہ پیارا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی کے اخیر میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے سو تم تو اس کے باپ کی سرداری میں بھی طعنہ کرتے تھے اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے سات جنگیں کیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ہم پر سردار کرتے تھے اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو طبرانی وغیرہ نے اس میں سے ساتویں جنگ بنی فزارہ کے چند لوگوں کی طرف تھی اور اس کا بیان یوں ہے کہ زید رضی اللہ عنہ اس سے پہلے تجارت کے واسطے نکلا تھا سو بنی فزارہ کے چند لوگ اس پر دوڑے سو انہوں نے اس کا سب اسباب چھین لیا اور اس کو مارا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ لشکر دیا سو زید رضی اللہ عنہ ان پر غالب ہوا اور ام فرقہ کو مار ڈالا وہ ایک عورت تھی اس کا نام فاطمہ تھا ربیعہ کی بیٹی تھی اس کے خاوند کا نام مالک تھا اور وہ ان میں سردار تھی پس کہتے ہیں کہ زید رضی اللہ عنہ نے اس کو دو گھوڑوں کی دم سے باندھ کر گھسیٹا وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی اور اس کی بیٹی بڑی خوبصورت تھی وہ قید ہوئی اور شاید یہی جنگ مراد ہے بخاری کی۔ (فتح)

بَابُ عُمْرَةِ الْقَضَاءِ. باب ہے بیان میں عمرہ قضا کے۔

فائدہ: اگر کوئی سوال کرے کہ یہ عمرہ ہے اس کو جنگوں میں کیوں ذکر کیا تو کہا علماء نے کہ اس کو جنگ کہنے کی یہ وجہ ہے جو ذکر کی ہے موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں ابن شہاب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تیار ہو کر ساتھ ہتھیاروں اور لڑنے والوں کے واسطے اس خوف کے کہ قریش سے دغا واقع ہو یہ خبر قریش کو پہنچی وہ گھبرا گئے سو مکرز (قریش کا وکیل) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آ ملا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خبر دی کہ ہم اپنی شرط پر قائم ہیں اور یہ کہ نہ داخل ہوں گے ہم

مکہ میں ساتھ ہتھیاروں کے مگر ساتھ تلواروں کے ان کے غلافوں میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہم نکلے ہیں اس شکل سے واسطے احتیاط کے تو مکرز کو یقین ہوا حضرت ﷺ ہتھیاروں کو ایک جماعت اصحاب کے ساتھ حرم سے باہر چھوڑ گئے یہاں تک کہ پھریں اور نہیں لازم آتا بولنے جنگ کے سے واقع ہونا لڑائی کا اور کہا ابن اثیر نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ داخل کیا ہے بخاری نے عمرہ قضا کو مغازی میں اس واسطے کہ اس کا سبب جنگ حدیبیہ تھا اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ سبب نام رکھنے اس کے ساتھ عمرہ قضا کے یعنی اس کا نام عمرہ قضا کیوں رکھا گیا سو بعض کہتے ہیں کہ مراد وہ چیز ہے جو واقع ہوئی مقاضاۃ سے درمیان مشرکین اور مسلمانوں کے صلح نامہ سے جو ان کے درمیان حدیبیہ میں لکھا گیا پس مراد ساتھ قضا کے فیصلہ ہے جس پر صلح واقع ہوئی اور اسی واسطے کہا جاتا ہے اس کو عمرہ قضیہ کہا اہل لغت نے قاضی فلانا عاھدہ یعنی قاضی فلانا کے معنی ہیں عہد کیا فلاں سے وقاضاہ عاوضہ یعنی اور قاضی کے معنی یہ بھی ہیں کہ اس کو معاوضہ دیا پس احتمال ہے کہ نام رکھنا اس کا ساتھ اس کے واسطے دو امروں کے ہو کہا ہے اس کو عیاض نے اور ترجیح دیتا ہے دوسری وجہ کو نام رکھنا اس کا قصاص اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمَاتُ قِصَاصٌ﴾ سہیلی نے کہا کہ نام رکھنا اس کا عمرہ قصاص اولیٰ ہے اس واسطے کہ یہ آیت اس کے حق میں اتری۔ میں کہتا ہوں کہ اسی طرح روایت کیا ہے اس کو ابن جریر وغیرہ نے مجاہد سے اور اسی طرح مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا سہیلی نے کہ نام رکھا گیا عمرہ قضا اس واسطے کہ صلح کی اس میں حضرت ﷺ نے قریش سے نہ اس واسطے کہ وہ قضا ہے ان عمرے سے جس سے روکے گئے اس واسطے کہ وہ فاسد نہیں ہوا تھا کہ اس کی قضا واجب ہو بلکہ پورا عمرہ تھا اسی واسطے علماء نے حضرت ﷺ کے چار عمرے گنے ہیں جیسے کہ پہلے گزر چکی ہے تقریر اس کی حج میں اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ بلکہ یہ عمرہ پہلے عمرے سے قضا تھا اور گنا گیا عمرہ حدیبیہ کا عمروں میں واسطے ثابت ہونے اجر کے بیچ اس کے نہ اس لیے کہ وہ کامل ہو گیا تھا اور یہ خلاف مبنی ہے اوپر اختلاف کے بیچ واجب ہونے قضا کے اس شخص پر جو عمرے کا احرام باندھے اور خانے کعبے میں جانے سے روکا جائے پس کہا جمہور نے کہ واجب ہے اس پر قربانی اور نہیں قضا اوپر اس کے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے عکس اس کا ہے اور احمد سے ایک روایت میں ہے کہ نہ اس پر قربانی لازم ہے اور نہ قضا اور ایک روایت میں ہے کہ لازم ہے اس پر قربانی اور قضا اور جمہور کی حجت یہ آیت ہے ﴿فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ﴾ یعنی اگر تم روکے جاؤ تو جو میسر ہو ہدی سے، اور حجت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ عمرہ لازم ہو جاتا ہے ساتھ شروع کرنے کے پس جب روکا جائے تو جائز ہے واسطے اس کے تاخیر کرنا اس کا یعنی جائز ہے اس کو ادا کرنا ساتھ دیر کے پس جب روکنا دور ہوا اور راہ کھل جائے تو اس کو ادا کرے اور نہیں لازم آتا حلال ہونے سے درمیان دو احراموں کے ساقط ہونا قضا کا اور جو اس کو واجب کرتا ہے اس کی حجت وہ چیز ہے جو واقع ہوئی واسطے اصحاب کے اس واسطے کہ انہوں نے قربانیوں کو ذبح کیا

جس جگہ میں روکے گئے اور عمرہ کیا آئندہ سال میں اور قربانی کے جانور اپنے ساتھ ہانک لائے اور جو اس کو واجب نہیں کہتا اس کی حجت یہ ہے کہ حلال ہونا ان کا ساتھ حصر کے نہیں موقوف ہے اوپر ذبح کرنے قربانی کے بلکہ جس کے ساتھ قربانی تھی اس سے فرمایا کہ اس کو ذبح کرے اور جس کے ساتھ قربانی نہیں تھی اس کو حکم دیا کہ سر منڈوائے کہا ابن اسحاق نے کہ نکلے حضرت ﷺ ذی قعدہ میں مثل اس مہینے کے جس میں مشرکوں نے حضرت ﷺ کو روکا تھا عمرہ قضا کا احرام باندھ کر بدلے اس عمرے کے جس سے روکے گئے تھے اسی طرح ذکر کیا ہے اہل مغازی نے کہ حضرت ﷺ عمرہ قضا کی طرف ذی قعدہ میں نکلے اور اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمرہ قضیہ ذی قعدہ میں تھا اور کہا حاکم نے اکلیل میں کہ حدیثیں اس باب میں متواتر وارد ہوئی ہیں کہ جب ذی قعدہ کا چاند نظر آیا تو حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ اپنی قضا عمرے کے واسطے احرام باندھیں اور یہ کہ نہ پیچھے رہے کوئی ان میں سے جو حدیبیہ میں حاضر ہوا سو سب لوگ نکلے مگر جو شہید ہوا اور ان کے سوائے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ عمرے کو نکلے پس تھی گنتی ان کی دو ہزار سوائے عورتوں کے اور لڑکوں کے اور اس کا نام عمرہ صلح بھی رکھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں تو اس کے چار نام ہوئے قضا اور قضیہ اور قصاص اور صلح۔ (فتح)

ذَكَرَهُ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

یعنی ذکر کیا ہے اس کو انس رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے۔

فائدہ: مراد ساتھ اس کے وہ حدیث ہے جس کو عبدالرزاق نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ داخل ہوئے حضرت ﷺ مکے میں عمرہ قضا میں۔

۳۹۲۰۔ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذِي الْقَعْدَةِ فَأَبٰى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَّدَعُوْهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتّٰى قَاضَاهُمْ عَلٰى أَنْ يُّقِيْمَ بِهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَلَمَّا كَتَبُوا الْكِتَابَ كَتَبُوْا هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالُوْا لَا نُقِرُّ لَكَ بِهٰذَا لَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا مَنَعْنَاكَ شَيْئًا وَّلٰكِنْ أَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ أَنَا رَسُوْلُ

۳۹۲۰۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ذی قعدہ میں عمرے کا قصد کیا یعنی چھٹے سال ہجری میں سو کفار مکہ نے آپ کو مکے میں جانے سے روکا اور کہا کہ ہم آپ کو مکے میں نہیں جانے دیں گے یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے ان سے صلح کی اس پر کہ آپ ﷺ مکے میں تین دن ٹھہریں یعنی آئندہ سال کو سو جب انہوں نے صلح نامہ لکھا یعنی اس کے لکھنے کا ارادہ کیا تو لکھا یہ یعنی مافی الذہن وہ چیز ہے جس پر صلح کی محمد ﷺ اللہ کے رسول نے کفار قریش نے کہا کہ ہم اس کا اقرار نہیں کرتے کہ تو اللہ کا رسول ہے اور اگر ہم جانتے کہ تو اللہ کا رسول ہے تو ہم تجھ کو کسی چیز سے منع نہ کرتے لیکن تو

اللّٰهِ وَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ امْحُ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ عَلِيٌّ لَا وَاللّٰهِ لَا أَمْحُوْكَ أَبَدًا فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكِتَابَ وَلَيْسَ يُحْسِنُ يَكْتُبُ فَكَتَبَ هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ لَا يُدْخِلُ مَكَّةَ السِّلَاحَ إِلَّا السَّيْفَ فِي الْقِرَابِ وَأَنْ لَّا يَخْرُجَ مِنْ أَهْلِهَا بِأَحَدٍ إِنْ أَرَادَ أَنْ يَّتْبَعَهُ وَأَنْ لَّا يَمْنَعَ مِنْ أَصْحَابِهِ أَحَدًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُّقِيْمَ بِهَا فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الْأَجَلُ أَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوْا قُلْ لِصَاحِبِكَ اخْرُجْ عَنَّا فَقَدْ مَضَى الْأَجَلُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبِعَتْهُ ابْنَةُ حَمْزَةَ تُنَادِيْ يَا عَمِّ يَا عَمِّ فَتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ فَأَخَذَ بِيَدِهَا وَقَالَ لِفَاطِمَةَ دُوْنَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ حَمَلَتْهَا فَاخْتَصَمَ فِيْهَا عَلِيٌّ وَّزَيْدٌ وَّجَعْفَرٌ قَالَ عَلِيٌّ أَنَا أَخَذْتُهَا وَهِيَ بِنْتُ عَمِّيْ وَقَالَ جَعْفَرٌ ابْنَةُ عَمِّيْ وَخَالَتُهَا تَحْتِيْ وَقَالَ زَيْدٌ ابْنَةُ أَخِيْ فَقَضٰى بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَالَتِهَا وَقَالَ الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ وَقَالَ لِعَلِيٍّ أَنْتَ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْكَ وَقَالَ لِجَعْفَرٍ أَشْبَهْتَ خَلْقِيْ وَخُلُقِيْ وَقَالَ لِزَيْدٍ أَنْتَ أَخُوْنَا وَمَوْلَانَا وَقَالَ عَلِيٌّ أَلَا تَتَزَوَّجُ بِنْتَ حَمْزَةَ قَالَ إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ.

محمد ﷺ بیٹا عبداللہ کا ہے یعنی لکھ یہ وہ چیز ہے جس پر صلح کی محمد بن عبداللہ نے حضرت ﷺ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اور میں محمد ﷺ بیٹا عبداللہ کا ہوں یعنی دونوں صفتیں آپس میں لازم ہیں جدا نہیں ہوتیں برابر ہیں کہ دونوں ذکر کی جائیں یا ایک پھر آپ ﷺ نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ رسول اللہ کا لفظ مٹا دے، علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں اس کو کبھی نہیں مٹاؤں گا۔ سو حضرت ﷺ نے صلح نامہ لیا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے اور حالانکہ حضرت ﷺ خوب نہیں لکھنا جانتے تھے سو حضرت ﷺ نے لکھا، یہ وہ چیز ہے کہ صلح کی اس پر محمد ﷺ بن عبداللہ نے کہ مکے میں ہتھیاروں کو نہ لائیں مگر اس طرح کہ تلواریں غلافوں میں ہوں اور یہ کہ مکے والوں میں سے کسی کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں اگر کوئی ارادہ کرے کہ آپ ﷺ کے ساتھ جائے اور یہ کہ اگر کوئی آپ کے اصحاب میں سے مکے میں رہنا چاہے تو اس کو منع نہ کریں سو جب حضرت ﷺ (آئندہ سال کو) مکے میں داخل ہوئے اور مدت گزر گئی یعنی ٹھہرنے کی کہ تین دن قرار پائی تھی تو کفار قریش حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ اپنے ساتھی سے کہہ یعنی حضرت ﷺ کو کہ ہمارے شہر سے یعنی مکے سے نکلو کہ البتہ مدت گزر گئی سو حضرت ﷺ مکے سے نکلے سو حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی آپ ﷺ کے ساتھ ہوئی پکارتی تھی اے چچا اے چچا! سو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کو لیا اور اس کا ہاتھ پکڑا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ لے اپنے چچا کی بیٹی کو سو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کجاوے میں اٹھایا سو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ اس کی پرورش میں جھگڑے یعنی ہر ایک چاہتا تھا کہ اس کو میں پالوں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس کو لیتا

ہوں اور حالانکہ وہ میری چچیری بہن ہے، جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری چچیری بہن ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے اور زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری بھتیجی ہے سو حکم دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ واسطے خالہ اس کی کے اور فرمایا کہ خالہ بمقام ماں کے ہے اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو میرا ہے اور میں تیرا ہوں اور جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو میری صورت اور سیرت میں مشابہ ہے اور زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو ہمارا بھائی اور ہمارا آزاد کردہ ہے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا آپ حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے نکاح نہیں کرتے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی مجھ پر حلال نہیں کہ وہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جب انہوں نے صلح نامہ لکھا تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لکھو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تو سہیل (کافروں کے وکیل) نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کیا چیز ہے لیکن جو ہم پہچانتے ہیں بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اور یہ جو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں اس کو نہیں مٹاؤں گا تو شاید انہوں نے سمجھا ہوگا کہ یہ امر ایجاب کے واسطے نہیں اسی واسطے باز رہے اس کے بجالانے سے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مجھ کو دکھلا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ کو دکھلایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے ہاتھ سے مٹایا اور نسائی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ خبردار ہو تیرے ساتھ بھی یہی معاملہ واقع ہوگا اور تو اس کو کرے گا لاچار ہو کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا اس چیز کی طرف کہ واقع ہوئی واسطے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دن دونوں منصفوں کے سو اسی طرح واقع ہوا اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوب لکھ نہیں سکتے تھے تو احمد کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی جگہ قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ لکھا اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ ظاہر اس روایت کے ابوالولید باجی نے سو اس نے دعویٰ کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے لکھا بعد اس کے کہ خوب نہ لکھنا جانتے تھے سو اندلس کے علماء نے اس کو اس زمانے میں برا کہا اور اس کو زندیق ٹھہرایا اور کہا کہ یہ قول اس کا قرآن کے مخالف ہے سو حاکم وقت نے ان کو جمع کیا تو غالب ہوا ابوالولید اوپر ان کے ساتھ اس چیز کے کہ تھی نزدیک اس کے معرفت سے اور حاکم سے کہا کہ یہ قرآن کے مخالف نہیں بلکہ لیا جاتا ہے قرآن کے مفہوم سے اس واسطے کہ وہ قید ہے

نفی کے ساتھ اس چیز کے کہ قرآن کے اترنے سے پہلے ہے پس اللہ نے فرمایا ﴿وَمَا كُنتَ تَتْلُوْ مِنْ قَبْلِهٖ وَلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ﴾ یعنی نہ تھا تو پڑھتا اس سے پہلے کوئی کتاب اور نہ لکھتا تھا اس کو اپنے دائیں ہاتھ سے اور اس کے بعد کہ ثابت ہوا امی ہونا آنحضرت ﷺ کا اور قرار پایا ساتھ اس کے معجزہ آپ کا اور بے خوف ہوئے شک سے بیچ اس کے تو نہیں ہے کوئی مانع اس سے کہ پہچانیں کتابت کو اس کے بعد بغیر تعلیم کے پس یہ اور معجزہ ہوگا اور کہا ابن دحیہ نے کہ ایک جماعت علماء کی ابوالولید کو اس میں موافق ہوئے ہیں اور اسی طرح روایت ہے مجاہد وغیرہ سے کہ حضرت ﷺ نے لکھا بعد اترنے قرآن کے اوپر آپ کے کہا عیاض نے کہ وارد ہوئے ہیں آثار جو دلالت کرتے ہیں اوپر پہچاننے حروف خط کے اور خوب تصویر ان کی کے اور وہ آثار اگرچہ ان سے ثابت نہیں کہ حضرت ﷺ نے لکھا ہے لیکن نہیں بعید ہے کہ آپ کو لکھنے کا علم دیا گیا ہو اس واسطے کہ آپ کو ہر چیز دی گئی ہے اور جواب دیا ہے جمہور نے اس کے ساتھ کہ یہ حدیثیں ضعیف ہیں اور قصے حدیبیہ سے کہ قصہ ایک ہے اور کاتب اس میں علی رضی اللہ عنہ ہیں اور البتہ تصریح کی ہے مسور کی حدیث میں کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ ہی نے صلح نامہ لکھا تھا اور کتب کے معنی ہیں کہ حکم کیا ساتھ لکھنے کے اور یہ بہت ہے حدیثوں میں جیسا کہ کَتَبَ الی قیصر وکتب الی کسری یعنی لکھا یعنی حکم دیا لکھنے کا قیصر اور کسریٰ کی طرف اور یا اس میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو مٹایا پھر علی رضی اللہ عنہ کو دیا سو علی رضی اللہ عنہ نے لکھا اور اگر اس کو اپنے ظاہر پر محمول کیا جائے تو نہیں لازم آتا لکھنے اسم مبارک کے سے اس دن میں حالانکہ آپ خوب نہ لکھنا جانتے تھے یہ کہ لکھنے کے عالم ہوں اور امی نہ رہیں اس واسطے کہ بہت لوگ ایسے ہیں کہ لکھنا نہیں جانتے لیکن بعض لفظوں کی صورت کو پہچانتے ہیں اور ان کو اپنے ہاتھ سے خوب لکھنا جانتے ہیں خاص کر ناموں کو اور نہیں نکلتا وہ ساتھ اس کے امی ہونے سے مثل بہت بادشاہوں کے اور احتمال ہے کہ جاری ہوا ہو ہاتھ آپ ﷺ کا ساتھ لکھنے کے اس وقت اور حالانکہ آپ لکھنا نہیں جانتے تھے پس نکلا مکتوب موافق مراد کے پس ہوگا معجزہ دوسرا اس وقت میں خاص کر اور نہیں نکلتے ساتھ اس کے اپنے امی ہونے سے اور ساتھ اسی کے جواب دیا ہے ابوجعفر سمنانی نے جو ایک امام اصول کے ہیں اشاعرہ میں سے اور تابع ہوا ہے اس کا ابن جوزی اور کہا سہیلی نے کہ اس پر یہ شبہ آتا ہے کہ اندریں صورت حضرت ﷺ امی نہیں رہتے حالانکہ آپ امی ہیں اور سہیلی کے اس قول میں بڑی نظر ہے یعنی یہ قول اس کا ٹھیک نہیں ہے اور یہ جو کہا کہ جب مدت گزر گئی یعنی گزرنے کے قریب ہوئی اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نکلے تو ایک روایت میں ہے کہ جب چوتھا دن ہوا تو سہیل اور حویطب آپ ﷺ کے پاس آئے سو دونوں نے کہا کہ ہم تم کو اللہ کی قسم دیتے ہیں کہ تم ہماری زمین سے نکل جاؤ سو رد کیا اس پر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے تو حضرت ﷺ نے اس کو چپ کرایا اور کوچ کا حکم دیا اور حاکم کی روایت میں ہے کہ شاید حضرت ﷺ داخل ہوئے تھے اول دن میں پس نہ پورے ہوئے تین دن مگر بیچ مانند اس وقت کے چوتھے دن سے جس میں داخل ہوئے تھے

ساتھ تلفیق کے یعنی کچھ پہلے دن سے لیا اور کچھ چوتھے دن سے لے کر تیسرا دن پورا کیا اور حضرت ﷺ اول دن میں آئے تھے قریب آنے اس وقت کے اور حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا نام عمارہ تھا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے حمزہ رضی اللہ عنہ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بھائی بنایا تھا اور عمارہ حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی اپنی ماں کے ساتھ مکے میں تھی اور یہ جو اس نے کہا اے چچا! اے چچا! تو گویا اس نے خطاب کیا حضرت ﷺ کو اس کے ساتھ واسطے تعظیم آپ کی کے نہیں تو وہ حضرت ﷺ کے چچا کی بیٹی ہے یا بہ نسبت اس کے کہ اگرچہ نسبت میں آپ کے چچا کی بیٹی تھی لیکن حمزہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے دودھ شریک بھائی تھے اور تحقیق برقرار رکھا اس کو حضرت ﷺ نے اس کے اوپر ساتھ قول اس کے واسطے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کہ اپنی چچیری بہن کو لے اور یہ جو کہا کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ جھگڑے تو تھا جھگڑنا ان کا اس کے بعد کہ مدینے میں آئے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تجھ کو کس نے نکالا؟ کہا کہ ایک مرد نے آپ کے گھر والوں سے اور نہیں حکم کیا تھا حضرت ﷺ نے ساتھ نکلنے اس کی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ برقرار رکھا ان کو حضرت ﷺ نے اس کے لینے پر باوجودیکہ حضرت ﷺ نے مشرکین سے شرط کی تھی کہ مکے والوں میں کسی کو ساتھ نہ لے جائیں گے اگر کوئی نکلنا چاہے اس واسطے کہ انہوں نے اس کو طلب نہ کیا اور نیز پہلے گزر چکا ہے شروط میں اور آئندہ بھی آئے گا کہ مسلمان عورتیں اس عہد میں داخل نہیں تھیں لیکن اترا قرآن اس میں بعد پھرنے ان کے طرف مدینے کی اور ایک روایت میں ہے کہ جھگڑنے کے ساتھ ان کی آوازیں بلند ہوئیں سو حضرت ﷺ نیند سے جاگے اور یہ جو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری چچیری بہن ہے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میرے نکاح میں حضرت ﷺ کی بیٹی ہے اور وہ اس کی زیادہ تر حق دار ہے اور واسطے ہر ایک کے ان تینوں میں سے شبہ تھا رہے زید رضی اللہ عنہ پس واسطے بھائی ہونے کے جس کو ذکر کیا اور اس واسطے کہ اسی نے اس کو پہلے مکے سے نکالا تھا اور اسی طرح علی رضی اللہ عنہ پس اس واسطے کہ وہ اس کے چچیرے بھائی تھے اور اٹھایا اس کو ساتھ بیوی اپنی کے یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اور اسی طرح جعفر رضی اللہ عنہ پس اس واسطے کہ وہ اس کے چچیرے بھائی تھے اور اس کی خالہ ان کے نکاح میں تھی پس ترجیح پائے گی یہی جانب جعفر رضی اللہ عنہ کی ساتھ جمع ہونے قرابت مرد اور عورت کے اس سے سوائے دوسروں کے اور یہ جو کہا کہ خالہ یعنی ماں کی بہن بمقام ماں کے ہے یعنی اس حکم خاص میں اس واسطے کہ وہ قریب ہوتی ہے مہربانی اور شفقت میں اور ہے بیچ اس کے واسطے اس شخص کے کہ گمان کرتا ہے کہ خالہ وارث ہوتی ہے بھانجی کی اس واسطے کہ ماں وارث ہوتی ہے اور یہ جو ایک روایت میں ہے کہ خالہ ماں ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ بمقام ماں کے ہے نہ یہ کہ وہ حقیقی ماں ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ خالہ پرورش میں مقدم ہے پھوپھی پر اس واسطے کہ صفیہ عبدالمطلب کی بیٹی یعنی اس لڑکی کی پھوپھی اس وقت موجود تھیں اور جب مقدم کی گئی خالہ پھوپھی پر باوجودیکہ وہ قریب تر ہے سب عصبوں میں عورتوں میں سے تو مقدم ہوگی اس کے غیر پر بطریق اولیٰ اور لیا جاتا ہے

اس سے مقدم کرنا ماں کی قرابتوں کا باپ کی قرابتوں پر اور احمد سے روایت ہے کہ پھوپھی مقدم ہے خالہ پر پرورش میں اور جواب دیا گیا ہے اس قصے سے کہ پھوپھی نے پرورش طلب نہیں کی اور اگر کہا جائے کہ خالہ نے بھی طلب نہیں کی تو کہا جائے گا کہ اس کے خاوند نے تو طلب کی تھی پس جس طرح کہ جائز ہے واسطے قرابتی پروردوں کے یہ کہ منع کرے پروردہ کو جب کہ وہ نکاح کرے پس اسی طرح جائز ہے واسطے خاوند کے بھی کہ منع کرے اس کو لینے اس کے سے پس جب واقع ہوئی رضا تو ساقط ہوا حرج اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں تعظیم ناطہ جوڑنے کی ساتھ اس طور کے کہ واقع ہوا جھگڑا درمیان بڑوں کے بیچ پہنچنے کی طرف اس کے اور یہ کہ حاکم بیان کرے دلیل حکم کی واسطے جھگڑنے والے کے اور یہ کہ خصم اپنی حجت بیان کرے اور یہ کہ پرورش کرنے والی عورت جب نکاح کرے ساتھ قریبی پروردوں کے تو اس کی پرورش کا حق ساقط نہیں ہوتا جب کہ پرورش کی گئی عورت ہو واسطے لینے کے ساتھ ظاہر اس حدیث کے کہا ہے اس کو احمد نے اور نیز اس سے روایت ہے کہ نہیں فرق ہے درمیان عورت اور مرد کے اور نہیں شرط ہے کہ محرم ہو لیکن شرط ہے کہ ہو امن میں اور لڑکی کو شہوت نہ ہو اور نہیں ساقط ہوتا حق پرورش کا مگر جب کہ نکاح کرے اجنبی سے اور معروف شافعیہ اور مالکیہ سے شرط ہے ہونا خاوند کا دادا پروردوں کا اور جواب دیا ہے انہوں نے اس قصے سے بایں طور کہ پھوپھی نے پرورش طلب نہیں کی تھی اور یہ کہ راضی ہوا تھا خاوند ساتھ ٹھہرنے اس کی کے نزدیک اس کے اور ہر وہ شخص کہ طلب کی پرورش اس کی واسطے اس کے تھی نکاح میں پس ترجیح پائی جعفر کی جانب نے اس واسطے کہ اس نے اس کی خالہ سے نکاح کیا تھا اور یہ جو علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو میرا اور میں تیرا ہوں یعنی نسب میں اور دامادی میں اور پہلے مسلمان ہونے میں اور محبت میں اور سوائے اس کے اور نہیں مراد ہے محض قرابت نہیں تو جعفر رضی اللہ عنہ بھی اس میں ان کا شریک ہے اور یہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو میری صورت اور سیرت میں مشابہ ہے تو اس میں جعفر رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی اور صورت میں تو اور اصحاب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے یعنی جعفر رضی اللہ عنہ کے سوا اور بھی بہت اصحاب تھے جن کی صورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملتی تھی اور وہ دس سے زیادہ ہیں ان میں سے ہیں حسنین اور فاطمہ رضی اللہ عنہم اور لیکن مشابہ ہونا خصلت اور سیرت میں پس یہ خصوصیت ہے واسطے جعفر رضی اللہ عنہ کے مگر یہ کہ کہا جائے کہ حاصل ہوا ہے مثل اس کی واسطے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں وہ چیز ہے جو اس کو چاہتی ہے لیکن یہ صریح نہیں جیسا کہ جعفر رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہے اور یہ بڑی فضیلت ہے واسطے جعفر رضی اللہ عنہ کے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ﴿اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو ہمارا بھائی ہے یعنی ایمان میں اور ہمارا مولا ہے یعنی اس جہت سے کہ آپ نے اس کو آزاد کیا تھا اور پہلے گزر چکا ہے کہ مولیٰ قوم کا قوم میں سے ہے پس واقع ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خوش کرنا سب کے دلوں کا اگرچہ جعفر رضی اللہ عنہ کے واسطے حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی کا حکم کیا اور حاصل اس کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درحقیقت حکم

خالہ کے واسطے کیا تھا اور جعفر رضی اللہ عنہ تابع ہے واسطے اس کے اس واسطے کہ تھا وہ قائم بیچ طلب کرنے کے واسطے اس کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر وہ لڑکی ہمیشہ جعفر رضی اللہ عنہ کے پاس رہی یہاں تک کہ شہید ہوا سو وصیت کی جعفر رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ کی طرف پھر وہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس رہی یہاں تک کہ بالغ ہوئی سو علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے نکاح کیجیے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے اور رضاعت کی بحث نکاح کے ابتدا میں آئے گی۔ (فتح)

۳۹۲۱۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا سُرَیْجٌ حَدَّثَنَا فُلَیْحٌ ح وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَیْنِ بْنِ إِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنِیْ أَبِیْ حَدَّثَنَا فُلَیْحُ بْنُ سُلَیْمَانَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فَحَالَ کُفَّارُ قُرَیْشٍ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْبَیْتِ فَنَحَرَ هَدْیَهٗ وَحَلَقَ رَأْسَهٗ بِالْحُدَیْبِیَةِ وَقَاضَاهُمْ عَلٰی أَنْ یَّعْتَمِرَ الْعَامَ الْمُقْبِلَ وَلَا یَحْمِلَ سِلَاحًا عَلَیْهِمْ إِلَّا سُیُوْفًا وَّلَا یُقِیْمَ بِهَا إِلَّا مَا أَحَبُّوْا فَاعْتَمَرَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَدَخَلَهَا کَمَا کَانَ صَالَحَهُمْ فَلَمَّا أَنْ أَقَامَ بِهَا ثَلَاثًا أَمَرُوْهُ أَنْ یَّخْرُجَ فَخَرَجَ.

۳۹۲۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمرے کے واسطے نکلے تو کفار قریش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور خانے کعبے کے درمیان حائل ہوئے یعنی مانع ہوئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی ذبح کی اور اپنا سر منڈایا حدیبیہ میں اور صلح کی ان سے اس پر کہ آئندہ سال میں عمرہ کریں اور نہ اٹھائیں ان پر ہتھیار سوائے تلواروں کے (اپنے غلافوں میں) اور نہ ٹھہریں اس میں مگر جتنا مکے والے چاہیں یعنی تین دن سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ سال میں عمرہ کیا سو داخل ہوئے مکے میں جس طرح ان سے صلح کی تھی سو جب اس میں تین دن ٹھہرے تو کفار مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہمارے شہر سے نکلو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے سے نکلے۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے بیان اس کا براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اور مسلم کی روایت میں ہے کہ کفار مکہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ پچھلا دن ہے تیرے ساتھی کی شرط سے سو اس سے کہہ کہ یہاں سے نکل تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے۔

۳۹۲۲۔ حَدَّثَنِیْ عُثْمَانُ بْنُ أَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ الْمَسْجِدَ فَإِذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا جَالِسٌ إِلٰی حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ قَالَ کَمِ اعْتَمَرَ النَّبِیُّ

۳۹۲۲۔ حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ میں عروہ کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا سو اچانک میں نے دیکھا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے پاس بیٹھے ہیں پھر عروہ نے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کیے ہیں؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ چار ایک ان میں سے رجب میں تھا پھر ہم نے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعًا ثُمَّ سَمِعْنَا اسْتِنَانَ عَائِشَةَ قَالَ عُرْوَةُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَلَا تَسْمَعِيْنَ مَا يَقُوْلُ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ فَقَالَتْ مَا اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمْرَةً إِلَّا وَهُوَ شَاهِدُهٗ وَمَا اعْتَمَرَ فِيْ رَجَبٍ قَطُّ.

عائشہ رضی اللہ عنہا کی مسواک کرنے کی آواز سنی، عروہ نے کہا اے ماں مسلمانوں کی کیا تم نہیں سنتی ہو جو ابو عبدالرحمٰن (یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے ایک ان کا رجب میں تھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عمرہ نہیں کیا مگر کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس میں حاضر تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب کے مہینے میں کبھی عمرہ نہیں کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عمرے کے ابواب میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۳۹۲۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ سَمِعَ ابْنَ أَبِيْ أَوْفٰى يَقُوْلُ لَمَّا اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَرْنَاهُ مِنْ غِلْمَانِ الْمُشْرِكِيْنَ وَمِنْهُمْ أَنْ يُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۹۲۳۔ حضرت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا یعنی عمرۃ القضا تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکوں سے اور ان کے لڑکوں سے پردہ کیا اس خوف سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دیں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ جب مکے میں آئے تو خانے کعبے کا طواف کیا سو ہم آپ پر پردہ کرتے تھے بیوقوفوں اور لڑکوں سے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرے کا احرام باندھا اور ہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرے کا احرام باندھا سو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں داخل ہوئے تو طواف کیا سو ہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طواف کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفا اور مروہ پر آئے اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے (اور سب نے صفا اور مروہ کی سعی کی) کہا اور تھے ہم پردہ کرتے آپ کو اہل مکہ سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی آپ کو تیر مارے۔ (فتح)

۳۹۲۴۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهٗ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ إِنَّهٗ يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ وَفْدٌ وَّهَنَهُمْ حُمّٰى يَثْرِبَ وَأَمَرَهُمُ

۳۹۲۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ مکے میں آئے یعنی عمرہ قضا میں تو مشرکوں نے کہا کہ تحقیق شان یہ ہے کہ تم پر ایک قوم آئی ہے جن کو مدینے کے بخار نے دبلا اور سست کر ڈالا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ تین پھیروں میں جلدی چلیں کندھے ہلا کر اور دونوں رکنوں کے درمیان معمولی چال سے

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ وَأَنْ يَمْشُوا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ وَلَمْ يَمْنَعْهُ أَنْ يَأْمُرَهُمْ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِبْقَاءُ عَلَيْهِمْ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَزَادَ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَامِهِ الَّذِي اسْتَأْمَنَ قَالَ ارْمُلُوْا لِيَرَى الْمُشْرِكُوْنَ قُوَّتَهُمْ وَالْمُشْرِكُوْنَ مِنْ قِبَلِ قُعَيْقِعَانَ.

چلیں یعنی یمانی رکنوں کے درمیان اور نہ منع کیا آپ کو کسی چیز نے یہ کہ حکم دیں ان کو جلدی چلنے کا سب پھیروں میں مگر شفقت کرنے نے اوپر ان کے اور زیادہ کیا ہے ابن سلمہ نے ایوب سے اس نے روایت کی سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سال میں جس میں امان مانگی تو فرمایا کہ پہلوانوں کی طرح جلد چلو تا کہ مشرکین اصحاب کی قوت کو دیکھیں اور مشرکین قعیقعان (ایک پہاڑ ہے مکہ میں) کی طرف تھے۔

فائدہ: اور ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے کہ جب اصحاب دونوں رکنوں کے درمیان مشرکین سے چھپتے تھے تو اپنی معمولی چال چلتے تھے اور جب مشرکین ان پر جھانکتے تھے تو جلدی چلتے تھے کندھے ہلا کر جیسے پہلوان چلتے ہیں اور آئندہ آتا ہے کہ مشرکین قعیقعان کی طرف تھے اور وہ بلند ہوتا ہے دونوں شامی رکنوں پر اور جو اس پر تھا وہ نہ دیکھ سکتا تھا اس کو جو دونوں یمانی رکنوں کے درمیان تھا اور مسلم کی ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مشرکین نے کہا کہ تم نے گمان کیا تھا کہ بخار نے ان کو سست کر ڈالا ہے البتہ یہ لوگ قوی تر اور مضبوط ہیں۔ (فتح)

۳۹۲۵۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّمَا سَعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِيْنَ قُوَّتَهُ.

۳۹۲۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جلدی چلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانے کعبے کے طواف میں اور درمیان صفا اور مروہ کے تا کہ مشرکوں کو اپنی قوت دکھائیں۔

۳۹۲۶۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَبَنَى بِهَا وَهُوَ حَلَالٌ وَمَاتَتْ بِسَرِفَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَزَادَ ابْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِيْ نَجِيْحٍ

۳۹۲۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم احرام باندھے تھے اور بنا کی یعنی خلوت کی ساتھ اس کے اور حالانکہ حلال تھے یعنی احرام میں نہ تھے اور فوت ہوئیں میمونہ رضی اللہ عنہا سرف میں اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نکاح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے عمرہ قضا میں۔

وَأَبَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَطَآءٍ وَّمُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُوْنَةَ فِيْ عُمْرَةِ الْقَضَآءِ.

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح میمونہ رضی اللہ عنہا سے کیا تھا اور ابو الاسود کی مغازی میں عروہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر رضی اللہ عنہ کو میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا تا کہ اس سے نکاح کا پیغام کریں تو میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنی طرف سے عباس رضی اللہ عنہ کو اختیار دیا اور اس کی بہن ام الفضل رضی اللہ عنہا عباس رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی تو عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا نکاح کر دیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سرف (ایک جگہ کا نام ہے) میں اس کے ساتھ بنا کی اور اللہ کی تقدیر سے اس کے بعد سرف ہی میں فوت ہوئیں اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ابو رہم کے نکاح میں تھی۔ (فتح)

بَابُ غَزْوَةِ مُؤْتَةَ مِنْ أَرْضِ الشَّامِ. باب ہے بیان میں جنگ موتہ کے شام کی زمین سے۔

فائدہ: ابن اسحاق نے کہا کہ موتہ ایک جگہ کا نام ہے قریب بلقاء کے اور اس کے غیر نے کہا کہ وہ دو منزلوں پر ہے بیت المقدس سے اور کہتے ہیں کہ اس کا سبب یہ ہے کہ شرحبیل بن عمرو غسانی نے اور وہ بادشاہ روم کی طرف سے شام پر حاکم تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی کو مار ڈالا جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بصریٰ کی طرف بھیجا تھا اور ایلچی کا نام حارث تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ہزار آدمی کا لشکر تیار کر کے اس کی طرف بھیجا آٹھویں سال ہجری میں (فتح) اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ان پر سردار کیا۔

۳۹۲۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ أَبِيْ هِلَالٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَقَفَ عَلٰى جَعْفَرٍ يَوْمَئِذٍ وَهُوَ قَتِيْلٌ فَعَدَدْتُ بِهِ خَمْسِيْنَ بَيْنَ طَعْنَةٍ وَضَرْبَةٍ لَيْسَ مِنْهَا شَيْءٌ فِيْ دُبُرِهِ يَعْنِيْ فِيْ ظَهْرِهِ.

۳۹۲۷۔ حضرت ابن ابی ہلال سے روایت ہے کہ خبر دی مجھ کو نافع رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو خبر دی کہ وہ کھڑے ہوئے اس دن جعفر رضی اللہ عنہ پر اور وہ شہید کیا گیا تھا سو میں نے اس کے بدن پر نیزے اور تلوار کے پچاس زخم گنے کوئی زخم ان میں سے اس کی پیٹھ پر نہ تھا ان میں سے کوئی زخم بیچ حالت پیٹھ دینے کے بلکہ سب زخم سامنے آنے کی حالت میں تھے۔

فائدہ: یہ جو کہا اور خبر دی مجھ کو نافع نے تو یہ معطوف ہے محذوف چیز پر اور تائید کرتا ہے محذوف ہونے پر اس کا قول کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس دن جعفر رضی اللہ عنہ پر کھڑے ہوئے اور حالانکہ نہیں گزرا ہے اس سے پہلے اشارہ جنگ موتہ کی طرف اور میں نہیں دیکھتا کہ کسی شارح نے اس پر تنبیہ کی ہے سو میں نے اس کو تلاش کیا یہاں تک کہ اس کی مراد کھولی پس پایا میں نے باب جامع الشہادتین میں سعید بن منصور کی سنن میں سعید بن ابی ہلال سے کہ اس کو خبر پہنچی کہ ابن رواحہ

پس ذکر کیا شعر اس کا کہا اس نے پس جب مسلمان کافروں سے ملے تو لیا جھنڈے کو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے سو وہ لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہوا پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈے کو لیا وہ بھی شہید ہوا پھر جھنڈے کو ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے لیا وہ بھی شہید ہوا پھر جھنڈے کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لیا اور پھرا ساتھ مسلمانوں کے حمیت پر اور واقد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مشرکوں کو تیروں سے مارا یہاں تک کہ اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی اور کافروں کو شکست دی کہا ابن ابی ہلال نے اور خبر دی مجھ کو نافع نے پس ذکر کی یہ روایت جس کو بخاری نے روایت کیا ہے اور اس کے آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا سعید بن ابی ہلال نے اور مجھ کو خبر پہنچی کہ البتہ دفنائے گئے اس دن جعفر رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہ ایک قبر میں یعنی پس معلوم ہوا کہ محذوف یہ سارا قصہ ہے جو سنن سعید میں ہے۔ (فتح)

۳۹۲۸۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ مُؤْتَةَ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ قُتِلَ زَيْدٌ فَجَعْفَرٌ وَّإِنْ قُتِلَ جَعْفَرٌ فَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كُنْتُ فِيهِمْ فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ فَالْتَمَسْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَوَجَدْنَاهُ فِي الْقَتْلٰى وَوَجَدْنَا مَا فِي جَسَدِهٖ بِضْعًا وَّتِسْعِيْنَ مِنْ طَعْنَةٍ وَّرَمْيَةٍ.

۳۹۲۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ موتہ میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو سردار کیا سو فرمایا کہ اگر زید رضی اللہ عنہ مارا جائے تو جعفر رضی اللہ عنہ سردار ہے اور اگر جعفر رضی اللہ عنہ بھی مارا جائے تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سردار ہے عبداللہ نے کہا کہ میں بھی اس جنگ میں ان کے ساتھ تھا سو ہم نے جعفر رضی اللہ عنہ کو تلاش کیا یعنی بعد اس کے کہ مارا گیا سو ہم نے اس کو مقتولوں میں پایا اور پائے ہم نے اس کے بدن میں چند اور نوے زخم نیزے اور تیر کے۔

فائدہ: احمد اور نسائی کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امیروں کا لشکر بھیجا اور فرمایا کہ تمہارا سردار زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہے اور اگر زید رضی اللہ عنہ شہید ہو تو جعفر رضی اللہ عنہ سردار ہے پس ذکر کیا ساری حدیث اور بخاری نے اس حدیث کو یہاں مختصر بیان کیا ہے اور پوری روایت یوں ہے کہ پس وہ دشمن سے ملے تو زید رضی اللہ عنہ نے جھنڈے کو لیا سو وہ لڑا یہاں تک کہ مارا گیا پھر اس کو جعفر رضی اللہ عنہ نے لیا اور ابوداؤد کی حدیث میں بنی مرہ کے ایک مرد سے روایت ہے کہا قسم ہے اللہ کی جیسے میں دیکھتا ہوں جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو کہ اپنے گھوڑے سے گرا سو اس کی کونچیں کاٹ ڈالی گئیں پھر لڑا یہاں تک کہ مارا گیا پھر لیا جھنڈے کو ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے پھر اپنے گھوڑے پر آگے بڑھا پھر اتر کر لڑا یہاں تک کہ مارا گیا پھر لیا جھنڈے کو ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہ نے اور کہا کہ صلاح کر کے کسی کو سردار بناؤ لوگوں نے اس کو کہا کہ تم ہی

سردار بن جاؤ اس نے کہا نہ پھر مشورہ کر کے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سردار بنایا اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ جب عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ شہید ہوا تو ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا گیا اس نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دیا اور کہا کہ تم مجھ سے لڑائی کو زیادہ جانتے ہو اور یہ جو کہا کہ جعفر رضی اللہ عنہ کے بدن پر چند اور نوے زخم تھے تو یہ ظاہرا مخالف ہے پہلی روایت کے کہ اس کے بدن پر پچاس زخم تھے اور تطبیق یہ ہے کہ عدد کے واسطے کبھی مفہوم نہیں ہوتا یا زیادتی باعتبار اس چیز کے ہے کہ پائے گئے اس میں تیروں کے زخم سے اس واسطے کہ یہ پہلی میں مذکور نہیں یا پچاس مقید ہیں ساتھ ہونے ان کے اس طور سے کہ کوئی زخم ان میں سے اس کی پیٹھ پر نہ تھا پس کبھی ہوتے ہیں باقی اس کے باقی بدن میں اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس نے پیٹھ پھیری ہو اور یہ محمول ہے اس پر کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تیر اس کے پیچھے کی طرف سے آئے یا دونوں طرف سے لیکن تائید کرتا ہے پہلے احتمال کی جو معمر کی روایت میں ہے کہ سب زخم اس کی اگلی طرف میں تھے اور یہ جو کہا کہ کوئی زخم ان میں سے اس کی پیٹھ پر نہ تھا تو اس میں بیان ہے بہت دلاوری اس کی کا اور سامنے ہونے اس کے کا طرف کافروں کی یعنی ایسا بہادر تھا کہ کافروں کے سامنے رہا کہ اس نے جنگ میں پیٹھ نہیں پھیری۔ (فتح)

۳۹۲۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى زَيْدًا وَّجَعْفَرًا وَّابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَّأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتّٰى أَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ.

۳۹۲۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو زید رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کے مرنے کی خبر دی پہلے اس سے کہ ان کی خبر آئے کہ لیا جھنڈے کو زید رضی اللہ عنہ نے سو وہ شہید ہوا پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈے کو لیا سو وہ بھی شہید ہوا پھر لیا جھنڈے کو ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے سو وہ بھی شہید ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو جاری تھے یہاں تک کہ لیا جھنڈے کو ایک تلوار نے اللہ کی تلواروں میں سے یہاں تک کہ اللہ نے ان کو فتح نصیب کی۔

فائدہ: ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ پھر لیا جھنڈے کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اور نہ تھا وہ سرداروں سے اور وہ اپنے نفس کا سردار تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی وہ ایک تلوار ہے تیری تلواروں میں سے سو تو اس کی مدد کرے گا سو اسی دن سے خالد رضی اللہ عنہ کا نام سیف اللہ رکھا گیا یعنی اللہ کی تلوار اور ایک روایت میں ہے کہ پھر لیا جھنڈے کو سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سو اللہ نے ان کو فتح دی اور ایک روایت میں ہے پھر لیا جھنڈے کو خالد رضی اللہ عنہ نے سرداری کے بغیر اور مراد نفی اس بات کی ہے کہ اس کا نام کھول کر نہیں لیا گیا تھا نہیں تو تحقیق ثابت ہو چکا ہے کہ سب

لشکر نے اس کی سرداری پر اتفاق کیا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ان کو یہ بات خوش نہ لگی کہ وہ ان کے پاس ہوتے واسطے اس کے کہ دیکھی انہوں نے فضیلت شہادت کی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر حضرت ﷺ نے جعفر رضی اللہ عنہ کی اولاد کو تین دن مہلت دی پھر ان کو بلایا اور کہا کہ آج کے بعد میرے بھائی پر نہ رونا پھر حضرت ﷺ نے اس کے بیٹوں کو منگوایا اور ان کے سر منڈائے پھر ان کے واسطے دعا کی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردے کے مرنے کی خبر دینی جائز ہے اور نہیں ہوتی یہ اس نعی سے جس سے منع کیا گیا ہے اور اس کی تقریر جنازے میں گزر چکی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے معلق کرنا سرداری کا ساتھ شرط کے اور والی کرنا چند سرداروں کا ساتھ ترتیب کے اور اختلاف ہے اس میں کہ کیا منعقد ہوتی ہے سرداری فی الحال یا نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ وہ فی الحال منعقد ہو جاتی ہے لیکن ساتھ شرط ترتیب کے اور بعض کہتے ہیں کہ منعقد ہوتی ہے واسطے ایک غیر معین کے اور متعین ہوتی ہے واسطے اس کے جس کو معین کرے امام ساتھ ترتیب کے اور بعض کہتے ہیں کہ فقط پہلے کے واسطے منعقد ہوتی ہے اور لیکن دوسرا پس بطریق اختیار کے ہے اور اختیار امام کا مقدم ہے اس کے غیر پر اس واسطے کہ وہ عام لوگوں کی بھلائی کو خوب پہچانتا ہے اور یہ کہ جائز ہے خود بخود سردار بننا لڑائی میں بغیر سردار بنانے کے کہا طحاوی نے یہ اصل ہی لیا جاتا ہے اس سے کہ واجب ہے مسلمانوں پر یہ کہ آگے کریں ایک مرد کو جب کہ امام حاضر نہ ہو کہ اس کی جگہ میں قائم ہو یہاں تک کہ حاضر ہو اور اس میں جائز ہونا اجتہاد کا ہے حضرت ﷺ کے زمانے میں اور اس میں نشانی ظاہر ہے پیغمبری کی نشانیوں سے اور فضیلت ظاہر ہے واسطے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے اور واسطے اس کے جو مذکور ہے اصحاب سے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے ان کے مرنے کی خبر دی تو ذکر کیا ہے موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں کہ یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ جنگ موتہ والوں کی خبر لایا تو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ اگر تو چاہے تو مجھ کو خبر دے اور اگر تو چاہے تو میں تجھ کو خبر دیتا ہوں یعلی نے کہا کہ آپ مجھ کو خبر دیجیے حضرت ﷺ نے اس کو ان کی خبر دی تو اس نے کہا کہ قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا کہ آپ نے ان کی حدیث سے ایک حرف نہ چھوڑا اور کہتے ہیں کہ جنگ موتہ میں کافر ایک لاکھ تھے۔ (فتح)

۳۹۳۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَتْنِي عَمْرَةُ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ لَمَّا جَآءَ قَتْلُ ابْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

۳۹۳۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ابن حارثہ رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے مرنے کی خبر آئی تو حضرت ﷺ مسجد میں بیٹھے غمناک معلوم ہوتے تھے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور میں دروازے کے سوراخ سے دیکھتی تھی سو ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! جعفر کی عورتیں نوحہ کر کے روتی ہیں حضرت ﷺ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرَفُ فِيْهِ الْحُزْنُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَأَنَا أَطَّلِعُ مِنْ صَائِرِ الْبَابِ تَعْنِيْ مِنْ شَقِّ الْبَابِ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ أَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ نِسَآءَ جَعْفَرٍ قَالَ وَذَكَرَ بُكَآئَهُنَّ فَأَمَرَهُ أَنْ يَّنْهَاهُنَّ قَالَ فَذَهَبَ الرَّجُلُ ثُمَّ أَتٰى فَقَالَ قَدْ نَهَيْتُهُنَّ وَذَكَرَ أَنَّهُ لَمْ يُطِعْنَهُ قَالَ فَأَمَرَ أَيْضًا فَذَهَبَ ثُمَّ أَتٰى فَقَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ غَلَبْنَنَا فَزَعَمَتْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاحْثُ فِيْ أَفْوَاهِهِنَّ مِنَ التُّرَابِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ أَرْغَمَ اللّٰهُ أَنْفَكَ فَوَاللّٰهِ مَا أَنْتَ تَفْعَلُ وَمَا تَرَكْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَنَآءِ.

نے اس کو حکم دیا کہ ان کو منع کرے سو وہ مرد گیا پھر آیا سو کہا کہ البتہ میں نے ان کو منع کیا تھا وہ کہنا نہیں مانتیں حضرت ﷺ نے اس کو پھر حکم دیا کہ ان کو جا کر منع کرے وہ گیا پھر آیا اور کہا قسم ہے اللہ کی البتہ عورتیں ہم پر غالب ہو گئیں یعنی رونے سے باز نہیں آتی ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جا ان کے منہ میں خاک ڈال دے عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے کہا اللہ تیرے ناک کو خاک آلود کرے سو قسم ہے اللہ کی تو نہیں کہ کرے جو تجھ کو حضرت ﷺ نے حکم دیا اور نہیں چھوڑا تو نے حضرت ﷺ کو رنج سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جب ابن حارثہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کے مرنے کی خبر آئی تو احتمال ہے کہ ہو مراد آنا خبر کا اوپر زبان قاصد کے جو لشکر کے نزدیک سے آیا اور احتمال ہے کہ مراد آنا خبر کا ہو جبرئیل علیہ السلام کی زبان پر جیسے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث انس رضی اللہ عنہ کی جو اس سے پہلے ہے اور یہ جو کہا کہ غمناک معلوم ہوتے تھے یعنی اس واسطے کہ ڈالی ہے اللہ نے آپ میں رحمت اور یہ قضا کے ساتھ راضی ہونے کو مخالف نہیں اور اس سے لیا جاتا ہے کہ ظاہر ہونا غم کا آدمی پر جب کہ اس کو کوئی مصیبت پہنچے نہیں نکالتا اس کو صابر اور راضی ہونے سے جب کہ اس کا دل بااطمینان ہو بلکہ کبھی کہا جاتا ہے کہ جو مصیبت کے ساتھ غمناک اور برانگیختہ ہو اور اپنے نفس کو رضا اور صبر پر مجبور کرے تو اس کا درجہ بلند تر ہے اس سے جو نہ پرواہ کرے ساتھ واقع ہونے مصیبت کے بالکل اشارہ کیا ہے اس کی طرف طبری نے اور جعفر رضی اللہ عنہ کی عورتوں سے مراد اس کی بیویاں نہیں اس واسطے کہ اسماء بنت عمیس کے سوائے اس کے اور کوئی بیوی نہ تھی بلکہ مراد وہ عورتیں ہیں جو اس کی طرف منسوب تھیں اور یہ جو کہا کہ عورتیں ہم پر غالب ہوگئیں یعنی بیچ نہ بجا لانے حکم حضرت ﷺ کے اور یہ اس واسطے ہے کہ یا تو نہیں تصریح کی تھی اس نے واسطے ان کے ساتھ نہی شارع کے اس سے سو محمول کیا عورتوں نے اس کے امر کو وہ اپنی طرف سے کہتا ہے یا محمول کیا انہوں نے امر کو تنزیہ پر سو بدستور وہ روتی رہیں یا اس واسطے کہ وہ شدت مصیبت کی وجہ سے نہ قادر ہوئیں اوپر ترک کرنے رونے کے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ

ہے کہ نہی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوئی ہے اس قدر سے جو زائد ہے محض رونے پر مانند نوحہ کرنے کی اور مثل اس کی اسی واسطے حکم دیا اس مرد کو ساتھ تکرار نہی کے اور بعید جانا ہے اس کو بعضوں نے اس جہت سے کہ صحابیہ عورتیں نہیں دائم رہتی ہیں حرام کام پر بعد تکرار نہی کے اور شاید انہوں نے نوحہ کرنا چھوڑ دیا ہوگا اور تھی غرض اس مرد کی اکھاڑنا مادے کا جڑ سے سو انہوں نے اس کا کہا نہ مانا لیکن قول حضرت ﷺ کا کہ ان کے منہ میں خاک ڈال دو دلالت کرتا ہے کہ وہ بدستور روتی رہیں اور قائم رہیں حرام کام پر اور یہ جو کہا کہ نہیں چھوڑا تو نے حضرت ﷺ کو تو مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ ہے کہ وہ مرد اس پر قادر نہیں اور جب قادر نہیں تو اس نے رنج دیا اپنے آپ کو اور جس کو مخاطب کرتا ہے ایک چیز میں جس کے دور کرنے پر قادر نہیں اور شاید مرد نے امر سے وجوب نہ سمجھا کہا قرطبی نے کہ نہ تھا حکم واسطے مرد کے ساتھ اس کے اپنی حقیقت پر لیکن تقدیر اس کی یہ ہے کہ اگر تو اس پر قادر ہو تو یہ ان کو چپ کرا دے گا اگر تو اس کو کرے نہیں تو نرمی کرنی اولیٰ ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے عقاب کرنا اس شخص پر جو منع کیا جائے برے کام سے اور وہ اس سے باز نہ آئے بلکہ اس پر اڑا ہی جائے ساتھ اس چیز کے کہ اس کے لائق ہو اور کہا نووی نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی کلام کے معنی یہ ہیں کہ تو قاصر ہے قائم ہونے سے ساتھ اس چیز کے کہ حکم دیا تجھ کو حضرت ﷺ نے عورتوں کے منع کرنے سے پس لائق ہے کہ خبر دے تو حضرت ﷺ کو ساتھ قصور اپنے کے اس سے کہ مجھ سے یہ کام نہیں ہوسکتا تا کہ حضرت ﷺ دوسرے کو بھیجیں اور تو رنج سے آرام پائے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں بیان کرنا اس چیز کا کہ وہ اولیٰ ہے ساتھ مصیبت زدہ شکلوں کے اور مشروع ہونا ماتم پرسی کا ہے اوپر شکل اس کی کے اور لازم کرنا آرام اور ثابت ہونے کا اور اس میں جواز نظر اس شخص کی کا ہے جس کے شان سے محجوب ہونا ہے دروازے کے سوراخ سے اور لیکن عکس اس کا پس ممنوع ہے اور اس میں اطلاق دعا کا ہے ساتھ ایسے لفظ کے کہ نہ قصد کرے داعی واقع ہونے اس کے کو ساتھ اس شخص کے جس پر دعا کی اس واسطے کہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ اللہ تیری ناک کو خاک آلود کرے مراد اس سے اس کی حقیقت نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جاری ہوئی ہے عادت عرب کی ساتھ بولنے اس لفظ کے بیچ جگہ خندہ زنی کے ساتھ اس شخص کے کہ کہا جاتا ہے واسطے اس کے اور وجہ مناسبت کی بیچ قول حضرت ﷺ کے کہ ان کے مونہوں میں خاک ڈال دے سوائے ان کی آنکھوں کے باوجودیکہ محل رونے کا آنکھیں ہیں اشارہ ہے کہ نہیں واقع ہوئی ہے نہی محض رونے سے بلکہ قدر زائد سے اوپر اس کے چلانے اور نوحہ کرنے سے۔ (فتح)

۳۹۳۱۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَيَّا ابْنَ

۳۹۳۱۔ حضرت عامر سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دستور تھا کہ جب جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو سلام کرنے کا ارادہ کرتے تھے تو کہتے تھے سلام تجھ پر اے بیٹے دو پر والے کے۔

جَعْفَرٍ قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ.

فائدہ: پہلے گزر چکی ہے شرح اس کی جعفر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں اور یہ کہ وہ دونوں پر اس کو اس کے دونوں ہاتھوں کے کٹ جانے کے بدلے میں ملے تھے جنگ موتہ میں جب کہ لیا اس نے جھنڈے کو اپنے دائیں ہاتھ سے سو وہ کٹ گیا پھر اس نے اس کو اپنے بائیں ہاتھ سے لیا وہ بھی کٹ گیا اور یہ کہ روایت کی ہے نسفی نے بخاری سے کہ ہر دو طرف والے کو جناح کہا جاتا ہے اور یہ کہ اشارہ کیا اس نے کہ پر اس قصے میں اپنے ظاہر پر نہیں کہا سہیلی نے کہ نہیں مراد ہے جَنَاحَانِ سے دو پر مانند دو پر پرندے کے جیسے کہ سبقت کرتا ہے وہم اس کی طرف اس واسطے کہ آدمی کی صورت سب صورتوں سے اشرف اور اکمل ہے پس مراد ساتھ جناحین کے صفت ملکی اور قوت روحانی ہے جو جعفر رضی اللہ عنہ کو ملی تھی اور تحقیق تعبیر کی ہے قرآن کے عضد سے ساتھ جناح کے واسطے توسع کے بیچ اس آیت کے ﴿وَاضْمُمْ إِلَيْكَ جَنَاحَكَ﴾ کہا علماء نے فرشتوں کے پروں میں کہ وہ صفتیں ہیں ملکی نہیں سمجھی جاتی ہیں مگر ساتھ معائنہ کے پس تحقیق ثابت ہو چکا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام کے چھ سو پر ہیں اور نہیں معلوم ہے کہ کسی جانور پرندے کے تین پر ہوں چہ جائیکہ اس سے زیادہ ہوں اور جب کہ نہیں ثابت ہوئی کوئی حدیث ان کی کیفیت کے بیان میں تو ہم ان کے ساتھ ایمان لاتے ہیں بغیر بحث کرنے کے ان کی حقیقت سے انتہی۔ اور یہ قول سہیلی کا ہم نہیں مانتے اور جو اس نے علماء سے نقل کیا ہے وہ دلالت میں صریح نہیں واسطے اس چیز کے کہ دعویٰ کیا ہے اس نے یعنی اس کے دعویٰ میں صریح نہیں اور نہیں ہے کوئی مانع حمل کرنے سے ظاہر پر مگر اسی جہت سے کہ ذکر کیا ہے اس کو معہود سے اور وہ قبیل قیاس کرنے غائب کے سے ہے حاضر پر اور یہ ضعیف ہے اور آدمی کی صورت کا سب صورتوں سے افضل ہونا نہیں منع کرتا محمول کرنے خبر کے کو اس کے ظاہر پر اس واسطے کہ صورت آدمی کی باقی ہے پر ہونے کی حالت میں اور تحقیق روایت کی ہے بیہقی نے دلائل میں مرسل عاصم بن عمرو سے کہ جعفر رضی اللہ عنہ کے دو پر یاقوت کے ہیں اور جبرئیل علیہ السلام کے پروں کے حق میں ہے کہ وہ موتیوں کے ہیں روایت کیا ہے اس کو ابن مندہ نے ورقہ کے ترجمے میں۔ (فتح)

۳۹۳۲۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ يَقُوْلُ لَقَدِ انْقَطَعَتْ فِيْ يَدِيْ يَوْمَ مُؤْتَةَ تِسْعَةُ أَسْيَافٍ فَمَا بَقِيَ فِيْ يَدِيْ إِلَّا صَفِيْحَةٌ يَمَانِيَةٌ.

۳۹۳۲۔ حضرت قیس بن ابی حازم سے روایت ہے کہ میں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سنا کہتے تھے کہ البتہ جنگ موتہ کے دن میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں سو نہ باقی رہی میرے ہاتھ میں مگر ایک تلوار یمنی۔

۳۹۳۳۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا

۳۹۳۳۔ حضرت قیس سے روایت ہے کہ میں نے خالد بن

يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ قَالَ سَمِعْتُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ يَقُوْلُ لَقَدْ دُقَّ فِيْ يَدِيْ يَوْمَ مُؤْتَةَ تِسْعَةُ أَسْيَافٍ وَّصَبَرَتْ فِيْ يَدِيْ صَفِيْحَةٌ لِّيْ يَمَانِيَةٌ.

ولید رضی اللہ عنہ کو سنا کہتے تھے کہ البتہ جنگ موتہ کے دن میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں اور صبر کیا میرے ہاتھ میں ایک تلوار یمنی نے۔

فائدہ: اور یہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ مسلمانوں نے اس میں بہت مشرکوں کو قتل کیا تھا اور تحقیق روایت کی ہے احمد اور ابوداؤد نے عوف بن مالک کی حدیث سے کہ ایک یمنی مرد نے اس جنگ میں اس کا ساتھ دیا اس نے ایک رومی کو مارا اور اس کا اسباب لیا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ اسباب بہت ہے اس نے اس سے چھین لیا اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خالد رضی اللہ عنہ کی شکایت کی سو یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ تھا یہ معاملہ اس کے بعد کہ قائم ہوا خالد رضی اللہ عنہ سرداری کے ساتھ اور یہ ترجیح دیتا ہے اس کو کہ نہیں اقتصار کیا خالد رضی اللہ عنہ نے اوپر اکٹھے کرنے مسلمانوں کے اور ان کے چھڑانے کے بلکہ اپنے ہاتھ سے لڑے پس ممکن ہے تطبیق کما تقدم یعنی پہلے خالد رضی اللہ عنہ نے کافروں پر حملہ کیا کافروں کو شکست ہوئی خالد رضی اللہ عنہ نے ان کا پیچھا نہ کیا بلکہ مسلمانوں کو اکٹھا کر کے پیچھے پھیرنے کو غنیمت سمجھا۔

٣٩٣٤ـ حَدَّثَنِيْ عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أُغْمِيَ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ فَجَعَلَتْ أُخْتُهٗ عَمْرَةُ تَبْكِيْ وَا جَبَلَاهُ وَا كَذَا وَا كَذَا تُعَدِّدُ عَلَيْهِ فَقَالَ حِيْنَ أَفَاقَ مَا قُلْتِ شَيْئًا إِلَّا قِيْلَ لِيْ آنْتَ كَذٰلِكَ.

۳۹۳۴۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بیماری کی شدت سے بیہوشی ہوئی تو اس کی بہن عمرہ نے رونا شروع کیا کہتی تھی اے پہاڑ! اے ایسے! اے ایسے! اس کی صفتیں گنتی تھی جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے کہ نہیں کہی تو نے کوئی چیز مگر کہ مجھ کو کہا گیا کہ کیا تو ایسا ہے؟۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بیمار پرسی کو گئے اس کو بیہوشی ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی! اگر اس کی موت قریب ہے تو اس کی موت کو اس پر آسان کر نہیں تو اس کو شفا دے اس نے بیماری سے کچھ خفت پائی سو کہا کہ فرشتے نے ایک لوہے کا گرز اٹھایا اور کہتا تھا کہ کیا تو اس طرح ہے؟ اگر میں ہاں کہتا تو ریزہ ریزہ کر ڈالتا مجھ کو ساتھ اس کے۔ اور ابونعیم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے سو اس نے اس کو اپنے اوپر رونے سے منع کیا اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگا نکتہ بیچ اس کے قول کے دوسری روایت میں کہ جب وہ مر گیا تو وہ اس پر بالکل نہ روئی واسطے بجا لانے اس کے حکم کے اور ساتھ اس زیادتی کے یعنی جب وہ مر گیا تو اس پر بالکل نہ روئی ظاہر ہوگا نکتہ بیچ داخل کرنے اس حدیث کے اس باب میں اور باوجہ ہوگا رد اس شخص پر جو کہتا ہے کہ نہیں مناسبت ہے واسطے داخل کرنے اس

حدیث کے اس باب میں اس واسطے کہ عبداللہ کا مرنا اس بیماری میں نہ تھا۔ (فتح)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ أُغْمِيَ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ بِهٰذَا فَلَمَّا مَاتَ لَمْ تَبْكِ عَلَيْهِ.

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بیہوشی ہوئی پھر یہی مضمون بیان کیا (جو پہلی حدیث میں ہے اور زیادہ کیا) سو جب وہ مر گیا تو اس کی بہن اس پر نہ روئی۔

بَابُ بَعْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ إِلَى الْحُرُقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ.

باب ہے بیان میں بھیجنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو طرف حرقات کی کہ ایک قبیلہ ہے قوم جہینہ میں سے۔

فائدہ: حرقات منسوب ہے طرف حرقہ کی اور اس کا نام جہیش بن عامر ابن ثعلبہ بن مودعہ بن جہینہ ہے اور نام رکھا گیا اس کا حرقہ اس واسطے کہ جلایا تھا اس نے ایک قوم کو ساتھ قتل کے اور اس میں مبالغہ کیا۔ (فتح) اور جمع لانا حرقات کا باعتبار تعدد قبیلوں کے ہے۔

۳۹۳۵۔ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ ظَبْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْحُرَقَةِ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ رَجُلًا مِّنْهُمْ فَلَمَّا غَشِيْنَاهُ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَكَفَّ الْأَنْصَارِيُّ فَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِيْ حَتّٰى قَتَلْتُهُ فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أُسَامَةُ أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قُلْتُ كَانَ مُتَعَوِّذًا فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنِّيْ لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ.

۳۹۳۵۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو قبیلہ حرقہ کی طرف بھیجا یعنی ان کے مارنے کو سو ہم نے صبح کے وقت ان پر چڑھائی کی سو ہم نے ان کو شکست دی سو میں اور ایک انصاری ان کے ایک مرد کو ملے سو جب ہم نے اس کو گھیرا تو اس نے لا الہ الا اللہ زبان سے کہا سو انصاری نے اپنے آپ کو روکا اور میں نے اس کو اپنا نیزہ مارا یہاں تک کہ اس کو مار ڈالا سو جب ہم مدینے میں آئے تو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اسامہ! کیا تو نے اس کو مار ڈالا لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد میں نے کہا اس نے بچاؤ کے واسطے کلمہ پڑھا تھا یعنی وہ دل سے مسلمان نہیں ہوا تھا سو ہمیشہ رہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بار بار کہتے اس بات کو یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کہ میں اس دن سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا۔

فائدہ: یعنی تاکہ مسلمان کے مارنے کا گناہ میرے ذمہ نہ ہوتا مقصود آرزو اس اسلام کی ہے کہ اس میں ارتکاب قتل کا

گناہ نہ ہو نہیں اس حدیث میں وہ چیز کہ دلالت کرے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ لشکر کا سردار تھا جیسا کہ ظاہر ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے اور تحقیق ذکر کیا اہل مغازی نے چھوٹا لشکر غالب بن عبداللہ لیثی کا اور یہ رمضان میں ساتویں سال ہجری میں ہے اور کہتے ہیں کہ تحقیق اسامہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا مرد کو اس چھوٹے لشکر میں پس اگر ثابت ہو کہ اسامہ رضی اللہ عنہ لشکر کا سردار تھا تو جو کام بخاری نے کیا ہے وہ ٹھیک ہے اس واسطے کہ نہیں سردار ہوا مگر بعد شہید ہونے اپنے باپ کے جنگ موتہ میں اور یہ رجب میں ہے آٹھویں سال میں اور اگر نہ ثابت ہو کہ وہ اس کا سردار تھا تو ترجیح پائے گی وہ چیز جو کہی ہے اہل مغازی نے سیاتی شرح حدیث الباب فی کتاب الدیات، ان نشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

۳۹۳۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ يَقُوْلُ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَّخَرَجْتُ فِيْمَا يَبْعَثُ مِنَ الْبُعُوْثِ تِسْعَ غَزَوَاتٍ مَّرَّةً عَلَيْنَا أَبُوْ بَكْرٍ وَّمَرَّةً عَلَيْنَا أُسَامَةُ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَلَمَةَ يَقُوْلُ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَّخَرَجْتُ فِيْمَا يَبْعَثُ مِنَ الْبَعْثِ تِسْعَ غَزَوَاتٍ عَلَيْنَا مَرَّةً أَبُوْ بَكْرٍ وَّمَرَّةً أُسَامَةُ

۳۹۳۶۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات جنگیں لڑیں اور نکلا میں اس چیز میں کہ بھیجتے تھے لشکروں سے نو جنگوں میں ایک بار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہم پر سردار تھے اور ایک بار اسامہ رضی اللہ عنہ۔

۳۹۳۷۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَّغَزَوْتُ مَعَ ابْنِ حَارِثَةَ اسْتَعْمَلَهُ عَلَيْنَا.

۳۹۳۷۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات جنگیں لڑیں اور جنگ لڑی میں نے ابن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ یعنی زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ہم پر سردار کیا تھا۔

۳۹۳۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ

۳۹۳۸۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات جنگیں لڑیں پس ذکر کیا جنگ

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ فَذَكَرَ خَيْبَرَ وَالْحُدَيْبِيَةَ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ وَيَوْمَ الْقَرَدِ قَالَ يَزِيْدُ وَنَسِيْتُ بَقِيَّتَهُمْ.

خیبر کو اور حدیبیہ کو اور حنین کو اور جنگ قرد کو کہا یزید راوی نے کہ مجھ کو باقی جنگیں یاد نہیں رہیں۔

فائدہ: رہی جنگ سلمہ رضی اللہ عنہ کی ساتھ حضرت ﷺ کے پس پہلے گزر چکا ہے بیان ان کا بیچ بیان جنگ حدیبیہ کے اور تحقیق ذکر کیا ہے اس نے ان میں سے باب کی حدیث کے اخیر طریقے میں خیبر کو اور حدیبیہ کو اور دن حنین کو اور دن قرد کو اور یزید نے اس کے اخیر میں کہ باقی جنگیں مجھ کو یاد نہیں رہیں اور باقی جنگیں جو یزید کو یاد نہیں رہیں سو وہ جنگ فتح مکہ کی ہے اور جنگ طائف کی اس واسطے کہ اگرچہ وہ دونوں جنگیں حنین میں ہیں لیکن وہ اس کے غیر ہیں اور جنگ تبوک کی اور وہ حضرت ﷺ کی سب جنگوں سے آخری جنگ ہے پس یہ ہیں سات جنگیں جیسا کہ ثابت ہوا ہے اکثر روایتوں میں اگرچہ پہلی روایت یعنی روایت حاتم بن اسماعیل کی جس میں نو جنگوں کا ذکر ہے محفوظ ہے پس شاید اس نے گنا ہے جنگ وادی القریٰ کو جو خیبر کے پیچھے واقع ہوا اور نیز شاید اس نے عمرہ قضاہ کو بھی جنگ شمار کر لیا ہے جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے بخاری کی کاری گری سے پس پوری ہوئیں ساتھ اس کے نو جنگیں اور لیکن بعوث یعنی جن جنگوں میں حضرت ﷺ خود تشریف نہیں لے گئے پس چھوٹا لشکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے طرف بنی فزارہ کے جیسا کہ صحیح مسلم میں ثابت ہو چکا ہے اور بھیجنا چھوٹے لشکر کا طرف بنی کلاب کے ذکر کیا ہے اس کو ابن سعد نے اور بھیجنا آپ کا طرف حج کے نویں سال میں اور لیکن اُسامہ رضی اللہ عنہ پس بھیجا گیا پہلے پہل اس جنگ میں جس کا ذکر حدیث باب میں ہے پھر بیچ سریہ اُبنی کے اور وہ بلقاء کے اطراف میں ہے پس واقف ہوئے ہم ان میں سے پانچ چھوٹے لشکروں پر جن کو حضرت ﷺ نے بھیجا ہے باقی چار رہے پس چاہیے کہ استدراک کیا جائے ان کا اہل مغازی پر اس واسطے کہ نہیں ذکر کیا انہوں نے سوائے اس کے کہ ذکر کیا ہے اس کو میں نے بعد انتہائی کوشش کے اور احتمال ہے کہ اس میں حذف ہو تقدیر اس کی یہ ہے ومرة علینا غیرهما یعنی ایک بار ان کا غیر ہم پر سردار تھا۔ (فتح)

بَابُ غَزْوَةِ الْفَتْحِ.

باب ہے بیان میں جنگ فتح مکہ کے۔

فائدہ: اور اس کا سبب یہ ہے کہ قریش نے توڑ ڈالا وہ عہد جو حدیبیہ میں ان کے اور حضرت ﷺ کے درمیان واقع ہوا تھا یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی حضرت ﷺ نے ان سے جنگ کی اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہ اس عہد میں ایک یہ شرط بھی قرار پائی تھی کہ جو حضرت ﷺ کے عقد اور عہد میں داخل ہونا چاہے سو چاہیے کہ داخل ہو اور جو قریش کے عہد میں داخل ہونا چاہے تو چاہیے کہ داخل ہو سو داخل ہوئے بنو بکر یعنی ابن عبد مناۃ قریش کے عہد میں اور داخل ہوئے خزاعہ حضرت ﷺ کے عہد میں کہا ابن اسحاق نے اور جاہلیت کے وقت بنو بکر اور خزاعہ کے درمیان کئی معرکے اور

لڑائیاں ہو چکی تھیں پس باز رہے اس سے جب کہ ظاہر ہوا اسلام پھر جب واقع ہوئی صلح تو خروج کیا نوفل نے بنی بکر سے یہاں تک کہ شب خون کیا خزاعہ کو ان کے ایک پانی پر جس کو وتیر کہا جاتا تھا اور ایک مرد کو ان میں سے مار ڈالا اور بیدار ہوئے واسطے ان کے خزاعہ سو دونوں گروہ آپس میں لڑے یہاں تک کہ داخل ہوئے حرم میں اور نہ چھوڑا انہوں نے لڑائی کو اور مدد دی قریش نے بنو بکر کو ساتھ ہتھیاروں کے اور لڑائی کی بعضوں نے ساتھ ان کے رات کو چھپے پھر جب لڑائی ہو چکی تو نکلا عمرو بن سالم خزاعی یہاں تک کہ حضرت ﷺ کے پاس آیا اور حضرت ﷺ مسجد میں بیٹھے تھے سو اس نے آ کر حضرت ﷺ سے مدد چاہی حضرت ﷺ نے مکے کی طرف چڑھائی کی اور مکہ کو فتح کیا۔ (فتح)

وَمَا بَعَثَ حَاطِبُ بْنُ أَبِيْ بَلْتَعَةَ إِلٰى أَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِغَزْوِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور بیان میں اس چیز کے کہ بھیجا حاطب رضی اللہ عنہ نے مکہ والوں کی طرف کہ خبر دیتے تھے ان کو ساتھ قصہ جنگ حضرت ﷺ کے طرف ان کی یعنی ان کو کہلا بھیجا کہ حضرت ﷺ تم سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

فائدہ: اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے عروہ سے کہ جب حضرت ﷺ نے مکہ کی طرف چڑھائی کا ارادہ کیا تو حاطب نے قریش کی طرف لکھا ان کو خبر دیتے تھے کہ حضرت ﷺ تمہارے ساتھ جنگ کا ارادہ رکھتے ہیں پھر اس نے وہ خط مزینہ کی ایک عورت کو دیا اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میرا سامان تیار کر اور کسی کو اس کی خبر نہ دے سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے پس ان کے بعض حال کو خلاف دستور پایا پس کہا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ کیا ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے حال کہا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی نہیں ٹوٹی صلح جو ہمارے اور ان کے درمیان واقع ہوئی تھی سو یہ بات حضرت ﷺ سے ذکر ہوئی حضرت ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا کہ پہلے انہوں نے دغا کیا پھر حکم دیا ساتھ بند کرنے راہوں کے سو بند کیے گئے پس پوشیدہ ہوئی خبر اہل مکہ پر۔ (فتح)

۳۹۳۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِيْ رَافِعٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ فَقَالَ انْطَلِقُوْا حَتّٰى تَأْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا

۳۹۳۹۔ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو اور زبیر رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ کو بھیجا سو فرمایا کہ چلو یہاں تک کہ روضہ خاخ میں پہنچو کہ البتہ وہاں ایک عورت شتر سوار ہے اس کے پاس خط ہے اس سے وہ خط لے آؤ سو ہم چلے گھوڑے دوڑاتے یہاں تک کہ ہم اس جگہ میں آئے سو اچانک ہم نے دیکھا کہ ایک عورت شتر سوار ہے ہم نے کہا کہ اے عورت! خط نکال اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں، ہم

ظَعِيْنَةً مَّعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوْا مِنْهَا قَالَ فَانطَلَقْنَا تَعَادٰى بِنَا خَيْلُنَا حَتّٰى اَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِيْنَةِ قُلْنَا لَهَا أَخْرِجِي الْكِتَابَ قَالَتْ مَا مَعِيْ كِتَابٌ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ قَالَ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَأَتَيْنَا بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا فِيْهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِيْ بَلْتَعَةَ إِلٰى نَاسٍ بِمَكَّةَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا هٰذَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ إِنِّيْ كُنْتُ امْرَأً مُّلْصَقًا فِيْ قُرَيْشٍ يَقُوْلُ كُنْتُ حَلِيْفًا وَّلَمْ أَكُنْ مِّنْ أَنْفُسِهَا وَكَانَ مَنْ مَّعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مَنْ لَّهُمْ قَرَابَاتٌ يَّحْمُوْنَ أَهْلِيْهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِيْ ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيْهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا يَّحْمُوْنَ قَرَابَتِيْ وَلَمْ أَفْعَلْهُ ارْتِدَادًا عَنْ دِيْنِيْ وَلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهٗ قَدْ صَدَقَكُمْ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دَعْنِيْ أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ إِنَّهٗ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَّمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلٰى مَنْ شَهِدَ بَدْرًا فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ

نے کہا کہ البتہ تو خط نکالے گی یا ہم تیرے کپڑے اُتار دیں گے یعنی اگر خط نکالتی ہے تو فبہا نہیں تو ہم تجھ کو ننگا کر دیں گے تا کہ حقیقت حال کھل جائے سو اس نے خط کو اپنی چوٹی سے نکالا سو ہم اس خط کو حضرت ﷺ کے پاس لائے سو اچانک اس میں لکھا تھا یہ خط حاطب کی طرف سے ہے مکہ کے مشرکین لوگوں کی طرف اس حال میں کہ خبر دیتا تھا ان کو ساتھ بعض امور حضرت ﷺ کے یعنی حضرت ﷺ تمہاری طرف چڑھائی کا ارادہ رکھتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا اے حاطب! کیا ہے یہ لکھنا تیرا؟ حاطب رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! مجھ پر جلدی نہ کیجیے یعنی ساتھ سزا دینے میرے کے اور حکم کرنے کے ساتھ نفاق میرے کے بیشک میں ایک شخص ہوں ملا ہوا قریش میں یعنی میں ان کا ہم قسم ہوں اور میں خاص ان میں سے نہیں ہوں اور جو آپ کے ساتھ مہاجرین میں سے ہیں ان کے واسطے مکہ میں قرابتی ہیں مشرکین میں جو ان کے بال بچوں اور مالوں کی نگہبانی کرتے ہیں سو میں نے چاہا جب کہ فوت ہوئی مجھ سے قرابت نسب کی بیچ قریش کے یہ کہ لوں میں نزدیک ان کے ہاتھ انعام کا یعنی ان پر کوئی احسان رکھوں کہ وہ اس کے سبب سے میرے قرابتیوں کی مکے میں نگہبانی کریں اور ان کو ستائیں نہیں اور نہیں کیا میں نے یہ کام واسطے مرتد ہونے کے اپنے دین سے اور نہ واسطے راضی ہونے کے ساتھ کفر کے بعد اسلام کے سو حضرت ﷺ نے فرمایا خبردار ہو بیشک اس نے تم کو سچ کہا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! حکم ہو تو اس منافق کو مار ڈالوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک حاطب رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں موجود تھا شاید کہ اللہ بدر والوں کو خوب جان چکا ہے سو اللہ نے ان سے فرمایا کہ کرو جو

فَأَنْزَلَ اللّٰهُ السُّوْرَةَ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ﴾ اِلٰى قَوْلِهٖ ﴿فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ﴾. (الممتحنة:۱)

تمہارا جی چاہے میں تو تم کو بخش چکا سو اللہ نے یہ سورہ اتاری اے ایمان والو! نہ پکڑو میرے دشمن اور اپنے دشمن یعنی کافروں کو دوست اس حال میں کہ ڈالتے ہو تم طرف ان کی دوستی کو یعنی پہنچاتے ہو اس کی طرف ان کی اس کے اس قول تک ﴿فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ﴾۔

فائدہ: اور ذکر کیا ہے بعض اہل مغازی نے کہ اس خط کی عبارت یہ تھی بہر حال حمد اور صلوۃ کے بعد اے قریش کے گروہ! پس تحقیق حضرت ﷺ آتے ہیں تم پر ساتھ لشکر کے کہ مانند رات کی ہے جو چاہتا ہے مثل سیل کے پس قسم ہے اللہ کی اگر حضرت ﷺ اکیلے تم پر آتے تو بھی اللہ تعالیٰ ان کو فتح دیتا اور ان کے واسطے اپنا وعدہ پورا کرتا سو سنبھالو اپنے آپ کو والسلام۔ اور واقدی کی روایت میں ہے کہ لکھا تھا حاطب رضی اللہ عنہ نے طرف سہیل بن عمرو کے اور صفوان بن امیہ کے اور عکرمہ کے کہ پکارا ہے حضرت ﷺ نے لوگوں میں ساتھ جہاد کے اور میں گمان کرتا ہوں کہ تمہارا ارادہ رکھتے ہیں اور میں نے چاہا کہ میں تم پر احسان کروں۔ (فتح)

بَابُ غَزْوَةِ الْفَتْحِ فِيْ رَمَضَانَ. جنگ فتح مکہ کی رمضان میں تھی۔

فائدہ: یعنی آٹھویں سال ہجری میں اور اس کا بیان کتاب الصیام میں گزر چکا ہے اور اسی جگہ گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ دسویں رمضان کو مدینے سے نکلے اور ابن اسحاق نے اتنا زیادہ کیا ہے کہ حضرت ﷺ نے ابو رہم کو مدینے پر حاکم کیا یعنی مکے کو چلتے وقت۔

۳۹۴۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهٗ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا غَزْوَةَ الْفَتْحِ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ وَسَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَعَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَهٗ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ الْكَدِيْدَ الْمَآءَ الَّذِيْ

۳۹۴۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فتح مکہ کی جنگ رمضان میں کی اور دوسری روایت میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ﷺ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ پہنچے کدید میں کہ چشمہ ہے درمیان قدید اور عسفان کے تو حضرت ﷺ نے روزہ کھول ڈالا یعنی بعد عصر کے سورج غروب ہونے سے پہلے سو حضرت ﷺ ہمیشہ افطار کیے رہے یعنی آپ نے اس کے بعد کوئی روزہ نہ رکھا یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ تمام ہوا۔

بَیْنَ قُدَیْدٍ وَّعُسْفَانَ اَفْطَرَ فَلَمْ یَزَلْ مُفْطِرًا حَتّٰی انْسَلَخَ الشَّهْرُ.

۳۹۴۱۔ حَدَّثَنِیْ مَحْمُوْدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ اَخْبَرَنِی الزُّهْرِیُّ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِیْ رَمَضَانَ مِنَ الْمَدِیْنَةِ وَمَعَهٗ عَشَرَةُ اٰلَافٍ وَّذٰلِكَ عَلٰی رَاْسِ ثَمَانِ سِنِیْنَ وَنِصْفٍ مِنْ مَّقْدَمِهِ الْمَدِیْنَةَ فَسَارَ هُوَ وَمَنْ مَّعَهٗ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلٰی مَكَّةَ یَصُوْمُ وَیَصُوْمُوْنَ حَتّٰی بَلَغَ الْكَدِیْدَ وَهُوَ مَآءٌ بَیْنَ عُسْفَانَ وَقُدَیْدٍ اَفْطَرَ وَاَفْطَرُوْا قَالَ الزُّهْرِیُّ وَاِنَّمَا یُؤْخَذُ مِنْ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْاٰخِرُ فَالْاٰخِرُ.

۳۹۴۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں مدینے سے نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار مرد تھے اور یہ جنگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے کی طرف ہجرت کرنے سے ساڑھے آٹھ سال پیچھے تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمان تھے مکے کو چلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے تھے اور جو آپ کے ساتھ مسلمان تھے وہ بھی روزہ رکھتے تھے یہاں تک کہ جب کدید میں پہنچے اور کدید ایک چشمہ ہے درمیان عسفان اور قدید کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کھول ڈالا اور لوگوں نے بھی روزہ کھول ڈالا، کہا زہری نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پچھلے فعل کو لیا جاتا ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے ساڑھے آٹھ سال پیچھے تو یہ وہم ہے اور ٹھیک بات یہ ہے کہ ساڑھے سات سال ہجرت سے پیچھے تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے وہم ہونے جنگ فتح کے سے آٹھویں سال میں اور ربیع الاول کے درمیان سے رمضان تک برابر آدھا برس ہے پس خلاصہ یہ ہے کہ وہ ساڑھے سات برس ہیں اور ممکن ہے تو جیہ روایت معمر کی یعنی جس میں ساڑھے آٹھ سال کا ذکر ہے ساتھ اس طور کے کہ وہ مبنی ہے اوپر تاریخ کے ساتھ اول سال کے محرم سے پس جب داخل ہوئے دوسرے سال سے دو یا تین مہینے تو بولا گیا اس پر سال بطور مجاز کے نام رکھنے بعض کے سے ساتھ نام کل کے اور واقع ہو گا یہ بیچ اخیر مہینے ربیع الاول کے اور اسی جگہ سے رمضان کے مہینے تک آدھا سال ہے کہا جائے کہ تھا اخیر شعبان اس سال کا اخیر سات برس اور آدھے برس کا ربیع الاول سے سو جب رمضان داخل ہوا تو دوسرا سال داخل ہوا اور اول سال کا صادق آتا ہے اس پر کہ وہ اس کا سر ہے پس صحیح ہو گا کہ وہ ساڑھے آٹھ سال کے سر پر تھا اور روزے کی شرح کتاب الصیام میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۳۹۴۲۔ حَدَّثَنِیْ عَیَّاشُ بْنُ الْوَلِیْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ

۳۹۴۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں جنگ حنین کی طرف نکلے اور لوگ مختلف تھے بعض

ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ رَمَضَانَ إِلٰى حُنَيْنٍ وَّالنَّاسُ مُخْتَلِفُوْنَ فَصَآئِمٌ وَّمُفْطِرٌ فَلَمَّا اسْتَوٰى عَلٰى رَاحِلَتِهٖ دَعَا بِإِنَآءٍ مِّنْ لَّبَنٍ أَوْ مَآءٍ فَوَضَعَهٗ عَلٰى رَاحَتِهٖ أَوْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ ثُمَّ نَظَرَ إِلَى النَّاسِ فَقَالَ الْمُفْطِرُوْنَ لِلصُّوَّامِ أَفْطِرُوْا وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ وَقَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

روزے دار تھے اور بعض روزے دار نہ تھے سو جب حضرت ﷺ اپنی سواری پر سیدھے ہو کر بیٹھے تو دودھ یا پانی منگوایا سو اس کو اپنی ہتھیلی یا سواری پر رکھا پھر لوگوں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ پانی پیتے ہیں تو بے روزوں نے روزے داروں سے کہا کہ روزہ کھول ڈالو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نکلے حضرت ﷺ سال فتح مکہ کے یعنی یہ واقعہ پانی پینے کا روزے میں سال فتح مکہ کے تھا جب کہ رمضان میں مدینے سے چل کر کدید میں پہنچے اور یہ حدیث مرفوع اور مرسل دونوں طور سے آئی ہے۔

فائدہ: کہا اسماعیلی نے کہ یہ مشکل ہے اس واسطے کہ جنگ حنین فتح مکہ کے بعد تھا پس یہ محتاج ہے طرف تامل کی اس واسطے کہ ذکر کیا ہے بخاری نے اس سے پہلے کہ حضرت ﷺ مدینے سے مکے کی طرف نکلے اور اسی طرح حکایت ہے داؤدی سے کہ اس نے کہا صواب یہ ہے انہ خرج الی مکۃ یعنی ٹھیک اس طرح سے کہ حضرت ﷺ مکے کی طرف نکلے یا دراصل خیبر تھا پس تصحیف ہوگئی میں کہتا ہوں کہ محمول کرنا اس کا خیبر پر مردود ہے اس واسطے کہ نکلنا اس کی طرف رمضان میں نہ تھا اور اس کی تاویل ظاہر ہے اس واسطے کہ مراد اس کے قول کے ساتھ کہ طرف حنین یعنی جو واقع ہوا پیچھے فتح مکہ کے اس واسطے کہ جب واقع ہوا وہ پیچھے اس کے متصل تو بولا کہ نکلے طرف اس کی۔ (فتح)

۳۹۴۳۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ طَاوٗسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَافَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِإِنَآءٍ مِّنْ مَّآءٍ فَشَرِبَ نَهَارًا لِّيُرِيَهُ النَّاسَ فَأَفْطَرَ حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ قَالَ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَّقُوْلُ صَامَ رَسُوْلُ

۳۹۴۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے رمضان میں سفر کیا سو آپ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ عسفان میں پہنچے پھر پانی کا برتن منگوا کر دن کو پانی پیا تا کہ وہ لوگوں کو دکھلائیں سو آپ نے روزہ کھول ڈالا یہاں تک کہ مکے میں آئے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ حضرت ﷺ نے سفر میں روزہ رکھا اور نہیں بھی رکھا سو جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ وَأَفْطَرَ فَمَنْ شَآءَ صَامَ وَمَنْ شَآءَ أَفْطَرَ.

بَابٌ أَيْنَ رَكَزَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّايَةَ يَوْمَ الْفَتْحِ.

حضرت ﷺ نے فتح مکہ کے دن کس جگہ جھنڈا گاڑا؟۔

فائدہ: یعنی بیان اس جگہ کا کہ گاڑا گیا اس میں جھنڈا حضرت ﷺ کا آپ کے حکم سے۔

۳۹۴۴۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ لَمَّا سَارَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ قُرَيْشًا خَرَجَ أَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ وَّحَكِيْمُ بْنُ حِزَامٍ وَّبُدَيْلُ بْنُ وَرْقَآءَ يَلْتَمِسُوْنَ الْخَبَرَ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلُوْا يَسِيْرُوْنَ حَتّٰى أَتَوْا مَرَّ الظَّهْرَانِ فَإِذَا هُمْ بِنِيْرَانٍ كَأَنَّهَا نِيْرَانُ عَرَفَةَ فَقَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ مَا هٰذِهٖ لَكَأَنَّهَا نِيْرَانُ عَرَفَةَ فَقَالَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَآءَ نِيْرَانُ بَنِيْ عَمْرٍو فَقَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ عَمْرٌو أَقَلُّ مِنْ ذٰلِكَ فَرَاٰهُمْ نَاسٌ مِّنْ حَرَسِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدْرَكُوْهُمْ فَأَخَذُوْهُمْ فَأَتَوْا بِهِمْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَ أَبُوْ سُفْيَانَ فَلَمَّا سَارَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ احْبِسْ أَبَا سُفْيَانَ عِنْدَ حَطْمِ الْخَيْلِ حَتّٰى يَنْظُرَ إِلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَحَبَسَهُ الْعَبَّاسُ فَجَعَلَتِ الْقَبَآئِلُ تَمُرُّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمُرُّ كَتِيْبَةً كَتِيْبَةً عَلٰى أَبِيْ سُفْيَانَ

۳۹۴۴۔ حضرت عروہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ فتح مکہ کے سال مدینے سے چلے یعنی مکے کو تو یہ خبر کفار قریش کو پہنچی سو ابو سفیان اور حکیم اور بدیل حضرت ﷺ کی خبر دریافت کرنے نکلے سو سامنے چلے یہاں تک کہ مرالظہران میں پہنچے سو اچانک انہوں نے الاؤ دیکھے جیسے عرفہ کی کے الاؤ ہیں ابوسفیان نے کہا یہ الاؤ کیسے ہیں؟ البتہ وہ ایسے ہیں جیسے عرفہ کے الاؤ ہیں بدیل نے کہا کہ قبیلہ بنی عمرو کے الاؤ ہیں ابو سفیان نے کہا کہ بنی عمرو اس سے کمتر ہیں سو دیکھا ان کو چند لوگوں نے حضرت ﷺ کے چوکیداروں میں سے سو ان کو پایا اور ان کو پکڑ کر حضرت ﷺ کے پاس لائے سو ابو سفیان مسلمان ہوا سو جب چلا تو حضرت ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ روک رکھ ابوسفیان کو گھوڑوں کے ہجوم کے پاس تا کہ مسلمانوں کے لشکر کو دیکھے سو عباس رضی اللہ عنہ نے اس کو روک رکھا اور قبیلے حضرت ﷺ کے ساتھ گزرنے لگے لشکر لشکر ابوسفیان پر گزرتا تھا سو ایک لشکر گزرا تو ابوسفیان نے کہا کہ اے عباس! یہ گروہ کون ہے؟ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ قوم غفار ہے ابوسفیان نے کہا مجھ کو ان لوگوں سے کیا کام یعنی مجھ کو ان سے دشمنی نہیں پھر قوم جہینہ کا گروہ گزرا پھر ابوسفیان نے اسی طرح کہا پھر سعد بن ہذیم کی قوم گزری پھر ابوسفیان نے اسی طرح کہا پھر سلیم کی قوم گزری پھر ابوسفیان نے اسی طرح کہا یہاں تک کہ

فَمَرَّتْ فَمَرَّتْ كَتِيبَةٌ قَالَ يَا عَبَّاسُ مَنْ هٰذِهٖ قَالَ هٰذِهٖ غِفَارٌ قَالَ مَا لِيْ وَلِغِفَارَ ثُمَّ مَرَّتْ جُهَيْنَةُ قَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ مَرَّتْ سَعْدُ بْنُ هُذَيْمٍ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَمَرَّتْ سُلَيْمُ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى أَقْبَلَتْ كَتِيبَةٌ لَمْ يَرَ مِثْلَهَا قَالَ مَنْ هٰذِهٖ قَالَ هٰؤُلَاءِ الْأَنْصَارُ عَلَيْهِمْ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ مَعَهُ الرَّايَةُ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ يَا أَبَا سُفْيَانَ الْيَوْمَ يَوْمُ الْمَلْحَمَةِ الْيَوْمَ تُسْتَحَلُّ الْكَعْبَةُ فَقَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ يَا عَبَّاسُ حَبَّذَا يَوْمُ الذِّمَارِ ثُمَّ جَآءَتْ كَتِيبَةٌ وَهِيَ أَقَلُّ الْكَتَائِبِ فِيهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ وَرَايَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فَلَمَّا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَبِيْ سُفْيَانَ قَالَ أَلَمْ تَعْلَمْ مَا قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ مَا قَالَ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ كَذَبَ سَعْدٌ وَلٰكِنْ هٰذَا يَوْمٌ يُعَظِّمُ اللّٰهُ فِيْهِ الْكَعْبَةَ وَيَوْمٌ تُكْسٰى فِيْهِ الْكَعْبَةُ قَالَ وَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُرْكَزَ رَايَتُهُ بِالْحَجُوْنِ قَالَ عُرْوَةُ وَأَخْبَرَنِيْ نَافِعُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ يَقُوْلُ لِلزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ هَا هُنَا أَمَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَرْكُزَ الرَّايَةَ قَالَ وَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ أَنْ

ایک بڑا لشکر سامنے سے آیا کہ ابوسفیان نے اس کی مانند نہ دیکھا تھا ابوسفیان نے کہا یہ کون گروہ ہے؟ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ انصاری لوگ ہیں ان کے سردار اور علم بردار سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ تھے تو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابوسفیان! آج قتل کا دن ہے آج کعبے میں لڑنا حلال ہوگا۔ ابوسفیان نے کہا اے عباس! خوش ہے دن ہلاک ہونے کا پھر ایک لشکر آیا اور وہ اور لشکروں سے کمتر تھا اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان پر گزرے تو ابوسفیان نے کہا کہ آپ نے سعد کا قول نہیں سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے کیا کہا؟ ابوسفیان نے کہا اس نے ایسا ایسا کہا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سعد رضی اللہ عنہ نے غلط کہا لیکن یہ دن تو وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کعبے کی تعظیم کروائے گا اور اس دن میں کعبے پر غلاف چڑھایا جائے گا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ آپ کا جھنڈا حجون (ایک جگہ ہے معروف قریب مقبرے مکے کے) میں گاڑا جائے کہا عروہ نے پس خبر دی مجھ کو نافع بن جبیر نے کہا سنا میں نے عباس رضی اللہ عنہ کو زبیر رضی اللہ عنہ سے کہتا تھا اے ابوعبداللہ! اس جگہ حکم کیا تھا تجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا گاڑنے کا کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ مکے کی بالائی جانب سے داخل ہو کدا کی طرف سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کدا کی طرف سے داخل ہوئے سو مارے گئے اس دن خالد رضی اللہ عنہ کے سواروں سے دو مرد حبیش اور کرز رضی اللہ عنہما۔

يَدْخُلَ مِنْ أَعْلٰى مَكَّةَ مِنْ كَدَآءٍ وَّدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كُدًا فَقُتِلَ مِنْ خَيْلِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ رَّجُلَانِ حُبَيْشُ بْنُ الْاَشْعَرِ وَكُرْزُ بْنُ جَابِرٍ الْفِهْرِيُّ.

فائدہ: یہ حدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے مرسل روایت کی ہے اور نہیں دیکھا میں نے اس کو کسی طریق سے عروہ سے موصول اور مقصود بخاری کا اس سے وہ چیز ہے کہ باب باندھا ہے ساتھ اس کے اور وہ اخیر حدیث کا ہے اس واسطے کہ وہ موصول ہے عروہ سے اس نے روایت کی ہے نافع سے اس نے عباس رضی اللہ عنہ اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے اور یہ جو کہا کہ یہ خبر قریش کو پہنچی تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ پہنچی ان کو خبر پہلے نکلنے ابوسفیان اور حکیم کے اور ابن اسحاق وغیرہ کے نزدیک ہے پھر مدینے سے کوچ کیا اور گھوڑوں کو لے کر چلے یہاں تک کہ مرالظہر ان میں اترے اور قریش کو ان کا حال معلوم نہ ہوا اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے راہیں بند کی گئیں اور مکے والوں سے یہ خبر پوشیدہ کی گئی تو ابوسفیان نے حکیم سے کہا کہ کیا تو میرے ساتھ سوار ہو کر چلتا ہے شاید ہم خبر کو ملیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہیں جنگ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے یہاں تک کہ بھیجا ان کی طرف ضمرہ کو کہ اختیار دے ان کو تین چیزوں کا یہ کہ دیت دیں قتل خزاعہ کی یا بری ہوں بکر کی قسم سے یا توڑیں عہد ان کی طرف برابر سو ضمرہ ان کے پاس آیا اور ان کو اختیار دیا انہوں نے کہا کہ نہ ہم دیت دیتے ہیں اور نہ ہم بری ہوتے ہیں لیکن ہم عہد کو توڑتے ہیں سو پھرا ضمرہ ساتھ اس پیغام کے پس بھیجا قریش نے ابوسفیان کو واسطے تجدید عہد کے پس یہ جو کہا کہ یہ خبر قریش کو پہنچی یعنی غالب ہوا ان کے گمان پر نہ یہ کہ کسی نے ان کو حقیقتاً خبر پہنچائی اور یہ جو کہا کہ مرالظہر ان میں پہنچے یعنی رات کے وقت پس بلند ہوئے پہاڑی پر سو اچانک انہوں نے دیکھا کہ ساری وادی میں الاؤ روشن ہیں اور ابن سعد کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات میں اصحاب کو حکم دیا سو انہوں نے دس ہزار جگہ آگ لگائی اور یہ جو کہا جیسے وہ عرفہ کی آگ ہے تو گویا یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ جاری تھی ساتھ اس کے عادت ان کی جلانے بہت آگوں کے سے عرفہ کی رات میں اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چوکیداروں نے ان کو پکڑا تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سوار اپنے آگے بھیجے کہ جاسوسوں کو پکڑ لائیں اور خزاعہ راہ پر تھے کسی کو گزرنے نہیں دیتے تھے سو جب ابوسفیان اور اس کے ساتھی مسلمانوں کے لشکر میں داخل ہوئے تو سواروں نے ان کو رات میں پکڑا پھر عباس رضی اللہ عنہ ابوسفیان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک خیمے میں تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوسفیان! مسلمان ہو جا اس نے کہا میں لات عزیٰ کو کیا کروں؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو کہا اگر تو خیمے سے باہر ہوتا تو اس کو کبھی نہ

کہتا سو ابوسفیان مسلمان ہوا اور یہ جو فرمایا کہ روک رکھ ابوسفیان کو تو موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ اگر ابوسفیان پھر گیا تو شاید پھر کافر ہو جائے سو میں اس کو روک رکھتا ہوں یہاں تک کہ آپ اس کو اللہ کی فوجیں دکھلا دیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام کیا ابوسفیان نے کہا کیا دغا ہے؟ اے ہاشم کی اولاد! عباس رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں لیکن مجھ کو تجھ سے ایک کام ہے سو تو صبح کرے اور اللہ کی فوجوں کو دیکھے اور جو اللہ نے مشرکوں کے واسطے تیار کیا ہے اس کو ایک جگہ میں روک رکھا یہاں تک کہ صبح ہوئی اور سوائے اس کے نہیں کہ روکا اس کو اس جگہ واسطے ہونے اس جگہ کے تنگ تا کہ دیکھے تمام لوگوں کو اور کوئی اس کی نظر سے خالی نہ جائے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پکار دیا تھا کہ چاہیے کہ ظاہر کرے ہر قبیلہ جو اس کے ساتھ ہے ہتھیاروں اور تیاری سے اور آگے کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکروں کو اور یہ جو ابوسفیان نے کہا کہ یہ دن ہلاک ہونے کا ہے تو کہا خطابی نے کہ آرزو کی ابوسفیان نے یہ کہ اس کے واسطے قوت ہوتی اور اپنی قوم کو بچاتا اور ان سے روکتا اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ یہ دن غضب کا ہے واسطے حرم کے اور اہل کے اور ان کی مدد کرنے کے جو اس پر قادر ہو اور ایک روایت میں ہے کہ جب سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ دن قتل کا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے جھنڈے کو لیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیا پھر اس کے بیٹے کو دیا تا کہ اس کی دل شکنی نہ ہو اور یہ جو کہا کہ سعد رضی اللہ عنہ نے جھوٹ کہا تو اس میں بولنا کذب کا ہے اوپر خبر دینے کے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہو گی اگرچہ اس کے قائل نے اس کو اپنے گمان غالب پر بنا کیا ہو اور یہ جو کہا کہ یہ دن ہے اس میں کعبے کی تعظیم ہو گی تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے کہ واقع ہوئی ظاہر کرنے اسلام کے سے اور اذان دینے بلال رضی اللہ عنہ کے سے اس کی پشت پر اور سوائے اس کے اس قسم سے کہ دور کی گئی اس میں سے بتوں سے اور مانند ان کی سی تصویروں وغیرہ سے اور یہ جو کہا کہ اس میں کعبے کو غلاف چڑھایا جائے گا تو کہتے ہیں کہ قریش رمضان میں کعبے کو غلاف چڑھایا کرتے تھے سو اتفاقاً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہی دن موافق پڑا اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کعبے کی بالائی جانب سے داخل ہو تو یہ مخالف ہے صحیح حدیثوں کے جو آئندہ آتی ہیں کہ خالد رضی اللہ عنہ مکے کے زیریں حصے سے داخل ہوا اور یہ جو کہا کہ اس دن خالد رضی اللہ عنہ کے سواروں سے دو مرد مارے گئے تو موسیٰ بن عقبہ کے مغازی میں ہے کہ خالد رضی اللہ عنہ چلا یہاں تک کہ مکے کی زیریں حصے سے مکے میں داخل ہوا اور تحقیق جمع ہوئے تھے وہاں قوم بنو بکر اور بنو حارث اور کچھ لوگ ہذیل سے اور مختلف قوموں سے جن سے قریش نے مدد لی تھی سو انہوں نے خالد رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی خالد رضی اللہ عنہ ان سے لڑا وہ بھاگے اور قوم بنو بکر سے تقریباً بیس آدمی مارے گئے اور ہذیل سے تین یا چار یہاں تک کہ پہنچی ساتھ ان کے لڑائی مسجد کے دروازے تک یہاں تک کہ داخل ہوئے گھروں میں اور چڑھ گیا ایک گروہ ان میں سے پہاڑوں پر اور چلایا ابوسفیان کہ جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرے اور اپنا ہاتھ روکے پس وہ پناہ میں ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر کی فرمایا یہ کیا ہے اور حالانکہ میں نے لڑنے سے منع کر دیا تھا لوگوں نے کہا ہم گمان کرتے ہیں کہ

قریش نے خالد رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی اور پہلے انہوں نے لڑائی کی تو اس کو لڑنے سے کوئی چارہ نہ ہوا پھر جب اطمینان ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو کیوں لڑا تھا اور حالانکہ میں نے تم کو لڑنے سے منع کیا تھا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پہلے انہوں نے لڑائی شروع کی اور ہمارے درمیان ہتھیار چلائے اور میں نے اپنا ہاتھ روکا جتنا روک سکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا حکم بہتر ہے اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ خالد رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ستر آدمی کو قتل کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سرداروں کو حکم دیا تھا کہ نہ ماریں کسی کو مگر جو ان سے لڑے لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف کیا خون چند آدمیوں کا جن کا نام جدا جدا لیا اور وہ آٹھ مرد یہ ہیں' ابن خطل اور عبداللہ بن ابی سرح اور عکرمہ بن ابی جہل اور حویرث بن نقید اور مقیس بن صبابہ اور ہبار بن اسود اور حارث بن طلاطل اور کعب بن زہیر اور عورتوں کا نام فتح الباری میں مذکور ہے اور ایک ان میں سے ہند ہے ابوسفیان کی عورت سو بعض ان میں سے مسلمان ہوئے اور بعض کفر کی حالت میں مارے گئے اور ابن خطل کا اس باب میں ذکر آئے گا اور روایت کی ہے احمد اور مسلم اور نسائی وغیرہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سامنے سے آئے اور آپ نے ایک طرف خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور دوسری طرف زبیر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ابوعبیدہ کو ان لوگوں پر بھیجا جو بغیر ہتھیاروں کے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے ابوہریرہ! بلا واسطے میرے انصار کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو بلایا وہ آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد گھومے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان سے کیا تم دیکھتے ہو طرف اوباشوں قریش کی اور ان کے تابعداروں کی پھر ایک ہاتھ کو دوسرے پر پھیرا یعنی ان کو کاٹ ڈالو یہاں تک کہ صفا پر مجھ سے ملو سو ہم چلے اور جس کو ان میں سے ہم نے چاہا قتل کیا پھر ابوسفیان آیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! قریش ہلاک ہوئے ان کے جوان لڑکے مارے گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنا دروازہ بند کر لیا وہ پناہ میں ہے اور تحقیق تمسک کیا ہے ساتھ اس قصے کے جو کہتا ہے کہ مکہ قہر اور غلبے سے فتح ہوا اور یہ قول اکثر کا ہے اور شافعی سے روایت ہے کہ وہ صلح سے فتح ہوا اور یہی ایک روایت ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی اس امان دینے سے اور واسطے نسبت کرنے اس کے گھروں کی طرف اہل اس کے اور اس واسطے کہ وہ تقسیم نہیں ہوا اور اس واسطے کہ غازی لوگ اس کے گھروں کے مالک نہیں ہوئے نہیں تو جائز ہوتا نکالنا گھر والوں کا گھروں سے اور حجت پہلوں کی وہ چیز ہے جو واقع ہوئی ہے تصریح حکم کرنے کے سے ساتھ لڑنے کے اور واقع ہونا اس کا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور ساتھ تصریح کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ مکے میں لڑنا ایک گھڑی میرے واسطے درست ہوا اور منع کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کی پیروی کرنے سے بیچ اس کے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ اس امر میں میری کوئی پیروی نہ کرے اور جواب دیا ہے انہوں نے ترک قسمت سے ساتھ اس کے کہ وہ نہیں لازم پکڑتا نہ فتح ہونے کو ساتھ قہر کے پس تحقیق کبھی فتح کیا جاتا ہے شہر قہر سے اور احسان کیا جاتا ہے اس کے اہل پر اور چھوڑے جاتے ہیں واسطے ان کے گھر ان کے اور غنیمتیں ان کی اس واسطے کہ جو زمین غنیمت کی جائے اس کا تقسیم کرنا متفق علیہ نہیں بلکہ

خلاف ثابت ہے صحابہ رضی اللہ عنہم سے اور جو ان سے پیچھے ہیں اور تحقیق فتح کیے گئے اکثر شہر غلبے سے پس نہیں تقسیم ہوئے
اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تھا باوجود اکثر اصحاب کے اور تحقیق زیادہ ہوا مکہ اس سے
ساتھ ایک امر کے کہ ممکن ہے کہ دعویٰ کیا جائے خاص ہونے اس کے کا ساتھ اس کے کہ سوائے باقی شہروں کے اور وہ
یہ ہے کہ وہ عبادت کا گھر ہے اور سب خلقت کے عبادت کرنے کی جگہ ہے اور تحقیق بنایا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے ادب
والا گھر برابر ہے اس میں شہری اور جنگلی اور بہر حال قول نووی کا کہ حجت پکڑی ہے شافعی نے ساتھ حدیثوں مشہورہ کے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مرالظہر ان میں صلح کی پہلے داخل ہونے سے مکے میں پس اس میں نظر ہے اس واسطے کہ
جس کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے اگر مراد اس کی وہ چیز ہے جو واقع ہوئی ہے واسطے اس کے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
سے کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو وہ پناہ میں ہے کما تقدم اور اسی طرح قول اس کا جو مسجد میں داخل ہو وہ پناہ میں
ہے جیسا کہ ابن اسحاق کے نزدیک ہے پس تحقیق نہیں نام رکھا جاتا اس کا صلح مگر جب التزام کرے جو اشارہ کیا گیا ہے
اس کی طرف بند رہنے کو قتال سے اور جو صحیح حدیثوں میں وارد ہوا ہے وہ ظاہر ہے اس میں کہ قریش نے اس کا التزام
نہیں کیا اس واسطے کہ وہ لڑائی کے واسطے تیار تھے جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے کہ قریش نے اپنے اوباشوں کو اٹھایا اور کہا کہ
ہم ان کو آگے کرتے ہیں پس اگر ان کو فتح ہوئی تو ہم ان کے ساتھ ہوں گے اور اگر یہ مارے گئے تو ہم اسے یعنی
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیں گے جو اس نے ہم سے مانگا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اوباش قریش کی طرف دیکھتے ہو پھر
ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ان کو کاٹ ڈالو یہاں تک کہ مجھ سے صفا پر ملو سو جس کو ہم نے ان میں سے مارنا چاہا اس کو مار ڈالا
اور اگر مراد اس کی ساتھ صلح کے واقع ہونا عقد کا ہے ساتھ اس کے تو یہ منقول نہیں اور میں نہیں گمان کرتا کہ اس نے
ارادہ کیا ہو مگر احتمال پہلا اور اس میں وہ چیز ہے جو میں نے ذکر کی اور جو کہتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امان دی اس
کی دلیل ایک یہ بھی ہے جو ابن اسحاق کے نزدیک واقع ہوئی ہے بیچ سیاق قصے فتح کے کہ پس عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ
شاید میں پاؤں بعض لکڑی لانے والوں کو یا دودھ والے کو یا کسی کام والے کو کہ مکے میں آئے اور ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ٹھہرنے کی خبر دے تا کہ آپ کی طرف نکل کر آپ سے پناہ چاہیں پہلے اس سے کہ داخل ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں
غلبے سے پھر بعد قصے ابوسفیان کے کہا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو وہ امن میں ہے اور اسی کی مانند واقع ہوا ہے
نزدیک موسیٰ بن عقبہ کے اور اس میں تصریح ہے ساتھ عام ہونے امان کے پس تھی یہ امان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے واسطے ہر
ایک شخص کے کہ نہ لڑے اہل مکہ میں سے پس اس جگہ سے کہا ہے شافعی نے کہ تھا مکہ امن دیا گیا اور نہیں فتح ہوا تھا غلبے
سے اور امان مانند صلح کے ہے اور بہر حال جو لڑنے کے واسطے پیش ہوئے یا وہ لوگ جو نکالے گئے پناہ سے اور حکم ہوا ان
کے قتل کرنے کا اگرچہ کعبے کے پردوں سے پناہ لیں پس نہیں لازم پکڑتا یہ اس کو کہ مکہ غلبے سے فتح ہوا اور ممکن ہے تطبیق
درمیان حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بیچ حکم کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قتال کے اور درمیان حدیث باب کے بیچ امن

دینے حضرت ﷺ کے واسطے ان کے ساتھ اس طور کے کہ ہو امن دینا معلق ساتھ شرط کے اور وہ ترک کرنا قریش کا ہے کھل کر لڑنے کو پس جب جدا جدا ہوئے طرف گھروں اپنے کے اور راضی ہوئے ساتھ امان مذکور کے کہ نہیں لازم پکڑتا ان کے اوباشوں کا لڑنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے اس کو کہ مکہ غلبے سے فتح ہوا ہو اس واسطے کہ اعتبار اصول کا ہے نہ تابعداروں کا اور ساتھ اکثر کے نہ ساتھ کمتر کے اور باوجود اس کے نہیں اختلاف ہے اس میں کہ نہیں جاری ہوئی اس میں تقسیم غنیمت کی اور نہ قید ہوا کوئی مکے والوں میں سے ان لوگوں میں سے جو لڑنے میں شامل ہوا اور ابوداؤد میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے اس سے پوچھا کہ کیا تم نے فتح مکہ کے دن کوئی چیز لوٹی تھی اس نے کہا نہیں اور میل کی ہے ایک گروہ نے ان میں سے ہے ماوردی کہ بعض حصہ مکہ کا غلبے سے فتح ہوا واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے قصے خالد رضی اللہ عنہ کے سے جو مذکور ہوا اور حق یہ ہے کہ صورت فتح ہونے اس کے کی صورت غلبے کی تھی اور معاملہ اہل اس کے کا معاملہ اس شخص کا تھا جو داخل ہوا ساتھ امان کے اور منع کیا ہے ایک جماعت نے ان میں سے ہے سہیلی مترتب ہونے عدم تقسیم اس کی کو اور عدم جواز بیع گھروں ان کے کو اور کرائے پر دینے اس کے کو اس پر کہ وہ صلح سے فتح ہوا بہر حال اول وجہ پس اس واسطے کہ امام کو اختیار ہے بیچ تقسیم کرنے زمین کے درمیان غازیوں کے جب کہ کھینچی جائے کفار سے اور درمیان باقی رکھنے اس کے بطور وقف کے مسلمانوں پر اور نہیں لازم آتا اس سے منع ہونا بیچنا گھروں کا اور کرائے پر دینا ان کا اور لیکن دوسری وجہ پس کہا بعض نے کہ نہیں داخل ہوتی زمین بیچ حکم مالوں کے اس واسطے کہ جو پہلے لوگ تھے جب وہ کافروں پر غالب ہوتے تھے تو مالوں کو نہ لوٹتے تھے پس آسمان سے آگ اترتی تھی اور مالوں کو کھا جاتی تھی اور ہوتی تھی زمین واسطے ان کے عام طور سے جیسا کہ اللہ نے فرمایا ﴿اُدْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ کَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾. (المائدۃ: ۲۱) اور یہ مسئلہ مشہور ہے اس کو ہم اور دراز نہیں کرتے وقد تقدم کثیر من مباحث دور مکة فی باب توریث دور مکة۔ (فتح)

٣٩٤٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مُغَفَّلٍ يَقُوْلُ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلٰى نَاقَتِهٖ وَهُوَ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفَتْحِ يُرَجِّعُ وَقَالَ لَوْلَا أَنْ يَجْتَمِعَ النَّاسُ حَوْلِيْ لَرَجَّعْتُ كَمَا رَجَّعَ.

٣٩٤٥۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے فتح مکہ کے دن حضرت ﷺ کو دیکھا اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور آپ ﷺ سورہ فتح پڑھتے تھے ترجیع سے یعنی حلق میں حرف کو دہراتے تھے اور معاویہ راوی نے کہا کہ اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ میرے گرد جمع ہو جائیں گے تو البتہ میں ترجیع کرتا جیسے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے ترجیع کی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ شعبہ کہتا ہے کہ میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کس طرح ہے ترجیع اس کی کہا آ آ آ تین بار اور ایک روایت میں ہے کہ البتہ پڑھتا میں ساتھ اس خوش آوازی کے کہ حضرت ﷺ نے اس کے ساتھ پڑھا۔

٣٩٤٦۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سَعْدَانُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ حَفْصَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ زَمَنَ الْفَتْحِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيْلٌ مِّنْ مَّنْزِلٍ ثُمَّ قَالَ لَا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَ وَلَا يَرِثُ الْكَافِرُ الْمُؤْمِنَ قِيْلَ لِلزُّهْرِيِّ وَمَنْ وَّرِثَ أَبَا طَالِبٍ قَالَ وَرِثَهُ عَقِيْلٌ وَّطَالِبٌ قَالَ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا فِيْ حَجَّتِهِ وَلَمْ يَقُلْ يُوْنُسُ حَجَّتِهِ وَلَا زَمَنَ الْفَتْحِ.

٣٩٤٦۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے فتح مکہ کے دن کہا یا حضرت! آپ کل کہاں اتریں گے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا عقیل نے ہمارے واسطے کوئی گھر چھوڑا ہے؟ پھر فرمایا کہ وارث نہیں ہوتا مسلمان کافر کا اور نہ کافر مسلمان کا کسی نے زہری سے کہا کہ ابو طالب کے ترکے کا کون وارث ہوا تھا کہا کہ عقیل اور طالب اس کے وارث ہوئے کہا معمر راوی نے زہری سے آپ کل کہاں اتریں گے ان پر حج میں اور یونس نے نہ حج کا ذکر کیا اور نہ فتح کے زمانہ کا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ یا حضرت آپ کل کہاں اتریں گے؟ تو اس کی شرح حج میں گزر چکی ہے اور یہ جو کہا کہ عقیل اور طالب اس کے وارث ہوئے تو پہلے گزر چکا ہے حج میں زہری کی روایت میں ساتھ اس لفظ کے کہ عقیل اور طالب اس کے وارث ہوئے اور جعفر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اس کے وارث نہ ہوئے اس واسطے کہ یہ دونوں اس وقت مسلمان ہو چکے تھے اور عقیل اور طالب اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے انتہی۔ اور یہ دلالت کرتا ہے اوپر مقدم ہونے حکم کے بیچ ابتدا اسلام کے اس واسطے کہ ابو طالب ہجرت سے پہلے مر گیا تھا اور احتمال ہے کہ جب ہجرت واقع ہوئی اس وقت عقیل اور طالب ابو طالب کے ترکہ پر غالب ہوئے ہوں اور تحقیق رکھا تھا ابو طالب نے ہاتھ اپنا عبداللہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ کے ترکہ پر اس واسطے کہ وہ اس کا بھائی تھا اور تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک ابو طالب کے بعد مرنے اپنے دادے عبدالمطلب کے پھر جب ابو طالب مر گیا پھر ہجرت واقع ہوئی اور نہ مسلمان ہوا طالب اور متاخر ہوا اسلام عقیل کا تو غالب ہوئے وہ دونوں ابو طالب کے ترکہ پر اور مر گیا طالب پہلے بدر سے اور متاخر ہوا عقیل پھر جب اسلام کا حکم قرار پایا کہ مسلمان کافر کے ترکہ کا وارث نہیں ہوتا تو بدستور ابو طالب کا ترکہ عقیل کے ہاتھ میں رہا پس اشارہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف اور عقیل نے ان سب گھروں کو بیچ ڈالا تھا اور اختلاف ہے بیچ برقرار رکھنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیل کو اس چیز پر کہ خاص ہوا وہ ساتھ اس کے سو بعض کہتے ہیں کہ بطور احسان کے اس کے واسطے چھوڑا اور بعض کہتے ہیں تالیف قلب کے واسطے چھوڑا اور بعض کہتے ہیں کہ واسطے صحیح رکھنے تصرفات جاہلیت کے جیسے

کہ ان کے نکاح صحیح ہوتے ہیں اور یہ جو کہا کہ کیا عقیل نے ہمارے واسطے کوئی گھر چھوڑا ہے؟ تو اس میں اشارہ ہے کہ اگر عقیل کوئی چھوڑتا تو حضرت ﷺ اس میں اترتے۔ اور اس میں تعاقب ہے خطابی کا جس جگہ اس نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ ان میں نہ اترے اس واسطے کہ وہ ایسے گھر تھے جن کو ہجرت کے ساتھ اللہ کے واسطے چھوڑا تھا سو نہ مناسب جانا حضرت ﷺ نے یہ کہ رجوع کریں کسی چیز میں جس کو اللہ کے واسطے چھوڑا اور اس کی کلام میں نظر ہے جو پوشیدہ نہیں اور ظاہر تر وہ ہے جو میں نے پہلے بیان کیا اور یہ کہ تحقیق جو چیز کہ خاص ہے ساتھ ترک کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ٹھہرنا مہاجر کا ہے اس شہر میں جس میں ہجرت کی نہ مجرد اترنا اس کا اس گھر میں کہ اس کا ملک ہے جب کہ ٹھہرے اس میں اتنی مدت جس کی اس کو اجازت ہے اور وہ حج کی عبادت کے دن ہیں اور تین دن اس کے بعد، واللہ اعلم۔ (فتح)

۳۹۴۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْزِلُنَا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ إِذَا فَتَحَ اللّٰهُ الْخَيْفُ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ.

۳۹۴۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے اترنے کی جگہ ان شاء اللہ جب کہ اللہ نے مکے کو فتح کیا خیف نامی بنی کنانہ کا ٹیلا ہے جس جگہ کفار قریش آپس میں ہم قسم ہوئے تھے کفر پر۔

فائدہ: یعنی جب کہ قریش نے باہم قسم اٹھائی تھی کہ بنی ہاشم سے کسی چیز کی خرید و فروخت نہ کریں اور نہ اُن سے شادی بیاہ کریں اور ان کو پہاڑ کے ایک درے میں روکا اور اس کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

۳۹۴۸۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أَرَادَ حُنَيْنًا مَنْزِلُنَا غَدًا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِخَيْفِ بَنِيْ كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ.

۳۹۴۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے جنگ حنین کا ارادہ کیا تو فرمایا کہ ہمارے اترنے کی جگہ کل ان شاء اللہ خیف نامی بنی کنانہ کا ٹیلہ ہے جس جگہ قریش آپس میں ہم قسم ہوئے تھے۔

فائدہ: جب کہ جنگ حنین کا ارادہ کیا یعنی بیچ جنگ فتح مکہ کے اس واسطے کہ جنگ حنین جنگ فتح مکہ کے پیچھے واقع ہوئی تھی اور البتہ پہلے گزر چکی ہے یہ حدیث حج میں زہری کی روایت سے ساتھ اس لفظ کے جب کہ مکے میں جانے کا ارادہ کیا اور ان دونوں روایتوں میں مخالفت نہیں ساتھ تطبیق مذکور کے لیکن اس جگہ اس کو اس لفظ سے روایت کیا نَحْنُ نَازِلُوْنَ غَدًا بِخَيْفِ بَنِيْ كِنَانَةَ یعنی کل ہم خیف نامی بنی کنانہ کے ٹیلے پر اتریں گے اور جب آپ نے یہ حدیث

فرمائی اس وقت آپ منیٰ میں تھے اور یہ دلالت کرتی ہے کہ حضرت ﷺ نے یہ حدیث اپنے حج میں فرمائی تھی نہ فتح مکہ میں پس یہ مشابہ ہے ساتھ اس حدیث کے جو اس سے پہلے ہے بیچ اختلاف کے اور احتمال رکھتی ہے تعدد کا واللہ اعلم کہتے ہیں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے اس جگہ پر اترنا اختیار کیا تا کہ یاد پڑے کہ یہاں کافروں نے کفر پر کمر باندھی تھی سو شکر کریں اللہ کا اس چیز پر کہ انعام کی اللہ نے اوپر آپ کے فتح عظیم سے اور قدرت پانے سے مکے میں داخل ہونے پر کھلم کھلا تا کہ کافر شرمندہ ہوں اور خاک آلود ہو ناک ان لوگوں کی جنہوں نے کوشش کی بیچ نکالنے حضرت ﷺ کے مکے سے اور واسطے مبالغہ کرنے کے بیچ درگذر کے ان لوگوں سے جنہوں نے برا کیا اور مقابلہ کرنا ان کا ساتھ انعام اور احسان کے اور یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ (فتح)

٣٩٤٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ ابْنُ خَطَلٍ مُّتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ اقْتُلُوْهُ قَالَ مَالِكٌ وَّلَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا نُرٰى وَاللَّهُ أَعْلَمُ يَوْمَئِذٍ مُّحْرِمًا.

٣٩٤٩۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فتح کے دن مکے میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ کے سر پر خود تھی سو جب آپ ﷺ نے اس کو اتارا تو ایک مرد آپ ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ ابن خطل کعبے کے پردے پکڑے ہے حضرت ﷺ نے فرمایا اس کو مار ڈال اور میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت ﷺ اس دن احرام سے نہ تھے اور اللہ خوب جانتا ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پس وہ قتل کیا گیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قتل کرنے ابن خطل کے اور حالانکہ وہ کعبے کے پردے پکڑے تھا اس پر کہ کعبہ نہیں پناہ دیتا اس شخص کو کہ واجب ہو اس کا مار ڈالنا اور یہ کہ جائز ہے مار ڈالنا اس شخص کا کہ واجب ہو مارنا اس کا حرم میں اور اس استدلال میں نظر ہے اس واسطے کہ تمسک کیا ہے مخالفوں نے ساتھ اس کے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے یہ اس گھڑی میں جس میں حضرت ﷺ کو مکے میں لڑنا حلال ہوا اور البتہ تصریح کی حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے کہ حرمت اس کی پھر آئی جیسے پہلے تھی اور وہ گھڑی جس میں حضرت ﷺ کے واسطے مکے میں لڑنا حلال ہوا تھا وہ فتح کے دن کی صبح سے اس کے عصر تک تھی جیسا کہ واقع ہوا ہے نزدیک احمد کے اور عمر بن شیبہ نے کتاب مکہ میں سائب بن یزید سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے کعبے کے پردوں کے نیچے سے ابن خطل کو نکالا اور اس کی گردن ماری باندھ کر درمیان زمزم اور مقام ابراہیم کے اور فرمایا کہ نہ قتل ہو گا قوم قریش سے کوئی ذلیل اور قید سے اس دن کے بعد اور اس کے راوی سب ثقہ ہیں لیکن ابو معشر کے حق میں کلام ہے۔ (فتح)

۳۹۵۰۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَحَوْلَ الْبَيْتِ سِتُّوْنَ وَثَلَاثُ مِائَةِ نُصُبٍ فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُوْدٍ فِيْ يَدِهٖ وَيَقُوْلُ ﴿جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ﴾. (الإسراء:۸۱) ﴿جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ﴾. (السباء:۴۹).

۳۹۵۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکے میں داخل ہوئے اور خانے کعبے کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو چوکنے لگے ایک لکڑی سے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تھی اور فرماتے تھے کہ آیا حق اور نکل بھاگا ناحق آیا حق اور باطل نہ کسی چیز کو از سرنو پیدا کرتا ہے اور نہ کسی چیز کو دوہراتا ہے۔

فائدہ: اور طبرانی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رایت کی ہے کہ پس نہ باقی رہا کوئی بت سامنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مگر کہ اپنی پیٹھ پر گر پڑا باوجودیکہ وہ زمین پر ثابت تھے اور شیطان نے ان کے پاؤں سیسے سے مضبوط کیے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام کیا واسطے ذلیل کرنے بتوں کے اور ان کے پوجنے والوں کے اور واسطے ظاہر کرنے اس بات کے کہ نہ وہ نفع دیتے ہیں اور نہ نقصان کرتے ہیں اور نہ کسی چیز کو اپنی جان سے ہٹا سکتے ہیں اور نصب وہ بت ہیں جو اللہ کے سوا پوجنے کے واسطے کھڑے کیے جاتے تھے۔ (فتح)

۳۹۵۱۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ أَبٰى أَنْ يَدْخُلَ الْبَيْتَ وَفِيْهِ الْاٰلِهَةُ فَأَمَرَ بِهَا فَأُخْرِجَتْ فَأُخْرِجَ صُوْرَةُ إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْمَاعِيْلَ فِيْ أَيْدِيْهِمَا مِنَ الْأَزْلَامِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ لَقَدْ عَلِمُوْا مَا اسْتَقْسَمَا بِهَا قَطُّ ثُمَّ دَخَلَ الْبَيْتَ فَكَبَّرَ فِيْ نَوَاحِي الْبَيْتِ وَخَرَجَ وَلَمْ يُصَلِّ فِيْهِ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوْبَ وَقَالَ

۳۹۵۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں تشریف لائے تو خانے کعبے میں داخل ہونے سے انکار کیا اور حالانکہ اس میں بت تھے سو حکم دیا ان کے نکال ڈالنے کا سو نکالے گئے پس نکالی گئی صورت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی اور ان کے ہاتھ میں فال کے تیر تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ لعنت کرے مشرکین مکہ پر البتہ ان کو معلوم ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام نے کبھی تیروں سے فال نہیں لی پھر خانے کعبے میں داخل ہوئے اور بیت اللہ کی کونوں میں تکبیر کہی اور اس میں نماز نہ پڑھی۔

وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: ازلام وہ تیر تھے کہ کفار نیکی بدی میں ان کے ساتھ فال لیتے تھے اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ ان کے پس اوندھے ڈالے گئے اپنے مونہوں پر اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ مشرکوں کا ناس کرے ابراہیم علیہ السلام نے تو کبھی پانسوں سے فال نہیں لی پھر زعفران منگایا اور ان صورتوں کو لگا کر مٹایا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس مکان میں تصویریں ہوں اس میں نماز پڑھنی مکروہ ہے واسطے ہونے اس کے جگہ گمان شرک کی اور تھا اکثر کفر پہلی امتوں کا تصویروں کی جہت سے اور ایک زوایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کعبے میں جا کر سب تصویروں کو مٹا ڈالیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سب تصویروں کو مٹا ڈالا اور اسامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ خانے کعبے میں داخل ہوئے اور اس میں ابراہیم علیہ السلام کی صورت دیکھی اور اس کو پانی سے مٹا ڈالا تو یہ حدیث محمول ہے کہ جس نے اس کو پہلے مٹایا تھا کچھ اثر اس کا اس پر پوشیدہ رہا تھا اور ابن عائذ کی مغازی میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اس کی ماں کی صورت باقی رہی تھی یہاں تک کہ دیکھا ان کو اس شخص نے جو غسان کے نصاریٰ سے مسلمان ہوا پھر جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے خانے کعبے کو ڈھایا یعنی از سر نو بنانے کے واسطے تو دونوں جاتی رہیں ان کا کوئی نشان باقی نہ رہا اور بعض کہتے ہیں کہ کعبے کے جلائے جانے کے وقت جاتی رہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ لعنت کرے ان لوگوں پر جو ایسی چیزوں کی تصویریں بناتے ہیں جن کو پیدا نہیں کر سکتے اور باقی شرح حدیث کی حج میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ دُخُوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَعْلٰى مَكَّةَ.

داخل ہونا نبی ﷺ کا مکے میں بالائی جانب سے۔

فائدہ: یعنی وقت فتح کرنے اس کے اور حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ فتح مکہ کے دن داخل ہوئے بڑی عاجزی سے۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ مِنْ أَعْلٰى مَكَّةَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ مُرْدِفًا أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَّمَعَهٗ بِلَالٌ وَّمَعَهٗ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ مِنَ الْحَجَبَةِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سامنے آئے حضرت ﷺ فتح کے دن مکے کے بالائی جانب سے اپنی اونٹنی پر سوار تھے اپنے پیچھے اسامہ رضی اللہ عنہ کو چڑھائے تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ تھے کعبے کے دربانوں سے یہاں تک کہ اونٹنی کو مسجد میں بٹھایا سو حضرت ﷺ نے

حَتّٰي اَنَاخَ فِي الْمَسْجِدِ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّاْتِيَ بِمِفْتَاحِ الْبَيْتِ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهٗ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَّبِلَالٌ وَّعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ فَمَكَثَ فِيْهِ نَهَارًا طَوِيْلًا ثُمَّ خَرَجَ فَاسْتَبَقَ النَّاسُ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَوَّلَ مَنْ دَخَلَ فَوَجَدَ بِلَالًا وَّرَآءَ الْبَابِ قَائِمًا فَسَاَلَهٗ اَيْنَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَشَارَ لَهٗ اِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَنَسِيْتُ اَنْ اَسْاَلَهٗ كَمْ صَلّٰى مِنْ سَجْدَةٍ.

طلحہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کعبے کی چابی لائے (تو اس نے چابی لا کر دروازہ کھولا) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں داخل ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسامہ رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں بہت ٹھہرے رہے پھر باہر تشریف لائے سو لوگ آگے پیچھے دوڑے سو سب سے پہلے پہل ابن عمر رضی اللہ عنہما داخل ہوئے سو بلال رضی اللہ عنہ کو دروازے کے پیچھے کھڑا پایا اور اس سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں نماز پڑھی؟ سو اشارہ کیا اس نے اس جگہ کی طرف جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ کو اس سے یہ پوچھنا یاد نہ رہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی رکعتیں پڑھیں۔

فائدہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم دیا کہ خانے کعبے کی چابی لائے عبدالرزاق اور طبرانی نے زہری سے مرسل روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن عثمان بن طلحہ سے کہا کہ میرے پاس چابی لاؤ وہ گیا اس نے بہت دیر کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے منتظر تھے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے موتیوں کی طرح پسینہ ٹپکتا تھا اور فرماتے تھے کس چیز نے اس کو روکا؟ سو ایک مرد اس کی طرف دوڑا اور چابی عثمان کی ماں کے پاس تھی وہ کہتی تھی کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے چابی لی تو تم کو کبھی نہ دیں گے سو وہ ہمیشہ اس سے مانگتا رہا یہاں تک کہ اس نے چابی دی وہ اس کو لایا اور خانے کعبے کا دروازہ کھولا گیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں داخل ہوئے پھر باہر تشریف لائے اور پانی پلانے کی جگہ کے پاس بیٹھے تو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کوئی قوم ہم سے نصیب میں زیادہ تر نہیں کہ ہم کو پیغمبری اور سقایہ اور چابی برداری ملی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اس بات کو مکروہ جانا پھر عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر چابی دی اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اترے اور لوگ مطمئن ہوئے تو نکلے یہاں تک کہ خانے کعبے میں آئے اور اس کے گرد طواف کیا پھر جب طواف سے فارغ ہوئے تو عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا کر اس سے چابی لی اور کعبے کا دروازہ کھول کر اس کے دروازے پر کھڑے ہوئے پھر کہا کہ اے گروہ قریش کے تم کو کیا گمان ہے کہ میں تمہارے ساتھ کروں گا؟ انہوں نے کہا کہ بہتر بھائی کا بیٹا فرمایا جاؤ تم آزاد ہو پھر بیٹھے تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جمع کرو ہمارے واسطے دربانی کو اور پانی پلانے کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو چابی دی اور فرمایا کہ لے یہ ہمیشہ تیرے پاس رہے گی اور میں نے یہ تم کو نہیں دی لیکن اللہ نے تم کو دی نہ چھینے گا تم سے کوئی مگر ظالم روایت کیا

ہے اس کو ابن اسحاق اور ابن عائذ نے اور ایک روایت میں ہے کہ طلحہ رضی اللہ عنہ کی اولاد کہتے تھے کہ نہ کھولیں گے کعبے کو مگر وہی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے چابی لی اور اس کو اپنے ہاتھ سے کھولا۔ (فتح)

۳۹۵۲۔ حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ خَارِجَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَآءٍ الَّتِي بِأَعْلٰى مَكَّةَ تَابَعَهُ أَبُو أُسَامَةَ وَوُهَيْبٌ فِي كَدَآءٍ.

۳۹۵۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکے میں داخل ہوئے کدا کی طرف سے جو مکے کی بالائی جانب میں ہے۔

۳۹۵۳۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ أَعْلٰى مَكَّةَ مِنْ كَدَآءٍ.

۳۹۵۳۔ حضرت عروہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے دن مکے کی بالائی جانب سے داخل ہوئے کدا کی طرف سے۔

بَابُ مَنْزِلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ.

باب ہے بیان میں اس جگہ کے جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن اترے تھے۔

۳۹۵٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى مَا أَخْبَرَنَا أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحٰى غَيْرَ أُمِّ هَانِئٍ فَإِنَّهَا ذَكَرَتْ أَنَّهُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ اغْتَسَلَ فِي بَيْتِهَا ثُمَّ صَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ قَالَتْ لَمْ أَرَهُ صَلَّى صَلَاةً أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ.

۳۹۵۴۔ حضرت ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ نہیں خبر دی ہم کو کسی نے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا ہو سوائے ام ہانی رضی اللہ عنہا کے سو بیشک اس نے ذکر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن اس کے گھر میں غسل کیا پھر آٹھ رکعتیں پڑھیں ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نہیں دیکھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ کوئی نماز اس سے زیادہ تر ہلکی پڑھی ہو سوائے اس کے کہ رکوع سجود کو پورا کرتے تھے۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم محصب میں اترے تھے اور اس حدیث میں ہے کہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں اترے تھے اور اکلیل میں ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فتح کے دن میرے پاس اترے تھے اور اس میں کوئی مخالفت نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر میں اترے تھے پھر پھرے اس جگہ کی طرف جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ گاڑا گیا تھا نزدیک شعب ابی طالب کے اور وہ جگہ وہ ہے جس میں مشرکوں نے مسلمانوں کو بند کیا

تھا اور روایت کی ہے واقدی نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے اترنے کی جگہ جب کہ اللہ ہم پر مکے کو فتح کرے گا وہ ٹیلا ہے جس جگہ ہم قسم ہوئے کفار کفر پر مقابل درے ابو طالب کے جس جگہ انہوں نے ہم کو بند کیا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے کے گھروں میں داخل ہوئے۔

بَابٌ. یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب بغیر ترجمہ کے ہے اور شاید بخاری نے اس کے واسطے بیاض چھوڑا ہوگا پس نہ متفق ہوا واسطے اس کے واقع ہونا اس چیز کا کہ اس کے مناسب ہے۔ (فتح)

۳۹۵۵۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِی الضُّحٰی عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِیْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ.

۳۹۵۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجود میں کہتے تھے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ یعنی پاک ہے تو اے اللہ! اے ہمارے رب! اور ساتھ حمد تیری کے الٰہی مجھ کو بخش دے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز کے بیان میں گزر چکی ہے اور وجہ داخل ہونے اس کے اس جگہ وہ چیز ہے جو تفسیر میں آئے گی کہ نہیں پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز اس کے بعد کہ اتری آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ مگر کہ اس میں یہ دعا کہتے تھے۔ (فتح)

۳۹۵۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ عُمَرُ يُدْخِلُنِیْ مَعَ أَشْيَاخِ بَدْرٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِمَ تُدْخِلُ هٰذَا الْفَتٰى مَعَنَا وَلَنَا أَبْنَآءٌ مِّثْلُهٗ فَقَالَ إِنَّهٗ مِمَّنْ قَدْ عَلِمْتُمْ قَالَ فَدَعَاهُمْ ذَاتَ يَوْمٍ وَّدَعَانِیْ مَعَهُمْ قَالَ وَمَا رُئِيْتُهٗ دَعَانِیْ يَوْمَئِذٍ إِلَّا لِيُرِيَهُمْ مِّنِّیْ فَقَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِیْ ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِیْ دِيْنِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا﴾ حَتّٰى خَتَمَ

۳۹۵۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ مجھ کو (اپنی مجلس میں) بدری بزرگوں کے ساتھ داخل کرتے تھے تو بعض نے کہا کہ تم اس جوان کو ہمارے ساتھ کیوں داخل کرتے ہو اور ہمارے بیٹے اس کی مانند ہیں سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بیشک یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کی فضیلت تم کو معلوم ہے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک دن ان کو بلایا اور مجھ کو بھی ان کے ساتھ بلایا اور نہیں گمان کرتا میں ان کو کہ بلایا مجھ کو اس دن مگر تا کہ ان کو میری بعض فضیلت دکھلائیں سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا کہتے ہو تم اس آیت کی تفسیر میں کہ جب آئی مدد اللہ کی اور فتح اور

السُّوْرَةَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ أُمِرْنَا أَنْ نَّحْمَدَ اللّٰهَ وَنَسْتَغْفِرَهٗ إِذَا نُصِرْنَا وَفُتِحَ عَلَيْنَا وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا نَدْرِیْ أَوْ لَمْ يَقُلْ بَعْضُهُمْ شَيْئًا فَقَالَ لِیْ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ أَكَذَاكَ تَقُوْلُ قُلْتُ لَا قَالَ فَمَا تَقُوْلُ قُلْتُ هُوَ أَجَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمَهُ اللّٰهُ لَهٗ ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ فَتْحُ مَكَّةَ فَذَاكَ عَلَامَةُ أَجَلِكَ ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا﴾ قَالَ عُمَرُ مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَمُ.

دیکھے تو لوگوں کو کہ داخل ہوتے ہیں اللہ کے دین میں فوج فوج ؟ یہاں تک کہ سورہ کو ختم کیا سو کہا بعض نے کہ ہم کو حکم ہوا کہ اللہ کی حمد کریں اور اس سے بخشش مانگیں جب کہ ہم کو مدد ہوئی اور فتح نصیب ہوئی اور بعض نے کہا کہ ہم کو اس کے معنی معلوم نہیں اور بعض نے کچھ بھی نہ کہا تو عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ اے ابن عباس! کیا اسی طرح تم کہتے ہو؟ میں نے کہا نہیں کہا سو تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ہے یعنی مراد اس سورہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ہے جو اللہ نے آپ کو معلوم کروائی جب آئی اللہ کی مدد اور فتح مکہ کی تو یہ نشانی تیری موت کی ہے پس پاکی بول اپنے رب کی خوبیاں اور بخشش مانگ اس سے بیشک وہ ہے معاف کرنے والا کہا عمر رضی اللہ عنہ نے نہیں جانتا میں اس سے مگر جو تم جانتے ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں آئے گی۔

۳۹۵۷۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ شُرَحْبِيْلَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِیْ شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ أَنَّهٗ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ وَّهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوْثَ إِلٰى مَكَّةَ ائْذَنْ لِیْ أَيُّهَا الْأَمِيْرُ أُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَ يَوْمَ الْفَتْحِ سَمِعَتْهُ أُذُنَایَ وَوَعَاهُ قَلْبِیْ وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَایَ حِيْنَ تَكَلَّمَ بِهٖ إِنَّهٗ حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ لَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ أَنْ يَّسْفِكَ بِهَا دَمًا وَّلَا

۳۹۵۷۔ حضرت ابو شریح سے روایت ہے کہ اس نے عمرو بن سعید سے کہا اور وہ لشکروں کو مکے کی طرف بھیجتا تھا اے سردار مجھ کو حکم ہو تو میں تجھ سے ایک حدیث بیان کروں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ سے اگلے دن فرمائی میرے دونوں کانوں نے اس کو سنا اور میرے دل نے اس کو یاد رکھا اور میری دونوں آنکھوں نے آپ کو دیکھا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ کلام کیا بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا کہ بے شک مکہ اللہ نے حرام کیا ہے آدمیوں نے اس کو حرام نہیں کیا سو جو مرد کہ اللہ اور قیامت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو اس کو حلال نہیں کہ اس میں خون کو بہائے یعنی کسی کو قتل کرے اور نہ مکے کا درخت کاٹے اور اگر کوئی مکے میں خون

يَعْضِدَ بِهَا شَجَرًا فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا فَقُوْلُوْا لَهُ إِنَّ اللّٰهَ أَذِنَ لِرَسُوْلِهٖ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ وَإِنَّمَا أَذِنَ لِيْ فِيْهَا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ وَّقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَآئِبَ فَقِيْلَ لِأَبِيْ شُرَيْحٍ مَّاذَا قَالَ لَكَ عَمْرٌو قَالَ قَالَ أَنَا أَعْلَمُ بِذٰلِكَ مِنْكَ يَا أَبَا شُرَيْحٍ إِنَّ الْحَرَمَ لَا يُعِيْذُ عَاصِيًا وَّلَا فَارًّا بِدَمٍ وَّلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَرْبَةُ الْبَلِيَّةُ.

کرنا درست جانے پیغمبر ﷺ کے قتل کرنے کی دلیل سے تو اس سے کہہ دو کہ البتہ اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا تھا اور تم کو حکم نہیں دیا اور مجھ کو بھی دن کی ایک ساعت میں اجازت ہوئی پھر اس کی حرمت پلٹ آئی آج جیسی کل تھی اور چاہیے کہ جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو یہ حکم پہنچا دیں تو کسی نے ابو شریح سے پوچھا کہ عمرو نے تجھ کو کیا کہا؟ کہا اس نے کہا اے ابو شریح! میں اس کو تجھ سے زیادہ جانتا ہوں بیشک حرم نہیں پناہ دیتا گنہگار کو اور نہ خونی کو اور نہ تقصیری کو۔

فائدہ: عمرو کا یہ کلام ظاہر میں حق ہے لیکن مراد اس کی اس سے باطل ہے اس واسطے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کوئی خون نہیں کیا تھا اور نہ کوئی گناہ جو موجب حد ہو۔

۳۹۵۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ.

۳۹۵۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا فتح مکہ کے دن فرماتے تھے اور آپ ﷺ مکے میں تھے کہ بیشک اللہ اور اس کے رسول نے شراب کی خرید و فروخت حرام کی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بیع میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَقَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ زَمَنَ الْفَتْحِ.

ٹھہرنا حضرت ﷺ کا مکہ میں فتح کے دنوں میں۔

۳۹۵۹۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَّحْيَى بْنِ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَقَمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۹۵۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ دس دن ٹھہرے ہم نماز کو قصر کرتے تھے۔

عَشْرًا نَقْصُرُ الصَّلَاةَ.

۳۹۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ.

۳۹۶۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انیس دن مکے میں ٹھہرے دو رکعتیں پڑھتے تھے یعنی نماز کو قصر کرتے تھے۔

۳۹۶۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقَمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ تِسْعَ عَشْرَةَ نَقْصُرُ الصَّلَاةَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَنَحْنُ نَقْصُرُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ تِسْعَ عَشْرَةَ فَإِذَا زِدْنَا أَتْمَمْنَا.

۳۹۶۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں انیس دن ٹھہرے ہم نماز کو قصر کرتے تھے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ہم قصر کرتے ہیں انیس دن تک یعنی جب کہ انیس دن تک ٹھہریں اور جب ہم انیس دن سے زیادہ ٹھہرتے ہیں تو پوری نماز پڑھتے ہیں۔

فائدہ: ظاہرا یہ دونوں حدیثیں یعنی انس رضی اللہ عنہ کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی آپس میں معارض ہیں اور میرا اعتقاد یہ ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث تو حجۃ الوداع میں ہے اس واسطے کہ حجۃ الوداع ہی ہے وہ سفر جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں دس دن ٹھہرے تھے اس واسطے کہ چوتھے دن داخل ہوئے اور چودھویں دن نکلے اور بہر حال حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی پس وہ فتح مکہ میں ہے اور پہلے بیان کیا ہے میں نے اس کو باب قصر الصلوٰۃ میں اور وارد کی ہے میں نے اس جگہ تصریح ساتھ اس کے کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حجۃ الوداع میں ہے اور شاید داخل کیا ہے اس کو بخاری نے اس باب میں واسطے اشارہ کرنے اس چیز کی طرف کہ میں نے ذکر کی اور واقع ہوا ہے بیچ روایت اسماعیلی کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں دس دن ٹھہرے نماز کو قصر کرتے تھے اور اسی طرح ہے بیچ باب قصر الصلوٰۃ کے اور وجہ سے یحییٰ بن ابی اسحاق سے نزدیک بخاری کے اور وہ میرے قول کی تائید کرتی ہے اس واسطے کہ مدت ٹھہرنے ان کے کی بیچ سفر فتح کے یہاں تک کہ مدینے کی طرف پھرے اسی دن سے زیادہ ہے۔ (فتح)

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب بغیر ترجمہ کے ہے اور ساقط ہوا ہے نسفی کی روایت میں سے پس ہو گئیں حدیثیں اس کی منجملہ پہلے باب کے اور مناسبت اس کی واسطے اس کے ظاہر نہیں اور شاید بخاری نے اس کے واسطے بیاض چھوڑا ہوگا کہ اس میں ترجمہ لکھے پس نہ اتفاق ہوا اور مناسب واسطے ترجمہ اس کے وہ شخص ہے جو فتح مکہ میں حاضر ہوا۔ (فتح)

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ

ابن شہاب سے روایت ہے کہ خبر دی مجھ کو عبداللہ بن

شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ ثَعْلَبَةَ بْنِ صُعَيْرٍ وَّكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَسَحَ وَجْهَهٗ عَامَ الْفَتْحِ.

ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال اس کے منہ پر ہاتھ پھیرا تھا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اس نے ایک رکعت وتر پڑھی۔

۳۹۶۲۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سُنَيْنٍ أَبِي جَمِيْلَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا وَنَحْنُ مَعَ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ وَزَعَمَ أَبُوْ جَمِيْلَةَ أَنَّهٗ أَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَرَجَ مَعَهٗ عَامَ الْفَتْحِ.

۳۹۶۲۔ زہری سے روایت ہے اس نے روایت کی سنین ابی جمیلہ سے کہا زہری نے خبر دی ہم کو ابو جمیلہ نے اور ہم ابن مسیب رحمہ اللہ کے ساتھ تھے کہا ابو جمیلہ نے کہا کہ بیشک اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا اور فتح مکہ کے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا یعنی واسطے جہاد کے۔

۳۹۶۳۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلِمَةَ قَالَ قَالَ لِيْ أَبُوْ قِلَابَةَ أَلَا تَلْقَاهُ فَتَسْأَلَهٗ قَالَ فَلَقِيْتُهٗ فَسَأَلْتُهٗ فَقَالَ كُنَّا بِمَآءٍ مَمَرَّ النَّاسِ وَكَانَ يَمُرُّ بِنَا الرُّكْبَانُ فَنَسْأَلُهُمْ مَا لِلنَّاسِ مَا لِلنَّاسِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ فَيَقُوْلُوْنَ يَزْعُمُ أَنَّ اللّٰهَ أَرْسَلَهٗ أَوْحٰى إِلَيْهِ أَوْ أَوْحَى اللّٰهُ بِكَذَا فَكُنْتُ أَحْفَظُ ذٰلِكَ الْكَلَامَ وَكَأَنَّمَا يُقَرُّ فِيْ صَدْرِيْ وَكَانَتِ الْعَرَبُ تَلَوَّمُ بِإِسْلَامِهِمُ الْفَتْحَ فَيَقُوْلُوْنَ اتْرُكُوْهُ وَقَوْمَهٗ فَإِنَّهٗ إِنْ ظَهَرَ عَلَيْهِمْ فَهُوَ نَبِيٌّ صَادِقٌ فَلَمَّا كَانَتْ وَقْعَةُ أَهْلِ الْفَتْحِ بَادَرَ كُلُّ قَوْمٍ بِإِسْلَامِهِمْ وَبَدَرَ أَبِيْ قَوْمِيْ بِإِسْلَامِهِمْ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ

۳۹۶۳۔ حضرت ایوب سے روایت ہے اس نے روایت کی ابو قلابہ سے اس نے عمرو بن سلمہ سے ایوب کہتا ہے کہ ابو قلابہ نے مجھ سے کہا کہ کیا تو عمرو سے نہیں ملتا کہ تو اس سے حال پوچھے کہ تم کس طرح مسلمان ہوئے؟ کہا سو میں اس سے ملا میں نے اس سے پوچھا عمرو نے کہا کہ ہم چشمہ پر تھے لوگوں کیگزر گاہ میں اور ہم پر سواروں کا قافلہ گزرتا تھا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جاتے وقت سو ہم اُن سے پوچھتے تھے کہ کیا حال ہے لوگوں کا کیا حال ہے لوگوں کا کیا حال ہے اس مرد کا سو کہتے تھے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ نے اس کو بھیجا ہے اس کی طرف وحی کی اللہ نے اس طرح وحی کی سو میں اس کلام کو یاد رکھتا تھا سو جیسے میرے سینے میں پڑھا جاتا ہے یعنی جمع ہو جاتا اور عرب کے لوگ اپنے مسلمان ہونے میں فتح مکہ کے منتظر تھے کہ اگر مکہ فتح ہو گیا تو ہم مسلمان ہو جائیں گے نہیں تو نہیں پس کہتے تھے کہ اس کو اپنی قوم کے ساتھ چھوڑو سو بیشک اگر وہ

جِئْتُكُمْ وَاللّٰهِ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقًّا فَقَالَ صَلُّوْا صَلَاةَ كَذَا فِي حِيْنِ كَذَا وَصَلُّوْا صَلَاةَ كَذَا فِي حِيْنِ كَذَا فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْثَرُكُمْ قُرْآنًا فَنَظَرُوْا فَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَكْثَرَ قُرْآنًا مِّنِّيْ لِمَا كُنْتُ أَتَلَقّٰى مِنَ الرُّكْبَانِ فَقَدَّمُوْنِيْ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَأَنَا ابْنُ سِتٍّ أَوْ سَبْعِ سِنِيْنَ وَكَانَتْ عَلَيَّ بُرْدَةٌ كُنْتُ إِذَا سَجَدْتُّ تَقَلَّصَتْ عَنِّيْ فَقَالَتْ اِمْرَأَةٌ مِّنَ الْحَيِّ أَلَا تُغَطُّوْا عَنَّا اِسْتَ قَارِئِكُمْ فَاشْتَرَوْا فَقَطَعُوْا لِيْ قَمِيْصًا فَمَا فَرِحْتُ بِشَيْءٍ فَرَحِيْ بِذٰلِكَ الْقَمِيْصِ.

ان پر غالب ہوا تو وہ سچا پیغمبر ہے سو جب مکہ فتح ہوا تو ہر قوم نے مسلمان ہونے میں جلدی کی اور میرے باپ نے اپنی قوم کے ساتھ مسلمان ہونے میں جلدی کی پھر جب حضرت ﷺ کے پاس سے آیا تو کہا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ میں سچے پیغمبر کے نزدیک سے تمہارے پاس آیا ہوں سو فرمایا کہ فلاں نماز فلاں وقت میں پڑھو اور فلاں نماز فلاں وقت میں پڑھو یعنی پانچوں وقت کی نماز بتلائی سو جب نماز کا وقت آئے تو چاہیے کہ کوئی تم میں سے اذان دیا کرے اور چاہیے کہ جو تم میں زیادہ قرآن جانتا ہو وہ امام بنے سو انہوں نے دیکھا سو مجھ سے زیادہ قرآن کسی کو یاد نہ تھا اس واسطے کہ میں راہ چلنے والے سواروں سے قرآن سیکھتا تھا سو انہوں نے مجھ کو اپنا امام بنایا اور میری عمر چھ یا سات برس کی تھی اور مجھ پر ایک چادر تھی جب میں سجدہ کرتا تھا تو وہ مجھ سے سمٹ جاتی تھی تو ایک عورت نے قوم میں سے کہا کہ کیا ہم سے اپنے قاری کے چوتڑ نہیں ڈھانکتے؟ سو انہوں نے کپڑا خرید کر میرے واسطے ایک کرتا بنایا سو میں کسی چیز سے ایسے خوش نہیں ہوا جیسے میں اس کرتے سے خوش ہوا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اللہ نے اس طرح وحی کی تو مراد حکایت کرنا اس چیز کی ہے کہ تھے خبر دیتے ان کو لوگ ساتھ اس کے اس چیز سے کہ سنا تھا اس کو قرآن سے اور یہ جو کہا کہ کیا حال ہے اس مرد کا؟ یعنی اور کیا حال ہے عرب کا ساتھ اس کے؟ اور ابوداؤد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں لڑکا یاد رکھنے والا تھا سو میں نے قرآن میں سے بہت کچھ یاد کر لیا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے سو میں کسی مجمع میں حاضر نہیں ہوا مگر کہ میں ان کا امام تھا اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے شافعیہ کے بیچ جائز ہونے امامت اس لڑکے کے کہ تمیز رکھتا ہو فرض نماز میں یعنی اگرچہ نابالغ ہو اور اس مسئلے میں اختلاف مشہور ہے اور نہیں انصاف کیا اس شخص نے جو کہتا ہے کہ یہ کام انہوں نے اپنے اجتہاد سے کیا تھا اور حضرت ﷺ کو اس پر اطلاع نہیں ہوئی اس واسطے کہ وہ شہادت نفی کی ہے اور اس واسطے کہ نہیں واقع ہوتی ہے تقریر وحی کے زمانے میں ناجائز چیز پر جیسا کہ استدلال کیا ہے ابوسعید رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ نے واسطے جائز ہونے

عزل کے اس وجہ سے کہ انہوں نے اس کو حضرت ﷺ کے زمانے میں کیا اور اگر منع ہوتا تو قرآن میں اس سے منع کیا جاتا اور اسی طرح نہیں انصاف کیا اس شخص نے جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس کے کہ نماز میں ستر کا ڈھانکنا نہیں شرط ہے واسطے صحیح ہونے اس کے بلکہ وہ سنت ہے اور کافی ہے بغیر اس کے اس واسطے کہ یہ واقعہ حال کا ہے پس احتمال ہے کہ ہو بعد معلوم کرنے ان کے ساتھ حکم کے۔ (فتح)

٣٩٦٤۔ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِیْ يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِیْ وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلٰى أَخِيْهِ سَعْدٍ أَنْ يَّقْبِضَ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ وَقَالَ عُتْبَةُ إِنَّهُ ابْنِیْ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ فِی الْفَتْحِ أَخَذَ سَعْدُ بْنُ أَبِیْ وَقَّاصٍ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ فَأَقْبَلَ بِهٖ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقْبَلَ مَعَهٗ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِیْ وَقَّاصٍ هٰذَا ابْنُ أَخِیْ عَهِدَ إِلَیَّ أَنَّهُ ابْنُهٗ قَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا أَخِیْ هٰذَا ابْنُ زَمْعَةَ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ابْنِ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ فَإِذَا أَشْبَهُ النَّاسِ بِعُتْبَةَ بْنِ أَبِیْ وَقَّاصٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ هُوَ أَخُوْكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهٗ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهٖ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

٣٩٦٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد کو وصیت کی تھی یہ کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا لے لے اور کہا عتبہ نے کہ بیشک وہ میرا بیٹا ہے سو جب حضرت ﷺ فتح کے دن مکے میں تشریف لائے تو سعد نے زمعہ کی لونڈی کا بیٹا لیا اور اس کو حضرت ﷺ کے سامنے لایا اور عبد بن زمعہ بھی اس کے ساتھ آیا سو ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے اس نے مجھ کو وصیت کی تھی کہ وہ اس کا بیٹا ہے عبد بن زمعہ نے کہا یا حضرت! یہ میرا بھائی ہے زمعہ کا بیٹا ہے اس کے بچھونے پر پیدا ہوا سو حضرت ﷺ نے زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کی طرف نظر کی سو اچانک دیکھا کہ وہ سب لوگوں میں عتبہ کے ساتھ زیادہ تر مشابہ ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے عبد بن زمعہ وہ واسطے تیرے ہے اور تیرا بھائی ہے اس سبب سے کہ وہ اس کے بستر پر پیدا ہوا اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے سودہ اس سے پردہ کر بہ سبب اس چیز کے کہ دیکھی مشابہت اس کی عتبہ کے ساتھ' ابن شہاب کہتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لڑکا بستر والے کا ہے اور زنا کرنے والے کو پتھر ہے' ابن شہاب نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کو پکار کر کہتے تھے یعنی اس پچھلے حکم کو کہ لڑکا بستر والے کا ہے اور زانی کو پتھر ہے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجِبِیْ مِنْهُ يَا سَوْدَةُ لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِی وَقَّاصٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَّكَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يَصِيْحُ بِذٰلِكَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح فرائض میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ اور غرض اس کے یہاں اشارہ ہے اس کی طرف کہ یہ قصہ فتح مکے کے بعد واقع ہوا ہے۔

۳۹۶۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَةِ الْفَتْحِ فَفَزِعَ قَوْمُهَا إِلٰى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ يَّسْتَشْفِعُوْنَهٗ قَالَ عُرْوَةُ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ أُسَامَةُ فِيْهَا تَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتُكَلِّمُنِیْ فِیْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ قَالَ أُسَامَةُ اِسْتَغْفِرْ لِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمَّا كَانَ الْعَشِیُّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ خَطِيْبًا فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ النَّاسَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ أَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا ثُمَّ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۹۶۵۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چوری کی جنگ فتح میں سو اس کی قوم گھبرا کر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے پاس آئی سفارش چاہنے کو یعنی اقامت حد میں سو جب اسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے حق میں سفارش کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ رنگین ہوا سو فرمایا کہ کیا تو مجھ سے کلام کرتا ہے ایک حد میں اللہ کی حدوں میں سے اُسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! میرے واسطے بخشش مانگیے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر سے پیچھے خطبے کو کھڑے ہوئے سو اللہ کی تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر فرمایا حمد وصلوٰۃ کے بعد پس سوائے اس کے کچھ نہیں ہے کہ اسی نے تو ہلاک کر ڈالا ان کو جو تم سے پہلے تھے کہ جب ان میں کوئی معزز اور رئیس چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے بے سزا دیئے اور جب اُن میں کوئی غریب مسکین چوری کرتا تو اس پر چوری کی حد قائم کرتے یعنی اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتے اور قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی چوری کرے تو البتہ اس کا ہاتھ بھی کاٹ ڈالوں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اس عورت کے ہاتھ کاٹنے

بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ فَقُطِعَتْ يَدُهَا فَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا بَعْدَ ذٰلِكَ وَتَزَوَّجَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَتْ تَأْتِي بَعْدَ ذٰلِكَ فَأَرْفَعُ حَاجَتَهَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کا سو اس کا ہاتھ کاٹا گیا سو خوب رہی توبہ اس کی اس کے بعد اور اس نے نکاح کیا' کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو وہ اس کے بعد میرے پاس آتی تھی سو میں اس کی حاجت کو حضرت ﷺ کے پاس پہنچاتی تھی۔

فائدہ: اس حدیث کی صورت مرسل کی طرح ہے لیکن اس کے اخیر میں وہ چیز ہے جو چاہتی ہے کہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے واسطے قول عروہ کے اس کے اخیر میں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ اس کے بعد میرے پاس آتی تھی سو میں اس کی حاجت کو حضرت ﷺ کے پاس پہنچاتی تھی اور غرض اس کی اس جگہ اشارہ کرنا ہے کہ یہ قصہ فتح مکہ میں واقع ہوا۔ (فتح)

٣٩٦٦۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي مُجَاشِعٌ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَخِي بَعْدَ الْفَتْحِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْتُكَ بِأَخِي لِتُبَايِعَهُ عَلَى الْهِجْرَةِ قَالَ ذَهَبَ أَهْلُ الْهِجْرَةِ بِمَا فِيْهَا فَقُلْتُ عَلٰى أَيِّ شَيْءٍ تُبَايِعُهُ قَالَ أُبَايِعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْإِيْمَانِ وَالْجِهَادِ فَلَقِيْتُ مَعْبَدًا بَعْدُ وَكَانَ أَكْبَرَهُمَا فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ صَدَقَ مُجَاشِعٌ.

٣٩٦٦۔ حضرت مجاشع سے روایت ہے کہ میں فتح مکہ کے بعد اپنے بھائی کو لایا میں نے کہا یا حضرت! میں اپنے بھائی کو آپ کے پاس لایا ہوں تا کہ آپ اس سے ہجرت پر بیعت کریں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہجرت والے ثواب کو لے گئے جو اس میں تھا میں نے کہا آپ اس سے کس چیز پر بیعت کرتے ہیں فرمایا میں اس سے اسلام اور ایمان اور جہاد پر بیعت کرتا ہوں (ابو عثمان کہتا ہے) سو میں اس کے بعد ابو سعید سے ملا اور وہ دونوں میں بڑا تھا سو میں نے اس سے یہ حدیث پوچھی اس نے کہا مجاشع سچا ہے۔

٣٩٦٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُوْدٍ انْطَلَقْتُ بِأَبِي مَعْبَدٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُبَايِعَهُ عَلَى الْهِجْرَةِ قَالَ مَضَتِ الْهِجْرَةُ لِأَهْلِهَا أُبَايِعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْجِهَادِ فَلَقِيْتُ أَبَا مَعْبَدٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ صَدَقَ مُجَاشِعٌ وَقَالَ خَالِدٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ

٣٩٦٧۔ حضرت مجاشع سے روایت ہے کہ میں اپنے بھائی ابو معبد کے ساتھ حضرت ﷺ کی طرف چلا تا کہ آپ ﷺ سے ہجرت پر بیعت کرے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گزر چکی ہجرت واسطے ہجرت والوں کے یعنی ہجرت کا ثواب وہی لے گئے میں اس سے بیعت کرتا ہوں اسلام اور جہاد پر پھر میں ابو معبد سے ملا (یہ ابو عثمان راوی کا قول ہے) سو میں نے اس سے یہ حدیث پوچھی اس نے کہا مجاشع سچا ہے۔

عَنْ مُجَاشِعٍ أَنَّهُ جَآءَ بِأَخِيهِ مُجَالِدٍ.

فائدہ: ہجرت کا بیان جہاد کی ابتدا میں گزر چکا ہے۔

۳۹۶۸۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِنِّي أُرِيْدُ أَنْ أُهَاجِرَ إِلَى الشَّامِ قَالَ لَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ فَانْطَلِقْ فَاعْرِضْ نَفْسَكَ فَإِنْ وَّجَدْتَّ شَيْئًا وَّإِلَّا رَجَعْتَ وَقَالَ النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ فَقَالَ لَا هِجْرَةَ الْيَوْمَ أَوْ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۳۹۶۸۔ مجاہد سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ شام کی طرف ہجرت کروں انھوں نے کہا نہیں ہے ہجرت لیکن جہاد ہے سو چل اور اپنے آپ کو پیش کر یا خبردار کر پس اگر تو کوئی چیز پائے یعنی جہاد سے تو کر نہیں تو پھر آ اور دوسری روایت میں ہے کہ مجاہد کہتا ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں ہجرت آج یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مثل اس کے۔

۳۹۶۹۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرٍ الْمَكِّيِّ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُوْلُ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ.

۳۹۶۹۔ مجاہد سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ نہیں ہجرت فتح مکہ کے بعد۔

۳۹۷۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَآءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ زُرْتُ عَائِشَةَ مَعَ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ فَسَأَلَهَا عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَتْ لَا هِجْرَةَ الْيَوْمَ كَانَ الْمُؤْمِنُ يَفِرُّ أَحَدُهُمْ بِدِيْنِهِ إِلَى اللّٰهِ وَإِلٰى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخَافَةَ أَنْ يُفْتَنَ عَلَيْهِ فَأَمَّا

۳۹۷۰۔ عطاء سے روایت ہے کہ میں نے عبید کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کی زیارت کی عبید نے ان سے ہجرت کا حکم پوچھا' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا آج ہجرت نہیں (بلکہ حال یوں ہے) کہ مسلمان اپنا دین لے کر اللہ اور اس کے رسول کی طرف بھاگتا تھا فتنے فساد کے خوف سے بہر حال آج کے دن پس اللہ نے اسلام کو غالب کیا سو مسلمان اپنے رب کی عبادت کرے جہاں چاہے لیکن جہاد اور نیت باقی ہے۔

الْيَوْمَ فَقَدْ أَظْهَرَ اللّٰهُ الْإِسْلَامَ فَالْمُؤْمِنُ يَعْبُدُ رَبَّهٗ حَيْثُ شَآءَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔

٣٩٧١۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ حَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فَهِيَ حَرَامٌ بِحَرَامِ اللّٰهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِيْ وَلَمْ تَحْلِلْ لِيْ قَطُّ إِلَّا سَاعَةً مِّنَ الدَّهْرِ لَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا يُعْضَدُ شَوْكُهَا وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا وَلَا تَحِلُّ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ فَقَالَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِلَّا الْإِذْخِرَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَإِنَّهٗ لَا بُدَّ مِنْهُ لِلْقَيْنِ وَالْبُيُوْتِ فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهٗ حَلَالٌ وَعَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْكَرِيْمِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِمِثْلِ هٰذَا أَوْ نَحْوِ هٰذَا رَوَاهُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٣٩٧١۔ مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فتح مکہ کے دن کھڑے ہوئے یعنی خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ بیشک اللہ نے مکے کو حرام کیا جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا پس وہ حرام ہے ساتھ حرام کرنے اللہ کے قیامت تک نہ مجھ سے پہلے کسی کو اس میں لڑنا حلال ہوا اور نہ مجھ سے پیچھے کسی کو حلال ہوگا اور نہیں حلال ہوا مجھ کو اس میں لڑنا کبھی مگر ایک گھڑی بھر زمانے سے سو اس کا شکار جانور نہ ہانکا جائے اور اس کا درخت نہ توڑا جائے اور اس کا سبزہ نہ کاٹا جائے اور اس کی گری پڑی چیز کو لینا درست نہیں مگر جو اس کو لوگوں میں مشہور کرے تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! مگر اذخر کی گھاس کاٹنے کی اجازت دیجیے اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی چارہ اس سے واسطے لوہار کے اور گھروں کے کہ ان کی چھتوں پر ڈالا جاتا ہے سو حضرت ﷺ چپ رہے پھر فرمایا کہ مگر اذخر کا کاٹنا درست ہے اور روایت ہے ابن جریج سے اس نے کہا کہ خبر دی مجھ کو عبدالکریم نے عکرمہ سے اس نے روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مثل اس کی اور روایت کیا ہے اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے یعنی خطبہ مذکورہ کو اور موصول کیا ہے اس کو کتاب العلم میں اور اول حدیث کا یہ ہے کہ بیشک اللہ نے مکے سے ہاتھی والوں کو روکا اور اپنے پیغمبر کو اور مسلمانوں کو اس پر غالب کیا اور اس کی شرح اسی جگہ گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور دن حنین کے جب اترائے تم اپنی بہتات پر پھر نہ ہٹایا اس نے تم سے کچھ

شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ثُمَّ أَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾.

اور تنگ ہوگئی تم پر زمین ساتھ اپنی فراخی کے پھر پھر گئے تم پیٹھ دے کر پھر اتاری اللہ نے اپنی طرف سے تسکین اپنے رسول پر غفور رحیم تک۔

فائدہ: حنین ایک وادی ہے ذی المجاز کے پہلو میں قریب طائف کے درمیان اس کے اور درمیان مکہ کے چند اور دس میل ہیں عرفات کی جہت سے کہا ابو عبید بکری نے نام رکھا گیا ساتھ اسم حنین بن قانیہ کے کہا اہل مغازی نے نکلے حضرت ﷺ طرف حنین کے چھ شوال کو اور بعض کہتے ہیں کہ رمضان سے دو راتیں باقی تھیں اور تطبیق دی ہے بعض نے ساتھ اس طور کے کہ شروع کیا آپ نے ساتھ نکلنے کے رمضان کے اخیر میں اور چلے چھ شوال کو اور تھا پہنچنا آپ کا اس کی دسویں کو اور اس کا سبب یہ ہے کہ مالک بن عوف نصری نے جمع کیا ہوازن کے قبیلوں کو اور موافقت کی اس کو اس پر ثقفیوں نے اور قصد کیا لڑنے کا مسلمانوں سے سو یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی تو حضرت ﷺ نے ان کی طرف چڑھائی کی اور روایت کی ہے عمرو بن شبہ نے کتاب مکہ میں عروہ سے کہ اس نے ولید کو لکھا بہر حال حمد وصلوۃ کے بعد پس تحقیق تم نے مجھ کو لکھا ہے فتح مکہ کا قصہ پوچھنے کو سو اس نے ذکر کیا واسطے اس کے وقت اس کا سو حضرت ﷺ اس سال مکے میں آدھا مہینہ ٹھہرے اس سے زیادہ نہ ٹھہرے یہاں تک کہ آپ کو خبر آئی کہ قوم ہوازن اور ثقیف حنین میں اترے ہیں حضرت ﷺ سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور ان کا رئیس عوف بن مالک ہے اور ابو داؤد میں سہل بن حنظلہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے ساتھ حنین کی طرف چلے اور سیر کو دراز کیا سو ایک مرد آیا اس نے کہا کہ میں تمہارے آگے چلا تھا یہاں تک کہ میں نے فلاں فلاں پہاڑ پر جھانکا سو اچانک میں نے دیکھا کہ ہوازن اپنے اونٹوں اور بکریوں کے ساتھ حنین میں جمع ہوئے ہیں تو حضرت ﷺ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ یہ کل مسلمانوں کی غنیمت ہوگی، ان شاء اللہ تعالیٰ اور یہ جو کہا کہ دن حنین کے تو روایت کی ہے یونس بن بکیر نے بیچ زیادات المغازی کے کہ ایک مرد نے حنین کے دن کہا کہ نہ مغلوب ہوں گے ہم آج کم ہونے کے سبب سے تو یہ بات حضرت ﷺ پر دشوار گزری سو شکست ہوئی اور یہ جو کہا کہ پھر تم بھاگے پیٹھ دے کر تو اس کا بیان باب کی حدیثوں کی شرح میں آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۳۹۷۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ رَأَيْتُ بِيَدِ ابْنِ أَبِيْ أَوْفٰى ضَرْبَةً قَالَ ضُرِبْتُهَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قُلْتُ شَهِدْتَ حُنَيْنًا قَالَ قَبْلَ ذٰلِكَ.

۳۹۷۲۔ اسماعیل سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں زخم کا نشان دیکھا (سو میں نے کہا کہ یہ نشان کیسا ہے؟) اس نے کہا یہ زخم مجھ کو حضرت ﷺ کے ساتھ حنین کے دن لگا تھا میں نے کہا کہ کیا تو جنگ حنین میں حاضر تھا؟ اس نے کہا ہاں اور اس سے پہلے بھی۔

فائدہ: اور مراد اس کی ساتھ ماقبل کے وہ چیز ہے جو حنین کے پہلے ہے جنگوں سے اور اول جگہ حاضر ہونے اس کے

کی حدیبیہ ہے اور واقف ہوا میں اسکی بعض حدیثوں میں اس چیز پر جو دلالت کرتی ہے کہ وہ جنگ خندق میں بھی موجود تھا اور وہ خود بھی صحابی ہے اس کا باپ بھی صحابی ہے۔ (فتح)

۳۹۷۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَجَآءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا عُمَارَةَ أَتَوَلَّيْتَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَقَالَ أَمَّا أَنَا فَأَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَمْ يُوَلِّ وَلٰكِنْ عَجِلَ سَرَعَانُ الْقَوْمِ فَرَشَقَتْهُمْ هَوَازِنُ وَأَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ اٰخِذٌ بِرَأْسِ بَغْلَتِهِ الْبَيْضَآءِ يَقُوْلُ أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ.

۳۹۷۳۔ ابو اسحاق سے روایت ہے کہ میں نے براء رضی اللہ عنہ سے سنا اور حالانکہ اس کے پاس ایک مرد آیا سو اس نے کہا کہ اے ابو عمارہ! (یہ براء رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) کیا تم نے حنین کے دن پیٹھ پھیری تھی سو براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لیکن میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتا ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹھ نہیں پھیری لیکن جلدی کی جلد باز مسلمانوں نے سو قوم ہوازن نے ان کو تیروں سے مارا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفید خچر پر سوار تھے اور ابوسفیان اس کی باگ پکڑے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں پیغمبر ہوں اس میں کچھ جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

فائدہ: ہوازن ایک بڑی قوم ہے عرب کی قوموں میں سے اس میں کئی شاخیں ہیں اور یہ جو براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بہر حال میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو پیٹھ نہیں پھیری تو اقرار ہے جواب براء رضی اللہ عنہ کا اثبات فرار کو واسطے ان کے یعنی اس کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب بھاگ گئے تھے لیکن سب کے سب نہیں بلکہ جو حدیثیں کہ اس قصے میں وارد ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ سب نہیں بھاگے تھے اور مراد اس کی یہ ہے کہ اطلاق شامل کا سب کو شامل ہے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی واسطے ظاہر روایت دوسری کے اور ممکن ہے تطبیق درمیان دوسری اور تیسری کے ساتھ محمول کرنے معیت کے اوپر اس چیز کے کہ پہلے شکست کی ہے سو جلدی کی طرف مستثنیٰ کرنے اس کے کی پھر اس کو واضح کیا اور ختم کیا حدیث اپنی کو ساتھ اس طور کے کہ اس دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تر سخت کوئی نہ تھا اور احتمال ہے کہ سائل نے لیا ہو تعیم کو اس آیت سے ﴿ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ﴾ سو بیان کیا براء رضی اللہ عنہ نے واسطے اس کے کہ یہ وہ عام ہے جس سے مراد خصوص ہے اور جو مسلمان اس دن بھاگ گئے تھے ان کا عذر یہ ہے کہ دشمن گنتی میں ان سے دو گنے تھے اور اکثر اور تحقیق بیان کیا ہے شعبہ نے تیسری حدیث میں بیچ اسراء مذکور کے کہا کہ قوم ہوازن تیر انداز تھی سو انہوں نے ان کو تیروں سے مارا تو جلد باز مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے جابر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے بیچ سبب شکست ان کی کے امر دوسرا اور وہ یہ ہے کہ مالک بن عوف ہوازن وغیرہ کو لے کر مسلمانوں سے پہلے حنین میں جا اترا سو وہ مستعد اور تیار ہو بیٹھے وادی کی تنگ جگہوں میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب صبح اندھیرے میں آئے یہاں تک کہ اس میں اترے تو ان کے آگے سوار اٹھے اور ان پر حملہ کیا اور مسلمان الٹے

بھاگے اور مسلم وغیرہ میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے مکے کو فتح کیا پھر ہم نے حنین کا جہاد کیا سو آئے مشرکین خوب صفیں باندھ کر پہلے سواروں کی صف تھی پھر پیادہ لڑنے والوں کی پھر عورتوں کی پیچھے ان کے پھر بکریاں پھر اونٹ کہا اور ہم بہت آدمی تھے اور ہمارے سواروں کی دائیں طرف میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے سو ہمارے پیچھے پناہ پکڑتے تھے سو کچھ دیر نہ ہوئی کہ ہمارے سوار اکھڑ گئے اور بھاگے گنوار اور جن کو تو جانتا ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ سامنے آئی قوم ہوازن ساتھ بال بچوں اپنے کے اور اونٹوں اپنے کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار مرد تھے اور آپ کے ساتھ نو مسلم تھے سو بھاگے لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تنہا باقی رہے اور حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جماعت اصحاب رضی اللہ عنہم کی ثابت رہی سو دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ باقی رہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تنہا آگے بڑھے دشمن کی طرف منہ کیے اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت رہے تھے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھے یا تنہا ہونا بہ سبب مباشرت لڑائی کے ہے اور ابوسفیان وغیرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے تھے ساتھ تھامنے خچر کے اور مانند اس کی۔ کے اور روایت کی ہے ترمذی نے ساتھ سند حسن کے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ البتہ ہم نے اپنے آپ کو حنین کے دن دیکھا اور نہ تھے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو آدمی یعنی سو سے کم تھے اور یہ اکثر عدد ہے جس پر میں واقف ہوا کہ حنین کے دن ثابت رہے اور حاکم وغیرہ کی روایت میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ میں جنگ حنین کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سو لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیٹھ پھیری اور مہاجرین اور انصار میں سے اسی مرد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت رہے سو ہم اپنے قدموں پر قائم رہے ہم نے پیٹھ نہیں پھیری اور یہی ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے اپنی تسکین اُتاری ان میں سے ہیں عباس رضی اللہ عنہ اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما اور علی رضی اللہ عنہ اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور ربیعہ رضی اللہ عنہ اور اُسامہ رضی اللہ عنہ اور ایمن رضی اللہ عنہ اور مہاجرین سے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ وغیرھم اور کہا طبری نے کہ منع وہ بھاگنا ہے جس میں پھرنے کی نیت نہ ہو اور بہر حال موافق ہونا واسطے کثرت کے پس وہ مانند پناہ پکڑنے کے ہے طرف ایک گروہ کے اور یہ جو کہا کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خچر کی چوٹی تھامے تھے تو ایک روایت میں ہے کہ مشرکین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خچر پر تھے اور ابوسفیان اس کو کھینچتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خچر سے اترے اور مدد مانگی کہا علماء نے بیچ سوار ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر پر اس دن دلالت ہے اوپر نہایت دلاوری اور ثابت رہنے کے اور مدد مانگی یعنی کہا الٰہی! اپنی مدد اتار اور مسلم میں عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حنین کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر تھا سو میں اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ ایک دم نہیں چھوڑا سو مسلمان پیٹھ دے کر بھاگے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خچر کو ایڑ لگانے لگے عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اور میں اس کی لگام پکڑے تھا اس کو روکتا تھا تا کہ جلدی نہ کرے اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ اس کی رکاب پکڑے تھا اور ممکن ہے تطبیق کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ پہلے اس کی باگ پکڑے تھا جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایڑ لگا کر مشرکین کی طرف ہانکا تو عباس رضی اللہ عنہ

ڈرے اور اس کی لگام کو روکنے کے واسطے پکڑا اور ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے اس کی لگام چھوڑ کر اس کی رکاب پکڑی واسطے تعظیم عباس رضی اللہ عنہ کے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ شعر پڑھا تو علماء نے اس کے کئی جواب دیئے ہیں ایک یہ کہ یہ غیر کی نظم ہے اور تھا اس میں اَنْتَ النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنْتَ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ پس ذکر کیا اس کو ساتھ لفظ انا کے دونوں جگہوں میں اور ایک یہ کہ نہیں ہوتا ہے شعر یہاں تک کہ تمام ہو قطعہ اور یہ تھوڑے کلمے ہیں اور ان کا نام شعر نہیں رکھا جاتا اور ایک یہ کہ یہ کلام وزن کے ساتھ نکلا ہے اور نہیں قصد کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس کے شعر کا اور یہ جواب اعدل ہے سب جوابوں سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کلام میں دادا کا نام لیا اپنے باپ کا نام نہیں لیا تو گویا کہ یہ واسطے مشہور ہونے عبدالمطلب کے ہے لوگوں میں اس واسطے کہ اس کی عمر بڑی تھی اور لوگوں میں نیک نام تھا برخلاف عبداللہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ کے کہ وہ جوانی کی حالت میں مر گئے تھے اسی واسطے اکثر عرب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عبدالمطلب کا بیٹا بلاتے تھے اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ لوگوں میں مشہور تھا کہ عبدالمطلب کی اولاد میں ایک مرد پیدا ہوگا (جو پیغمبر ہوگا) لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے گا اور اللہ اس کے ہاتھ پر خلقت کو ہدایت کرے گا اور خاتم الانبیاء ہوگا اس واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دادا کا نام لیا تا کہ یاد کرے اس کو جو اس کو پہچانتا تھا اور البتہ یہ ان کے درمیان مشہور تھا اور ذکر کیا ہے اس کو سیف بن ذی یزن نے قدیم زمانے میں واسطے عبدالمطلب کے پہلے اس سے کہ نکاح کرے عبداللہ کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں آمنہ سے اور مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تنبیہ کرنا تھی اپنے اصحاب کو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ضرور غالب ہوں گے اور انجام آپ کا فتح ہوگی تا کہ قوی ہوں دل ان کے جب پہچانیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہیں بھاگے نہیں اور یہ جو فرمایا کہ اس میں کچھ جھوٹ نہیں تو اس میں اشارہ ہے کہ صفت نبوت کے ساتھ جھوٹ محال ہے پس گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں پیغمبر ہوں اور پیغمبر جھوٹ نہیں بولتا سو میں جھوٹا نہیں اس بات میں جو کہتا ہوں تا کہ بھاگوں اور مجھ کو یقین ہے کہ جو اللہ نے مجھ کو مدد کا وعدہ دیا ہے وہ حق ہے پس نہیں جائز ہے مجھ پر بھاگنا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں سچ مچ پیغمبر ہوں اس میں کچھ جھوٹ نہیں اور مسلم کی ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خچر کو ایڑ لگا کر کفار کی طرف چلایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عباس! پکارو درخت والوں کو یعنی جن لوگوں نے جنگ حدیبیہ میں درخت کے نیچے جانبازی کی بیعت کی تھی عباس رضی اللہ عنہ کی آواز بہت بلند تھی سو میں نے بہت بلند آواز سے پکارا کہ کہاں ہیں درخت والے؟ کہا پس قسم ہے اللہ کی جب انہوں نے میری آواز سنی تو پھرے جیسے گائے اپنے بچوں کی طرف پھرتی ہے سو کہا انہوں نے لبیک لبیک یعنی ہم حاضر ہیں خدمت میں حاضر ہیں سو مسلمان اور کافر آپس میں لڑنے لگے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خچر پر سوار تھے جیسے کوئی لڑائی کی طرف دوڑتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وقت ہے تنور کے بھڑکنے کا یعنی تنور جنگ خوب گرم ہوا بہت گھمسان کی لڑائی ہوئی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند سنگریزے کفار کی طرف پھینکے پھر

فرمایا کہ کفار بھاگے قسم ہے رب کعبہ کی سو ہمیشہ میں ان کا کام پست دیکھتا رہا یہاں تک کہ ان کو شکست ہوئی۔ (فتح)

۳۹۷۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قِيْلَ لِلْبَرَآءِ وَأَنَا أَسْمَعُ أَوَلَّيْتُمْ مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَقَالَ أَمَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا كَانُوْا رُمَاةً فَقَالَ أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ.

۳۹۷۴۔ ابو اسحاق سے روایت ہے کہ کسی نے براء رضی اللہ عنہ سے کہا اور میں سنتا تھا کہ کیا تم جنگ حنین کے دن حضرت ﷺ کے ساتھ بھاگ گئے تھے سو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے تو پیٹھ نہیں پھیری اس کا سبب یوں ہے کہ قوم ہوازن تیر انداز تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں پیغمبر ہوں اس میں کچھ جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

۳۹۷۵۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَآءَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ مِّنْ قَيْسٍ أَفَرَرْتُمْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَقَالَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَفِرَّ كَانَتْ هَوَازِنُ رُمَاةً وَّإِنَّا لَمَّا حَمَلْنَا عَلَيْهِمُ انْكَشَفُوْا فَأَكْبَبْنَا عَلَى الْغَنَآئِمِ فَاسْتُقْبِلْنَا بِالسِّهَامِ وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَآءِ وَإِنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ الْحَارِثِ اٰخِذٌ بِزِمَامِهَا وَهُوَ يَقُوْلُ أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ قَالَ إِسْرَآئِيْلُ وَزُهَيْرٌ نَّزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَغْلَتِهِ.

۳۹۷۵۔ ابو اسحاق سے روایت ہے کہ اس نے براء رضی اللہ عنہ سے سنا اور حالانکہ قیس کے ایک مرد نے اس سے پوچھا کہ کیا تم حنین کے دن حضرت ﷺ سے بھاگ گئے تھے براء رضی اللہ عنہ نے کہا لیکن حضرت ﷺ تو نہیں بھاگے قوم ہوازن تیر انداز تھی اور جب ہم نے ان پر حملہ کیا تو وہ بھاگے سو ہم غنیمتوں پر پڑے سو انہوں نے ہم کو سامنے سے تیر مارے (اور مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے) اور البتہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا اپنی سفید خچر پر سوار تھے اور ابو سفیان اس کی لگام پکڑے تھا اور حضرت ﷺ فرماتے تھے کہ میں پیغمبر ہوں اس میں کچھ جھوٹ نہیں، کہا اسرائیل اور زہیر نے کہ حضرت ﷺ اپنی خچر سے اترے۔

فائدہ: یعنی ان دونوں نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اس کے اخیر میں اتنا لفظ زیادہ کیا ہے کہ حضرت ﷺ اپنی خچر سے اترے اور مسلم میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مشرکوں نے حضرت ﷺ کو گھیرا تو آنحضرت ﷺ خچر سے اترے اور مٹی کی ایک مٹھی لے کر کافروں کے سامنے ہوئے اور ان کے مونہوں میں ماری سو نہیں پیدا کیا اللہ نے ان میں سے کوئی آدمی مگر کہ اس کی دونوں آنکھوں کو مٹی سے بھر دیا ساتھ اس مٹھی کے سو بھاگے کافر شکست کھا کے اور حضرت ﷺ نے دوبارہ کافروں کی طرف مٹھی پھینکی ایک بار مٹی کی اور ایک بار کنکروں کی ایک

بار خچر کے اوپر اور ایک بار اس سے اتر کے خچر پر اپنے ساتھی سے مٹی لے کر ماری اور اتر کے اپنے ہاتھ سے مٹھی لے کر ماری پس یہ ہے وجہ تطبیق کی درمیان مختلف حدیثوں کے اور اس حدیث میں کئی فائدے ہیں خوب ادب کرنا کلام میں اور اشارہ ہے طرف حسن سوال کے ساتھ خوب جواب کے اور مذمت خود پسندی کی اور یہ کہ جائز ہے منسوب کرنا اپنے آپ کو طرف باپ دادوں کے اگرچہ کفر کی حالت میں مر گئے ہوں اور نہی اس سے محمول ہے اس چیز پر کہ لڑائی سے خارج ہو اور مثل اس کی ہے رخصت اترانے کی لڑائی میں سوائے غیر اس کی کے اور جواز تعرض کا طرف ہلاک ہونے کی اللہ کی راہ میں اور نہیں کہا جاتا کہ حضرت ﷺ کو اللہ کی مدد کا یقین تھا اور وہ حق ہے اس واسطے کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ ثابت رہا آپ ﷺ کی خچر کی لگام پکڑے اور نہیں وہ یقین میں مثل حضرت ﷺ کی اور البتہ شہید ہوا اس حالت میں ایمن اور اس میں سوار ہونا خچر کا ہے واسطے اشارہ کے طرف زیادہ ثابت رہنے کے اس واسطے کہ سواری نر کی جگہ گمان تیاری کے ہے واسطے بھاگنے کے اور پیٹھ دینے کے اور جب کہ سردار لشکر کا ثابت رکھے اپنے نفس کو اوپر نہ بھاگنے کے تو ہوگا یہ زیادہ تر باعث واسطے تابعداروں اس کے اوپر ثابت رہنے کے اور اس میں مشہور کرنا رئیس کا ہے اپنے نفس کو واسطے مبالغہ کے دلاوری میں اور بے پرواہی کے ساتھ دشمن کے۔ (فتح)

۳۹۷۶۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح و حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ شِهَابٍ وَّزَعَمَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ حِيْنَ جَآءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِيْنَ فَسَأَلُوْهُ أَنْ يَّرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعِيَ مَنْ تَرَوْنَ وَأَحَبُّ الْحَدِيْثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ فَاخْتَارُوْا إِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ إِمَّا السَّبْيَ وَإِمَّا الْمَالَ وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ بِكُمْ وَكَانَ أَنْظَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۳۹۷۶۔ حضرت مروان اور مسور رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کھڑے ہوئے یعنی خطبہ کے واسطے جب کہ آپ ﷺ کے پاس ہوازن کے ایلچی مسلمان ہو کر آئے سو انہوں نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ ہمارے مال اور قیدی ہم کو پھیر دیں تو حضرت ﷺ نے اُن سے فرمایا کہ تم میرے ساتھ کے لشکر کو دیکھتے ہو اور میرے نزدیک سچی بات بہت پسند ہے سو تم دو چیزوں سے ایک چیز اختیار کر و یا جورو لڑکی لو یا مال اور البتہ میں نے تمہارا انتظار کیا تھا اور حضرت ﷺ نے چند اور دس راتیں ان کا انتظار کیا جب کہ طائف سے پلٹے سو جب ظاہر ہوا واسطے ان کے کہ حضرت ﷺ نہیں پھیر دینے والے ان کو مگر ایک چیز تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنی جورو لڑکی لینا اختیار کرتے ہیں تو حضرت ﷺ مسلمانوں میں کھڑے ہوئے سو اللہ کی تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر فرمایا کہ حمد اور صلوۃ کے بعد بات تو یہ ہے کہ تمہارے بھائی آئے توبہ کر

وَسَلَّمَ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِيْنَ قَفَلَ مِنَ الطَّآئِفِ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ رَادٍّ إِلَيْهِمْ إِلَّا إِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ قَالُوْا فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ قَدْ جَآءُوْنَا تَآئِبِيْنَ وَإِنِّيْ قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُّطَيِّبَ ذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَّكُوْنَ عَلٰى حَظِّهٖ حَتّٰى نُعْطِيَهٗ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيْءُ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ قَدْ طَيَّبْنَا ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا لَا نَدْرِيْ مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِيْ ذٰلِكَ مِمَّنْ لَّمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتّٰى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَآؤُكُمْ أَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَآؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوْا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوْهُ أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوْا وَأَذِنُوْا هٰذَا الَّذِيْ بَلَغَنِيْ عَنْ سَبْيِ هَوَازِنَ.

کے یعنی مسلمان ہوئے ہیں اور البتہ میں نے یہ بہتر جانا ہے کہ ان کے قیدی ان کو پھیر دوں سو جس شخص کو تم میں سے یہ بات اچھی لگے تو چاہیے کہ اس پر عمل کرے یعنی اپنے حصے کے قیدی بے عوض پھیر دے اور جو شخص تم سے چاہے کہ اپنے حصے پر ڈٹا رہے یہاں تک کہ ہم اس کو بدلا دیں اس مال سے جو ہم کو اول اللہ عنایت کرے تو چاہیے کہ اس پر عمل کرے یعنی بے شرط عوض کے دے تو اصحاب نے کہا کہ یا حضرت! ہم اس میں خوش ہوئے یعنی قیدیوں کے پھیر دینے میں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نہیں جانتے کہ تم لوگوں میں سے کس نے اجازت دی اور کس نے نہیں دی سو تم پلٹ جاؤ کہ تمہارے چودھری تمہارا حال ہم سے بیان کریں سو ان کے چودھریوں نے ان سے کلام کیا پھر حضرت ﷺ کی طرف پھرے سو انہوں نے حضرت ﷺ کو خبر دی کہ بیشک وہ راضی ہوئے اور اجازت دی، کہا زہری نے یہ ہے جو پہنچا ہم کو ہوازن کے قیدیوں کے حال سے۔

فائدہ: فتح مکہ کے بعد جنگ حنین میں ہوازن کی قوم سے حضرت ﷺ لڑے ہوازن کو شکست ہوئی ان کے جورو لڑکے پکڑے آئے اور ان کا مال بھی قابو میں آیا اول حضرت ﷺ نے چند اور دس دن ان کا انتظار کیا کہ اگر وہ قوم مسلمان ہوں تو ان کے قیدی اور مال ان کو پھیر دیں اتنے دن ان کے قیدی اور مال مسلمانوں میں تقسیم نہ کیے جب ان کے آنے میں دیر ہوئی تو حضرت ﷺ نے ان کے مال اور قیدی لشکر میں تقسیم کر دیئے اس کے بعد وہ لوگ جو مسلمان ہوئے آئے اور اپنے مال اور قیدی مانگنے لگے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک چیز اختیار کرو یا قیدی یا مال'

انہوں نے اپنے قیدی لینے اختیار کیے حضرت ﷺ نے سب لشکر کو راضی کر کے ان کے جورو لڑکے پھیر دیئے۔

فائدہ: بیان کیا ہے اس قصے کو موسیٰ بن عقبہ نے ساتھ درازی کے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ پھر حضرت ﷺ شوال میں طائف سے جعرانہ کی طرف پھرے اور وہاں ہوازن کے قیدی تھے اور ہوازن کے ایلچی مسلمان ہو کے حضرت ﷺ کے پاس آئے ان میں انیس مردان کے سرداروں میں سے تھے سو وہ مسلمان ہوئے اور حضرت ﷺ سے بیعت کی پھر حضرت ﷺ سے کلام کیا سو کہا کہ یارسول اللہ جو قیدی تم نے پائے ان میں ہماری مائیں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے واسطے لوگوں سے مانگوں گا اور البتہ تمہارے مال اور بچے جورو لڑکے تقسیم ہو چکے ہیں سو دو چیزوں میں سے کون چیز تمہارے نزدیک محبوب تر ہے قیدی یا مال؟ انہوں نے کہا یارسول اللہ! ہماری جورو لڑکی ہم کو محبوب تر ہیں اور نہیں کلام کرتے ہم بکری میں اور نہ اونٹ میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو بنی ہاشم کے واسطے ہے وہ تمہارے واسطے ہے اور میں تمہارے واسطے مسلمانوں سے کلام کروں گا سو تم ان سے کلام کرو اور اپنے اسلام کو ظاہر کرو سو جب حضرت ﷺ ظہر کی نماز پڑھی تو وہ کھڑے ہوئے سو ان کے خطیبوں نے کلام کیا سو بہت عمدہ کلام کیا اور رغبت دلائی مسلمانوں کو اپنے قیدیوں کے پھیر دینے میں پھر ان کے بعد حضرت ﷺ کھڑے ہوئے سو ان کی سفارش کی اور مسلمانوں کو اس کی رغبت دلائی اور فرمایا کہ جو بنی ہاشم کا حصہ تھا سو میں نے ان کو پھیر دیا اور ان کا خطیب جس نے خطبہ پڑھا تھا زہیر بن صرد تھا اور یہ جو فرمایا کہ میں نے تمہارا انتظار کیا تھا یعنی قیدیوں کے تقسیم کرنے میں دیر کی تھی تا کہ تم حاضر ہو سو تم نے دیر کی اور حضرت ﷺ قیدیوں کو بے تقسیم کے چھوڑ کر طائف کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو محاصرہ کیا پھر اس سے جعرانہ کی طرف پھرے پھر اس جگہ میں غنیمت کے مال کو تقسیم کیا پھر اس کے بعد ہوازن کے ایلچی آئے تو حضرت ﷺ نے ان کے واسطے بیان کیا کہ میں نے تقسیم میں دیر کی تھی تا کہ تم آؤ سو تم نے دیر کی یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ تم نہیں آتے سو میں نے قیدیوں کو تقسیم کر دیا اور ایک روایت میں ہے کہ بعض لوگوں نے کہا کہ ہم اپنا حصہ نہیں دیتے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو تم میں سے اپنا حصہ رکھنا چاہے تو اس کے واسطے بدلے ہر آدمی کے چھ چھ حصے ہیں اس مال سے کہ اللہ ہم کو اول عنایت کرے تو سب نے اپنے اپنے حصے کے قیدی ان کو پھیر دیئے یعنی ان کے جورو لڑکے ان کو پھیر دیے۔ (فتح)

۳۹۷۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُمَرَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

۳۹۷۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب ہم جنگ حنین سے پلٹے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے نذر کا حکم پوچھا جو کفر کی حالت میں مانی تھی اعتکاف (ایک رات کا یعنی میں نے کفر کی حالت میں نذر مانی تھی کہ ایک رات اعتکاف کروں گا) سو حضرت ﷺ نے ان کو حکم دیا اس

قَالَ لَمَّا قَفَلْنَا مِنْ حُنَيْنٍ سَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَذْرٍ كَانَ نَذَرَهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اِعْتِكَافٍ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَفَائِهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَرَوَاهُ جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کے پورا کرنے کا۔

فائدہ: اور تحقیق واقع ہوئی ہے بعض کی روایتوں میں وہ چیز جو بہت مناسب ہے واسطے مقصود باب کے جیسے کہ عنقریب بیان اس کا آئے گا اور بہر حال باقی الفاظ پہلی روایت کے ہیں سو روایت کیا اس کو بخاری نے فرض الخمس میں ساتھ اس لفظ کے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں نے کفر کی حالت میں نظر مانی تھی کہ ایک رات اعتکاف کروں گا سو حکم دیا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پورا کرنے کا اور عمر رضی اللہ عنہ نے حنین کے قیدیوں سے دو لونڈیاں پائیں اور ان کو مکے کے بعض گھروں میں رکھا اور ایک روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ تھا عمر رضی اللہ عنہ پر اعتکاف ایک رات کا کفر کی حالت میں سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ میں اترے تو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ اعتکاف کریں۔ میں کہتا ہوں اور تھا اترنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جعرانہ میں بعد پھرنے آپ کے طائف سے ساتھ اتفاق کے اور اسی طرح قیدی حنین کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تقسیم کیے بعد پھرنے کے اس سے اور مسلم وغیرہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ میں تھے بعد پھرنے کے طائف سے سو کہا کہ یا حضرت! میں نے کفر کی حالت میں نذر مانی تھی کہ ایک دن بیت اللہ میں اعتکاف کروں گا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا اور ایک دن اعتکاف کر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو ایک لونڈی خمس میں دی تھی سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن کے قیدی آزاد کر دیئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے عبداللہ! جا اور اس لونڈی کو چھوڑ دے اور شامل ہے یہ سیاق اوپر زائد فائدوں کے اور ساتھ اس کے پہچانی گئی وجہ داخل ہونے اس حدیث کے جنگ حنین کے باب میں اور ایک روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب میں طواف کر کے پھرا تو میں نے دیکھا کہ لوگ دوڑتے ہیں میں نے کہا کیا حال ہے تمہارا؟ انہوں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو جو رولڑ کے پھیر دیئے۔ اور نذر کا بیان آئندہ آئے گا اور یہ جو بخاری نے کہا قَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ حَمَّادٍ الخ تو مراد اس کی یہ ہے کہ بعض نے اس حدیث کو حماد بن زید سے موصول

روایت کیا ہے اور بعض نے اس کو ایوب سے موصول بیان کیا ہے۔ (فتح)

۳۹۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ أَفْلَحَ عَنْ أَبِيْ مُحَمَّدٍ مَوْلٰى أَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَيْنٍ فَلَمَّا الْتَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِيْنَ جَوْلَةٌ فَرَأَيْتُ رَجُلًا مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَدْ عَلَا رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَضَرَبْتُهُ مِنْ وَّرَآئِهِ عَلٰى حَبْلِ عَاتِقِهِ بِالسَّيْفِ فَقَطَعْتُ الدِّرْعَ وَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِيْ ضَمَّةً وَّجَدْتُ مِنْهَا رِيْحَ الْمَوْتِ ثُمَّ أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَأَرْسَلَنِيْ فَلَحِقْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ مَا بَالُ النَّاسِ قَالَ أَمْرُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ رَجَعُوْا وَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا لَّهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ فَقُلْتُ مَنْ يَّشْهَدُ لِيْ ثُمَّ جَلَسْتُ قَالَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ فَقُمْتُ فَقُلْتُ مَنْ يَّشْهَدُ لِيْ ثُمَّ جَلَسْتُ قَالَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ فَقُمْتُ فَقَالَ مَا لَكَ يَا أَبَا قَتَادَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ رَجُلٌ صَدَقَ وَسَلَبُهُ عِنْدِيْ فَأَرْضِهِ مِنِّيْ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ لَاهَا اللّٰهِ إِذًا لَا يَعْمِدُ إِلٰى أَسَدٍ مِّنْ أُسْدِ اللّٰهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُعْطِيْكَ سَلَبَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى

۳۹۷۸۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ حنین کے سال نکلے یعنی فتح مکہ کے بعد سو جب ہم کافروں سے ملے یعنی لڑنے کے واسطے تو مسلمانوں کے قدم اٹھ گئے (اور لیث کی روایت آئندہ میں مطلق آیا ہے کہ ان کو شکست ہوئی لیکن اس قصے کے بعد ذکر کیا ہے اس کو ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے اور براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں پہلے گزر چکا ہے کہ سب نہیں بھاگے تھے بلکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک جماعت اصحاب کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت رہی تھی) سو میں نے ایک مشرک مرد کو دیکھا کہ تحقیق غالب ہوا ہے ایک مرد مسلمان پر اور ایک اور مشرک چاہتا ہے کہ اس مسلمان کو غافل پا کر پکڑے سو میں نے اس کو اس کے پیچھے سے اس کی گردن کے پٹھے پر تلوار ماری سو میں نے اس کی زرہ کاٹ ڈالی جس کو وہ پہنے تھا (اور پہنچی تلوار طرف ہاتھ اس کے سو اس کو کاٹ ڈالا یعنی سارے ہاتھ کو مونڈھے تک) سو اس نے میری طرف منہ کیا اور مجھ کو ایسا بھینچا کہ میں نے اس کی سختی سے موت کی بو پائی یعنی میں قریب المرگ ہوا پھر وہ مر گیا سو اس نے مجھ کو چھوڑ دیا پھر میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملا سو میں نے کہا کیا حال ہے لوگوں کا کہ بھاگتے ہیں اس نے کہا اللہ کا حکم ہے یعنی یہ مصیبت جو ان کو پہنچی اللہ کے حکم اور اس کی تقدیر سے ہے پھر لوگ پھرے یعنی طرف کافروں کی اور ان سے لڑے اور کافروں کو شکست ہوئی اور مسلمانوں کو فتح ہوئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے یعنی فتح ہونے کے بعد سو فرمایا کہ جو مسلمان کسی کافر کو مارے اور اس کے مارنے کے گواہ بھی ہوں یعنی اگرچہ ایک ہی ہو تو اس کے اسباب اور ہتھیار کا مالک ہونے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ فَأَعْطِهٖ فَأَعْطَانِيْهِ فَابْتَعْتُ بِهٖ مَخْرَفًا فِيْ بَنِيْ سَلِمَةَ فَإِنَّهٗ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهٗ فِي الْإِسْلَامِ.

والا ہے سو میں نے کہا اپنے دل میں کہ میرے واسطے کون گواہی دے گا پھر میں بیٹھا حضرت ﷺ نے پھر اسی طرح فرمایا سو میں نے اٹھ کر کہا کہ میری گواہی کون دے گا پھر میں بیٹھا پھر حضرت ﷺ نے اسی طرح فرمایا پھر میں اٹھ کھڑا ہوا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا اے ابو قتادہ؟ سو میں نے آپ ﷺ کو خبر دی تو ایک مرد نے کہا کہ یہ سچا ہے اور اس کا اسباب میرے پاس ہے اور اس کو میری طرف سے راضی کیجیے یعنی اس کو اس اسباب کا عوض دیجیے تا کہ یہ میرے واسطے ہو سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا یوں نہ چاہیے قسم ہے اللہ کی اس وقت نہ قصد کریں گے حضرت ﷺ اللہ کے شیروں میں سے شیر کی طرف یعنی ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے کہ لڑتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی رضا مندی کے واسطے سو تجھ کو اس کا اسباب دیں حضرت ﷺ نے اس مرد کو فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سچ کہا سو اس کا اسباب اس کو دے دے اس نے وہ اسباب مجھ کو دیا تو میں نے اس سے بنی سلمہ کے قبیلے میں ایک باغ خریدا سو بیشک وہ پہلا مال ہے جس کو میں نے پہلے پہل اسلام میں جمع کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میری کون گواہی دے گا تو ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے اس کی گواہی دی سو احتمال ہے کہ اس نے اس کو دوسری بار پایا ہو اس واسطے کہ دوسری روایت میں ہے کہ پھر میں بیٹھا پھر میرے دل میں آیا سو میں نے اپنا حال بیان کیا اور یہ جو کہا اس وقت نہ قصد کریں گے حضرت ﷺ الخ تو یہ جواب ہے شرط مقدر کا دلالت کرتا ہے اس پر صَدَقَ فَأَرْضِهٖ تو گویا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب یہ سچا ہے اس میں کہ اسباب کا مالک یہ ہے تو اس وقت نہ قصد کریں گے حضرت ﷺ طرف اسباب کے سو اس کا اسباب تجھ کو دیں اور یہ جو کہا لا یعمد یعنی نہ قصد کریں گے حضرت ﷺ ایک مرد کی طرف جیسے وہ شیر ہے دلاوری میں لڑتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے سو اس کا حق لے کر تجھ کو دیں بغیر اس کی رضا مندی کے اور یہ جو کہا کہ اس کا اسباب یعنی اس کے مقتول کا پس اضافت اس کی طرف باعتبار اس کے ہے کہ وہ اس کا مالک ہو اور یہ جو فرمایا کہ اس کو دے دے تو یہ امر واسطے اس شخص کے ہے جس نے اقرار کیا تھا کہ اس کا اسباب میرے پاس ہے۔

تنبیہ: انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں واقع ہوا ہے کہ جس نے حضرت ﷺ کو اس کے ساتھ خطاب کیا تھا وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ قوم ہوازن حنین کے دن آئے پس ذکر کیا سارا قصہ کہا سو اللہ نے مشرکوں کو شکست دی سو نہ تلوار سے مارا گیا اور نہ نیزے سے زخم کیا گیا اور حضرت ﷺ نے اس دن فرمایا کہ جو مسلمان کسی کافر کو مارے اس کے اسباب کا مالک وہی ہے سو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس دن بیس کافروں کو مارا اور ان کا اسباب لیا کہا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے میں نے ایک کافر کو گردن کے پٹھے پر تلوار ماری اس پر زرہ تھی اس کا اسباب ایک اور شخص نے لیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی نہ قصد کرے گا اللہ طرف ایک شیر کی اللہ کے شیروں سے لیکن راجح یہ قول ہے کہ یہ بات ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہی تھی اور احتمال ہے کہ پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہی پھر اس کی تقویت کے واسطے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی کہی ہو۔ (فتح)

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ أَفْلَحَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلٰى أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ حُنَيْنٍ نَظَرْتُ إِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يُقَاتِلُ رَجُلًا مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَاٰخَرُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ يَخْتِلُهٗ مِنْ وَّرَآئِهٖ لِيَقْتُلَهٗ فَأَسْرَعْتُ إِلَى الَّذِيْ يَخْتِلُهٗ فَرَفَعَ يَدَهٗ لِيَضْرِبَنِيْ وَأَضْرِبُ يَدَهٗ فَقَطَعْتُهَا ثُمَّ أَخَذَنِيْ فَضَمَّنِيْ ضَمًّا شَدِيْدًا حَتّٰى تَخَوَّفْتُ ثُمَّ تَرَكَ فَتَحَلَّلَ وَدَفَعْتُهٗ ثُمَّ قَتَلْتُهٗ وَانْهَزَمَ الْمُسْلِمُوْنَ وَانْهَزَمْتُ مَعَهُمْ فَإِذَا بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي النَّاسِ فَقُلْتُ لَهٗ مَا شَأْنُ النَّاسِ قَالَ أَمْرُ اللّٰهِ ثُمَّ تَرَاجَعَ النَّاسُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَقَامَ بَيِّنَةً عَلٰى قَتِيْلٍ قَتَلَهٗ فَلَهٗ سَلَبُهٗ فَقُمْتُ لِأَلْتَمِسَ بَيِّنَةً عَلٰى قَتِيْلِيْ فَلَمْ أَرَ

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جنگ حنین کا دن ہوا تو میں نے ایک مسلمان مرد کو دیکھا کہ ایک مشرک سے لڑتا ہے اور ایک اور مشرک چاہتا ہے کہ اس کو غافل پا کر پیچھے سے مار ڈالے سو میں دوڑا اس کی طرف جو اس سے دغا کیا چاہتا تھا سو اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا کہ مجھ کو مارے اور میں نے اس کے ہاتھ کو مار کر کاٹ ڈالا پھر اس نے مجھ کو سخت بھینچا یہاں تک کہ میں نے اس سے موت کا خوف کیا پھر اس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور سست ہو گیا اور میں نے اس کو ہٹایا پھر میں نے اس کو مار ڈالا اور مسلمان بھاگے اور میں بھی ان کے ساتھ بھاگا سو اچانک میں نے دیکھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسلمانوں میں ثابت ہیں یعنی جو نہ بھاگے تھے سو میں نے ان سے کہا کہ کیا حال ہے لوگوں کا؟ کہا اللہ کی تقدیر پھر مسلمانوں نے حضرت ﷺ کی طرف رجوع کیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا یعنی فتح ہونے کے بعد کہ جو قائم کرے گواہ کسی مقتول پر جس کو اس نے قتل کیا ہو تو اس کا اسباب اسی کے واسطے ہے سو میں کھڑا ہوا تا کہ اپنے مقتول پر گواہ کو تلاش کروں سو میں نے کوئی نہ دیکھا جو میری گواہی دے سو میں بیٹھا پھر میرے دل میں آیا سو میں

أَحَدًا يَّشْهَدُ لِيْ فَجَلَسْتُ ثُمَّ بَدَا لِيْ فَذَكَرْتُ أَمْرَهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ جُلَسَآئِهِ سِلَاحُ هٰذَا الْقَتِيْلِ الَّذِيْ يَذْكُرُ عِنْدِيْ فَأَرْضِهِ مِنْهُ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ كَلَّا لَا يُعْطِهِ أُصَيْبِغَ مِنْ قُرَيْشٍ وَّيَدَعَ أَسَدًا مِّنْ أُسْدِ اللّٰهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدَّاهُ إِلَيَّ فَاشْتَرَيْتُ مِنْهُ خِرَافًا فَكَانَ أَوَّلَ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الْإِسْلَامِ.

نے اپنا حال حضرت ﷺ سے ذکر کیا تو ایک مرد نے حضرت ﷺ کے پاس بیٹھنے والوں سے کہا کہ ہتھیار اس مقتول کے جس کا ذکر کرتا ہے میرے پاس ہیں سو اس کو میری طرف سے راضی کر دیجیے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یوں نہیں اس کو نہ دیں حیوان ضعیف کو قریش سے اور چھوڑیں شیر کو اللہ کے شیروں سے جو لڑتا ہے اللہ اور رسول کی طرف سے کہا سو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور وہ ہتھیار مجھ کو دیئے سو میں نے اس سے باغ خریدا سو وہ اول مال تھا جس کو میں نے اسلام میں جمع کیا۔

بَابُ غَزْوَةِ أَوْطَاسٍ.

باب ہے بیان میں جنگ اوطاس کے۔

فائدہ: اوطاس ایک وادی ہے ہوازن کے ملک میں اور وہ جگہ جنگ حنین کی ہے کہا ہے اس کو عیاض نے اور بعض اہل سیر کا مذہب یہی ہے اور راجح یہ ہے کہ اوطاس کی وادی اور ہے اور جنگ حنین کی وادی اور ہے اور خوب ظاہر کرتا ہے اس کو جو اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ تھی لڑائی بیچ وادی حنین کے اور یہ کہ جب ہوازن بھاگے تو ایک گروہ ان میں سے طائف کی طرف پھرا اور ایک گروہ اوطاس کی طرف پھرا سو جو لوگ اوطاس کی طرف بھاگ گئے تھے حضرت ﷺ نے ان کی طرف لشکر بھیجا جس کے پیشوا ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ تھے جیسے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث باب کی پھر حضرت ﷺ اپنے لشکروں کے ساتھ طائف کی طرف متوجہ ہوئے۔

۳۹۷۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُنَيْنٍ بَعَثَ أَبَا عَامِرٍ عَلٰى جَيْشٍ إِلٰى أَوْطَاسٍ فَلَقِيَ دُرَيْدَ بْنَ الصِّمَّةِ فَقُتِلَ دُرَيْدٌ وَّهَزَمَ اللّٰهُ أَصْحَابَهُ قَالَ أَبُوْ مُوْسٰى وَبَعَثَنِيْ مَعَ أَبِيْ عَامِرٍ فَرُمِيَ أَبُوْ عَامِرٍ فِيْ رُكْبَتِهِ رَمَاهُ

۳۹۷۹۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ حنین سے فارغ ہوئے تو ابو عامر رضی اللہ عنہ کو لشکر کا سردار کر کے اوطاس کی طرف بھیجا سو ابو عامر درید (ایک کافر مشہور کا نام ہے) سے ملا (اور آپس میں لڑے) سو درید مارا گیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کے ساتھیوں کو شکست دی کہا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اور حضرت ﷺ نے مجھ کو ابو عامر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا یعنی ان لوگوں کی طرف جنہوں نے اوطاس کی طرف پناہ لی سو ابو عامر رضی اللہ عنہ کو گھٹنے میں تیر لگا ایک مرد جشمی

جُشَمِيٌّ بِسَهْمٍ فَأَثْبَتَهُ فِي رُكْبَتِهِ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا عَمِّ مَنْ رَمَاكَ فَأَشَارَ إِلَى أَبِي مُوْسٰى فَقَالَ ذَاكَ قَاتِلِي الَّذِي رَمَانِي فَقَصَدْتُ لَهُ فَلَحِقْتُهُ فَلَمَّا رَآنِي وَلّٰى فَاتَّبَعْتُهُ وَجَعَلْتُ أَقُوْلُ لَهُ أَلَا تَسْتَحْيِي أَلَا تَثْبُتُ فَكَفَّ فَاخْتَلَفْنَا ضَرْبَتَيْنِ بِالسَّيْفِ فَقَتَلْتُهُ ثُمَّ قُلْتُ لِأَبِي عَامِرٍ قَتَلَ اللّٰهُ صَاحِبَكَ قَالَ فَانْزِعْ هٰذَا السَّهْمَ فَنَزَعْتُهُ فَنَزَا مِنْهُ الْمَاءُ قَالَ يَا ابْنَ أَخِي أَقْرِئِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ وَقُلْ لَهُ اسْتَغْفِرْ لِي وَاسْتَخْلَفَنِي أَبُوْ عَامِرٍ عَلَى النَّاسِ فَمَكُثَ يَسِيْرًا ثُمَّ مَاتَ فَرَجَعْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهِ عَلٰى سَرِيْرٍ مُرْمَلٍ وَعَلَيْهِ فِرَاشٌ قَدْ أَثَّرَ رِمَالُ السَّرِيْرِ بِظَهْرِهِ وَجَنْبَيْهِ فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِنَا وَخَبَرِ أَبِي عَامِرٍ وَقَالَ قُلْ لَهُ اسْتَغْفِرْ لِي فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيْرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ فَقُلْتُ وَلِي فَاسْتَغْفِرْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ وَأَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُدْخَلًا كَرِيْمًا قَالَ أَبُوْ بُرْدَةَ إِحْدَاهُمَا لِأَبِي عَامِرٍ وَالْأُخْرٰى لِأَبِي مُوْسٰى.

نے اس کو تیر مارا اور اس کو اس کے گھٹنے میں بٹھایا سو میں اس کے پاس پہنچا سو میں نے کہا اے چچا کس نے تجھ کو تیر مارا؟ اس نے ابو موسیٰ کی طرف اشارہ کیا سو کہا کہ یہ ہے قاتل میرا جس نے مجھ کو تیر مارا سو میں نے اس کا قصد کیا سو میں اس سے جا ملا جب اس نے مجھ کو دیکھا تو بھاگا سو میں اس کے پیچھے پڑا اور میں نے کہنا شروع کیا کہ کیا تجھ کو شرم نہیں آتی کیا تو کھڑا نہیں ہوتا سو وہ کھڑا ہوا اور ہم نے آپس میں ایک دوسرے کو تلوار ماری سو میں نے اس کو قتل کیا میں نے ابو عامر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ نے تیرے قاتل کو مار ڈالا اس نے کہا اس تیر کو کھینچ میں نے اس کو کھینچا تو اس کے زخم سے پانی جاری ہوا کہا اے بھتیجے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنا کہ میرے واسطے بخشش مانگیں اور ابو عامر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو لوگوں پر خلیفہ کیا پھر تھوڑی دیر کے بعد مر گیا سو میں پھرا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں تھے ایک چار پائی پر جو رسیوں سے بنی تھی اور اس پر بستر تھا تحقیق چار پائی کی رسیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ اور دونوں پہلوؤں میں اثر کیا تھا یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک میں رسیوں کے نشان پڑ گئے تھے سو میں نے آپ کو اپنے حال اور ابو عامر کے حال سے خبر دی اور کہا اس نے کہا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنا کہ میرے واسطے مغفرت مانگیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور وضو کیا اور پھر دونوں ہاتھ اٹھائے سو کہا کہ الٰہی بخش دے عبید اللہ ابو عامر کو اور میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی پھر فرمایا الٰہی! بلند کر اس کے مرتبے کو قیامت کے دن اپنی مخلوق اور آدمیوں پر میں نے کہا اور میرے واسطے بھی بخشش مانگیے سو فرمایا کہ یا اللہ! عبداللہ بن قیس کو اس کے

گناہ بخش دے اور داخل کر اس کو قیامت کے دن جگہ بزرگ میں' ابو بردہ راوی نے کہا کہ دونوں سے ایک دعا ابو عامر کے واسطے تھی اور ایک ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے واسطے۔

فائدہ: درید کے قاتل میں اختلاف ہے ابن اسحاق نے کہا کہ وہ ربیعہ بن رفیع ہے اور روایت کی ہے بزار نے ساتھ سند حسن کے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا قاتل زبیر بن عوام ہے اور اس کا لفظ ہے کہ جب مشرکوں کو شکست ہوئی تو درید بن صمہ چھ سو آدمی کو لے کر ایک ٹیلے پر چڑھ گیا سو انہوں نے ایک لشکر دیکھا درید نے کہا اس کو میرے واسطے چھوڑو انہوں نے اس کو چھوڑا تو اس نے کہا کہ یہ قضاعہ کا گروہ ہے اور نہیں کچھ ڈر تم پر اس کی مانند ایک اور لشکر دیکھا تو کہا کہ یہ سلیم کا قبیلہ ہے پھر ایک سوار اکیلا دیکھا سو کہا کہ اس کو میرے واسطے چھوڑو یعنی میں تم کو بتلاتا ہوں یہ کون ہے پھر کہا کہ یہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ ہے اور وہ تم کو مارنے والا ہے اور اپنی جگہ سے نکالنے والا ہے زبیر رضی اللہ عنہ نے مڑ کر ان کو دیکھا سو کہا کہ یہ لوگ اس جگہ کیوں ہیں سو وہ ان کی طرف پھرا اور ایک جماعت اس کے ساتھ ہوئی سو اس نے ان میں سے تین سو آدمی کو قتل کیا اور درید کا سر کاٹ کر اپنے آگے رکھا اور تھا درید شاعر مشہور اور کہتے ہیں کہ جب وہ مارا گیا اس وقت ایک سو بیس برس کا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ ایک سو ساٹھ برس کا تھا اور یہ جو کہا کہ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوا کے وضو کیا الخ تو اس سے سمجھا جاتا ہے کہ مستحب ہے پاک ہونا واسطے ارادے دعا کے اور اٹھانا ہاتھوں کا دعا میں برخلاف اس شخص کے جو خاص کرتا ہے اس کو ساتھ استسقاء کے' وسیاتی بیان ذلک فی کتاب الدعوات۔ (فتح)

بَابُ غَزْوَةِ الطَّآئِفِ فِيْ شَوَّالٍ سَنَةَ ثَمَانٍ قَالَهُ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ.

باب ہے بیان میں جنگ طائف کے شوال میں آٹھویں سال میں کہا ہے اس کو موسیٰ بن عقبہ نے۔

فائدہ: طائف ایک شہر ہے بڑا مشہور اس میں کھجور اور انگور کے بہت درخت ہیں مکے سے دو تین منزل پر حد مشرق کی طرف واقع ہے کہتے ہیں کہ اصل اس کی یہ ہے یہ جبرائیل علیہ السلام نے اکھاڑا تھا اس باغ کو جو تھا واسطے اصحاب صریم کے پھر اس کو لے کر مکے کی طرف چلا اور اس کے ساتھ خانے کعبے کے گرد گھوما پھر اُتارا اس کو جس جگہ طائف ہے پس نام رکھا گیا اس جگہ کا ساتھ طائف کے اور پہلے یہ باغ صنعاء کے اطراف میں تھا اور نام اس زمین کا وج ہے نام رکھی گئی ساتھ نام ایک مرد کے اور وہ ابن عبدالجن ہے عمالقہ سے اور وہ پہلے پہل اس میں اترا تھا اور چلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف حنین سے پھرنے کے بعد اور روکا غنیموں کو جعرانہ میں اور تھا مالک بن عوف نضری کھینچے والا ہوازن کا جب بھاگا تو طائف میں داخل ہوا اور اس کا ایک قلعہ تھا کئی میلوں پر طائف سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے جاتے ہوئے اس پر گزرے سو اس کو ڈھایا۔ (فتح)

۳۹۸۰۔ حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ سَمِعَ سُفْیَانَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ زَیْنَبَ بِنْتِ أَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا دَخَلَ عَلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِیْ مُخَنَّثٌ فَسَمِعْتُهُ یَقُوْلُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ أُمَیَّةَ یَا عَبْدَ اللّٰهِ أَرَأَیْتَ إِنْ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْکُمُ الطَّآئِفَ غَدًا فَعَلَیْكَ بِابْنَةِ غَیْلَانَ فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَّتُدْبِرُ بِثَمَانٍ وَّقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلَنَّ هٰؤُلَاءِ عَلَیْکُنَّ قَالَ ابْنُ عُیَیْنَةَ وَقَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ الْمُخَنَّثُ هِیْتٌ.

۳۹۸۰۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس ایک مخنث یعنی زنانہ مرد تھا سو میں نے اس سے سنا کہ عبداللہ بن ابی امیہ سے کہتا تھا اے عبداللہ! کیا تو نے دیکھا کہ اگر کل اللہ نے طائف کو تم پر فتح کیا تو لازم پکڑ اوپر اپنے غیلان کی بیٹی کو کہ وہ سامنے آتی ہے ساتھ چار کے اور پیٹھ پھیر کر جاتی ہے ساتھ آٹھ کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ اندر آیا کریں تمہارے پاس یہ مخنث زنانے مرد، کہا ابن جریج نے مخنث کا نام ہیت تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نکاح میں آئے گی اور غرض اس سے اس جگہ ذکر گھیرنا طائف کا ہے اسی واسطے وارد کیا دوسرے طریق کو بعد اس کے جس جگہ اس میں کہا کہ حضرت ﷺ اس دن طائف کو گھیرے ہوئے تھے اور عبداللہ بن ابی امیہ بھائی ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا اور شہید ہوا عبداللہ طائف میں اس کو تیر لگا وہ اس سے شہید ہوا۔ (فتح)

حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا وَزَادَ وَهُوَ مُحَاصِرُ الطَّآئِفِ یَوْمَئِذٍ.

حدیث بیان کی ہم سے محمود نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابو اسامہ نے ہشام سے اس کے ساتھ اور زیادہ کیا اس میں یہ کہ حضرت ﷺ اس دن طائف کو گھیرے تھے۔

۳۹۸۱۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِی الْعَبَّاسِ الشَّاعِرِ الْأَعْمٰی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا حَاصَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الطَّآئِفَ فَلَمْ یَنَلْ مِنْهُمْ شَیْئًا قَالَ إِنَّا قَافِلُوْنَ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَثَقُلَ عَلَیْهِمْ وَقَالُوْا نَذْهَبُ وَلَا نَفْتَحُهُ وَقَالَ مَرَّةً نَقْفُلُ فَقَالَ اغْدُوْا عَلَی الْقِتَالِ فَغَدَوْا فَأَصَابَهُمْ جِرَاحٌ

۳۹۸۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے طائف کو گھیرا تو ان سے کوئی چیز نہ پائی تو فرمایا کہ ہم مدینے کی طرف پلٹنے والے ہیں ان شاء اللہ تو یہ بات اصحاب پر گراں گزری اور کہا کہ ہم جاتے ہیں بے فتح کیے اس کے اور ایک بار کہا نقفل یعنی بدلے قافلون کے پس فرمایا صبح کو جنگ پر جاؤ سو اصحاب صبح کے وقت جنگ پر گئے سو ان کو زخم پہنچے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کل ہم ان شاء اللہ پلٹنے والے ہیں سو یہ بات اصحاب کو خوش لگی حضرت ﷺ ہنسے۔

فَقَالَ إِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَأَعْجَبَهُمْ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً فَتَبَسَّمَ قَالَ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الْخَبَرَ كُلَّهُ.

فائدہ: ذکر کیا ہے اہل مغازی نے کہ جب طائف والے قلعے میں محصور ہوئے اور تحقیق تیار کی تھی انہوں نے اس میں وہ چیز جو ان کو ایک سال کے گھیرے کے واسطے کفایت کرے سو انہوں نے مسلمانوں پر گرم لوہا پھینکا اور ان کو تیروں سے مارا اور ایک جماعت کو زخمی کیا حضرت ﷺ نے نوفل سے مشورہ پوچھا اس نے کہا کہ وہ ثعلب ہیں جحر میں یعنی لومڑ ہیں سوراخ میں اگر آپ ٹھہریں تو ان کو پکڑ لیں گے اور اگر ان کو چھوڑ دیں گے تو وہ آپ کو کچھ نقصان نہیں کر سکتے سو حضرت ﷺ نے ان سے کوچ کیا اور مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدت گھیرنے ان کے کی چالیس دن تھی اور بعض کچھ کم وبیش کہتے ہیں اور یہ جو کہا کہ یہ بات اصحاب پر گراں گزری تو بیان کیا سبب اس کا ساتھ قول اپنے کے کہ ہم جاتے ہیں بے فتح کیے اس کے اور حاصل حدیث کا یہ ہے کہ جب خبر دی ان کو حضرت ﷺ نے ساتھ پھرنے کے بغیر فتح کے تو یہ بات ان کو خوش نہ لگی سو جب حضرت ﷺ نے یہ حال دیکھا تو حکم دیا ان کو ساتھ لڑنے کے سو نہ فتح ہوئی واسطے ان کے اور ان کو بہت زخم لگے اس واسطے کہ طائف والوں نے ان کو قلعے کی دیوار کے اوپر سے مارا سو کافروں کے تیر مسلمانوں کو پہنچتے تھے اور مسلمانوں کے تیر کافروں کے پاس نہیں پہنچتے تھے اس واسطے کہ وہ قلعے پر تھے سو جب انہوں نے یہ دیکھا تو ان کو ظاہر ہوا کہ پلٹ جانا ٹھیک ہے سو جب حضرت ﷺ نے دوسری بار پلٹنے کا حکم دیا تو اس وقت ان کو خوش لگا پس اسی واسطے حضرت ﷺ نے تبسم فرمایا اور کہا سفیان نے ایک بار فتبسم یعنی ضحک کے بدلے اور کہا حمیدی نے حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے ساری حدیث ساتھ خبر کے یعنی حمیدی نے اس کو بغیر عنعنہ کے ذکر کیا ہے۔

۳۹۸۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَأَبَا بَكْرَةَ وَكَانَ تَسَوَّرَ حِصْنَ الطَّآئِفِ فِيْ أُنَاسٍ فَجَآءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَا سَمِعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۹۸۲۔ حضرت ابو عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے سعد رضی اللہ عنہ سے سنا اور سعد رضی اللہ عنہ وہ شخص ہے جس نے پہلے پہل اللہ کی راہ میں تیر مارا اور سنا میں نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ طائف کے قلعے پر چڑھا تھا ساتھ چند لوگوں کے سو وہ حضرت ﷺ کے پاس آیا سو دونوں نے کہا کہ ہم نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جو اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور کو باپ بتلائے اور وہ جانتا ہو کہ وہ اس کا باپ نہیں تو اس

يَقُولُ مَنِ ادَّعٰى إِلٰى غَيْرِ أَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ وَقَالَ هِشَامٌ وَّأَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ أَوْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا وَّأَبَا بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَاصِمٌ قُلْتُ لَقَدْ شَهِدَ عِنْدَكَ رَجُلَانِ حَسْبُكَ بِهِمَا قَالَ أَجَلْ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَأَوَّلُ مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَنَزَلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَالِثَ ثَلَاثَةٍ وَّعِشْرِيْنَ مِنَ الطَّائِفِ.

پر بہشت حرام ہے یعنی جو جان بوجھ کر اپنا باپ چھوڑ کر دوسرے کو باپ بتلائے وہ شخص بہشت سے بے نصیب ہے اور کہا ہشام نے خبر دی ہم کو معمر نے عاصم سے اس نے روایت کی ابو العالیہ سے یا ابو عثمان سے کہا سنا میں نے سعد اور ابو بکرہ سے دونوں نے روایت کی حضرت ﷺ سے عاصم کہتا ہے میں نے ابو العالیہ سے کہا کہ البتہ گواہی دی ہے نزدیک تیرے دو مردوں نے کہ کافی ہیں تجھ کو دونوں یعنی صدق میں اس نے کہا ہاں اسی طرح ہے بہر حال ایک دونوں میں سے پس وہ شخص ہے جس نے پہلے پہل اللہ کی راہ میں تیر مارا لیکن دوسرا پس اترا طرف حضرت ﷺ کے تیسواں طائف کے قلعے سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فرائض میں آئے گی اور غرض اس سے ذکر ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کا ہے اور نام اس کا نفیع بن حارث ہے اور تھا غلام حارث بن کلدہ کا پس اترا طائف کے قلعے سے ساتھ ابو بکرہ کے پس اسی واسطے کنیت رکھا گیا ابو بکرہ روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے ساتھ سند کے کہ اس کا کچھ ڈر نہیں ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور تھا ان لوگوں سے جو طائف کے قلعے سے اترے ان کے غلاموں سے اور یہ جو کہا کہ وہ قلعے پر چڑھا تھا تو یہ نہیں مخالف ہے اترنے کی روایت کو اس واسطے کہ معنی یہ ہیں کہ پہلے وہ اس کے نیچے سے اوپر چڑھا پھر اس سے اترا اور یہ جو کہا کہ کہا ہشام نے الخ تو غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس سے بیان کرنا عدد اُن لوگوں کا ہے کہ پہلی روایت میں مجمل چھوڑے گئے اس واسطے کہ اس میں اناس کا لفظ ہے یعنی چند آدمیوں میں اور اس روایت میں بیان کر دیا کہ وہ تئیس مرد تھے۔

۳۹۸۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَازِلٌ بِالْجِعْرَانَةِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ أَلَا تُنْجِزُ لِي مَا وَعَدْتَّنِي فَقَالَ لَهُ أَبْشِرْ فَقَالَ قَدْ أَكْثَرْتَ عَلَيَّ مِنْ

۳۹۸۳۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس تھا اور حضرت ﷺ جعرانہ میں اترے تھے مکے اور مدینے کے درمیان اور آپ ﷺ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ تھے سو ایک گنوار حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ کیا آپ نہیں پورا کرتے جو مجھ سے دینے کا وعدہ کیا تھا؟ یعنی حنین کی غنیمت سے حضرت نے فرمایا (بہشت کی) بشارت لے اس نے کہا آپ نے مجھ سے ابشر بہت بار کہا یعنی آپ بشارت بہت دیا کرتے ہو کچھ مال بھی دو تو

أَبْشِرْ فَأَقْبَلَ عَلٰى أَبِيْ مُوْسٰى وَبِلَالٍ كَهَيْئَةِ الْغَضْبَانِ فَقَالَ رَدَّ الْبُشْرٰى فَاقْبَلَا أَنْتُمَا قَالَا قَبِلْنَا ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ فِيْهِ مَآءٌ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهٗ فِيْهِ وَمَجَّ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ اشْرَبَا مِنْهُ وَأَفْرِغَا عَلٰى وُجُوْهِكُمَا وَنُحُوْرِكُمَا وَأَبْشِرَا فَأَخَذَا الْقَدَحَ فَفَعَلَا فَنَادَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مِنْ وَّرَآءِ السِّتْرِ أَنْ أَفْضِلَا لِأُمِّكُمَا فَأَفْضَلَا لَهَا مِنْهُ طَآئِفَةً.

حضرت ﷺ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ پر متوجہ ہوئے بصورت غضبناک سو فرمایا کہ البتہ اس شخص نے بشارت کو نہیں لیا تم دونوں بشارت کو قبول کرو انہوں نے کہا ہم نے بشارت قبول کی پھر حضرت ﷺ نے پانی کا پیالہ منگوایا اور اس میں دونوں ہاتھ اور منہ کو دھویا اور اس میں کلی ڈالی پھر فرمایا تم دونوں اس پانی کو پیو اور اپنے منہ اور سینوں پر ڈالو اور تم کو خوشخبری ہو سو دونوں نے پیالہ لیا اور کیا جو حضرت ﷺ نے فرمایا تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے پکارا کہ کچھ اپنی ماں کے واسطے باقی چھوڑو یعنی میرے واسطے تو دونوں نے اس کے واسطے اس سے کچھ پانی چھوڑا۔

فائدہ: جعرانہ ایک جگہ کا نام ہے درمیان طائف اور مکے کے اور مکے کی طرف قریب تر ہے اور کہا فاکہی نے کہ اس کے اور مکے کے درمیان ایک برید کا فاصلہ ہے اور کہا باجی نے کہ اٹھارہ میل کا فاصلہ ہے اور یہ جو کہا کہ کیا آپ میرا وعدہ پورا نہیں کرتے جو آپ نے مجھ سے کیا تھا؟ سو احتمال ہے کہ وعدہ اس کے ساتھ خاص ہو اور احتمال ہے کہ عام ہو اور اس نے اپنا حصہ غنیمت سے جلد طلب کیا ہو اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے حکم دیا تھا کہ حنین کی غنیمتیں جمع کی جائیں اور آپ ﷺ لشکر لے کر طائف کی طرف متوجہ ہوئے تھے پھر جب طائف سے پھرے تو غنیموں کو تقسیم کیا اسی واسطے واقع ہوا ہے بہت لوگوں کے حق میں جو تازہ اسلام لائے تھے دیر سے جاننا غنیمت کا اور فی الحال طلب کرنا تقسیم اس کی کا اور یہ جو فرمایا ابشر یعنی خوشی ہو تجھ کو ساتھ قریب ہونے تقسیم کے یا ساتھ بڑے ثواب کے اوپر صبر کرنے کے اور اس حدیث سے ابو عامر رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی۔ (فتح)

٣٩٨٤۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ أَخْبَرَهٗ أَنَّ يَعْلٰى كَانَ يَقُوْلُ لَيْتَنِيْ أَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَ فَبَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعْرَانَةِ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ قَدْ أُظِلَّ بِهٖ مَعَهٗ فِيْهِ

٣٩٨٤۔ حضرت یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتا تھا آرزو تھی کہ میں حضرت ﷺ کو وحی اترنے کی حالت میں دیکھوں کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ جعرانہ میں تھے آپ ﷺ پر کپڑا تھا کہ جس کے ساتھ آپ ﷺ کو سایہ کیا گیا تھا اس میں آپ ﷺ کے ساتھ چند اصحاب تھے کہ اچانک ایک دیہاتی آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس پر جبہ تھا اور وہ خوشبو سے لتھڑا تھا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! آپ کیا فرماتے ہیں اس مرد

نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ إِذْ جَآئَهُ أَعْرَابِيٌّ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مُتَضَمِّخٌ بِطِيْبٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى فِيْ رَجُلٍ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ فِيْ جُبَّةٍ بَعْدَمَا تَضَمَّخَ بِالطِّيْبِ فَأَشَارَ عُمَرُ إِلٰى يَعْلٰى بِيَدِهٖ أَنْ تَعَالَ فَجَآءَ يَعْلٰى فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ يَغِطُّ كَذٰلِكَ سَاعَةً ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ أَيْنَ الَّذِيْ يَسْأَلُنِيْ عَنِ الْعُمْرَةِ اٰنِفًا فَالْتُمِسَ الرَّجُلُ فَأُتِيَ بِهٖ فَقَالَ أَمَّا الطِّيْبُ الَّذِيْ بِكَ فَاغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَأَمَّا الْجُبَّةُ فَانْزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِيْ حَجِّكَ.

کے حق میں جس نے عمرے کا احرام باندھا ہو جبہ میں بعد خوشبو لگانے کے؟ یعنی اس حالت میں عمرہ کرنا درست ہے یا نہیں؟ سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے یعلی کی طرف اشارہ کیا کہ آ سو یعلی آیا سو اس نے اپنے سر کو اس پردے میں داخل کیا تا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی اترنے کی صورت دیکھے سو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ وحی کی شدت سے سرخ ہو گیا ہے سوتے آدمی کی طرح آواز کرتے ہیں گھڑی بھر آپ کی یہی حالت رہی پھر وہ حالت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے موقوف ہوئی سو فرمایا کہاں ہے جس نے مجھ سے ابھی عمرے کا حال پوچھا تھا؟ سو وہ مرد تلاش کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا سو فرمایا جو خوشبو تجھ کو لگی ہے اس کو تین بار دھو ڈال اور لیکن جبہ سو اس کو اتار ڈال پھر کر اپنے عمرے میں جو تو اپنے حج میں کرتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عمرے کے باب میں گزر چکی ہے۔

۳۹۸۵۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ لَمَّا أَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَسَمَ فِي النَّاسِ فِي الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا فَكَأَنَّهُمْ وَجَدُوْا إِذْ لَمْ يُصِبْهُمْ مَا أَصَابَ النَّاسَ فَخَطَبَهُمْ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ بِيْ وَكُنْتُمْ مُتَفَرِّقِيْنَ فَأَلَّفَكُمُ اللّٰهُ بِيْ وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللّٰهُ بِيْ كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا قَالُوا اللّٰهُ

۳۹۸۵۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ نے اپنے رسول کو حنین کے دن غنیمت دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ان لوگوں میں تقسیم کیا جن کے دل پر چائے گئے اور انصار کو کچھ چیز نہ دی سو گویا کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ناراض ہوئے جب کہ نہ پہنچی ان کو وہ چیز جو لوگوں کو پہنچی یا فرمایا گویا وہ ناراض ہوئے جب کہ نہ پہنچا ان کو جو لوگوں کو پہنچا (یہ راوی کا شک ہے) سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر خطبہ پڑھا سو فرمایا اے گروہ انصار کے کیا میں نے تم کو گمراہ نہیں پایا سو اللہ نے تم کو میرے سبب سے دین کی راہ بتلائی اور تم متفرق تھے سو اللہ نے تمہاری آپس میں الفت اور محبت کر دی میرے سبب سے اور تم محتاج تھے سو اللہ نے تم کو مال دار کر دیا میرے سبب سے

وَرَسُوْلُهٗ اَمَنُّ قَالَ مَا يَمْنَعُكُمْ اَنْ تُجِيْبُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمَنُّ قَالَ لَوْ شِئْتُمْ قُلْتُمْ جِئْتَنَا كَذَا وَكَذَا اَتَرْضَوْنَ اَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيْرِ وَتَذْهَبُوْنَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى رِحَالِكُمْ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَاً مِّنَ الْاَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَّشِعْبًا لَّسَلَكْتُ وَادِيَ الْاَنْصَارِ وَشِعْبَهَا الْاَنْصَارُ شِعَارٌ وَّالنَّاسُ دِثَارٌ اِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِيْ اُثْرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ.

جس بار حضرت ﷺ کچھ چیز فرماتے تھے تو انصار کہتے تھے کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر احسان کرنے والے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم کو کیا چیز روکتی ہے کہ حضرت کو جواب دو کہ ہاں اسی طرح ہے جس طرح فرماتے ہیں جب حضرت ﷺ کچھ فرماتے تھے تو انصار کہتے تھے کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر احسان کرنے والا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا گر تم چاہو تو کہو کہ آپ ہمارے پاس آئے اس طرح اور اس طرح یعنی آپ نے ہم کو ہدایت کی اور مالدار کر دیا کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے جائیں یعنی مال دنیا کے اور تم اپنے گھروں کی طرف حضرت ﷺ کو لے جاؤ اگر ہجرت نہ ہوتی تو البتہ میں انصاریوں میں سے ایک مرد ہوتا یعنی انصاری اصحاب مجھ کو ایسے پیارے ہیں کہ اگر ہجرت کی صفت مجھ میں موجود نہ ہوتی تو میں اپنی ذات کو انصاریوں میں شمار کرتا اور اگر لوگ چلتے وادی میں یا پہاڑ کی راہ تو البتہ میں انصار کی وادی اور راہ میں چلتا اور انصار نیچے کا کپڑا ہیں جو بدن سے لگا ہوتا ہے اور لوگ اوپر کا کپڑا ہیں بیشک تم میرے بعد پاؤ گے اپنے سوائے اوروں کو مقدم یعنی تمہارے سوائے اور لوگوں کو حکومت ملے گی سو تم صبر کرتے رہنا یہاں تک کہ مجھ سے حوض کوثر پر ملو یعنی میرے بعد قیامت تک ریاست اور حکومت کا حوصلہ نہ کرنا اور اس کی حرص نہ کرنا۔

فائدہ: یہ جو کہا لما افاء اللّٰہ علی رسولہ الخ تو مراد یہ ہے کہ دیں اللہ نے حضرت ﷺ کو غنیمتیں ان لوگوں کی جن سے حنین کے دن لڑے اور اصل فے کا رد اور رجوع ہوتا ہے اور اسی قسم سے نام رکھا گیا ہے سائے کا بعد زوال کے فے اس واسطے کہ وہ پھرا ہے ایک جانب سے طرف دوسری جانب کے پس گویا کہ کفار کے مالوں کا نام فے رکھا گیا اس واسطے کہ وہ درحقیقت مسلمانوں کے واسطے تھے کیونکہ ایمان اصل ہے اور کفر اس پر طاری ہے پس جب غالب ہوں کفار کسی چیز پر مال سے تو بطور تعدی کے ہے پھر جب مسلمان اس کو ان سے لوٹیں تو گویا کہ پھرا ان کی

طرف جوان کا تھا اور پہلے گزر چکا ہے قریب کہ حضرت ﷺ نے حکم دیا ساتھ روکنے غنیموں کے جعرانہ میں سو جب طائف سے پھرے تو پانچویں ذی قعدہ کو جعرانہ میں پہنچے اور تھا سبب بیچ تاخیر کرنے تقسیم غنیمت کے جو مسور کی حدیث میں گزر چکا ہے واسطے اس امید کے کہ مسلمان ہو جائیں اور وہ چھ ہزار آدمی تھے عورتیں اور لڑکے اور اونٹ چوبیس ہزار تھے اور بکریاں چالیس ہزار تھیں اور یہ جو کہا کہ لوگوں میں تقسیم کیا یعنی غنیموں کو اور زہری کی روایت میں واقع ہوا ہے کہ مردوں کو سو سو اونٹ دیتے تھے اور مراد ساتھ مؤلفۃ القلوب کے قریشی چند لوگ ہیں جو فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے تھے ان کا اسلام ضعیف تھا اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ مراد کے ساتھ مؤلفۃ القلوب کے جو زکوٰۃ کے مستحق لوگوں میں سے ایک قسم ہیں سو بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ ان کے کفار ہیں کہ ان کو زکوٰۃ میں سے مال دیا جائے واسطے رغبت دلانے کے اسلام میں اور بعض کہتے ہیں مسلمان ہیں کہ ان کے واسطے تابعدار ہیں کفار یعنی غلام اور خادم تا کہ ان کو الفت دلائیں اور بعض کہتے ہیں وہ مسلمان ہیں جو پہلے پہل اسلام میں داخل ہوئے تا کہ جگہ پکڑے اسلام ان کے دلوں میں اور بہر حال مراد ساتھ مؤلفۃ القلوب کے اس جگہ پس یہ پچھلی قسم ہے واسطے قول حضرت ﷺ کے زہری کی روایت میں کہ البتہ میں دیتا ہوں ان مردوں کو جو تازہ مسلمان ہوئے ہیں اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث آئندہ میں واقع ہوا ہے کہ تقسیم کیا اس کو قریش میں اور مراد ساتھ ان کے وہ لوگ ہیں کہ مکہ فتح ہوا اور وہ اس میں موجود تھے اور ایک روایت میں ہے کہ دیا طلقا اور مہاجرین کو اور مراد ساتھ طلقا کے وہ لوگ ہیں کہ حاصل ہوا حضرت ﷺ سے ان پر احسان دن فتح مکہ کے قریش سے اور ان کے تابعداروں سے اور مراد ساتھ مہاجرین کے وہ لوگ ہیں جو فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے اور مدینے کی طرف ہجرت کی اور وہ چالیس سے زیادہ ہیں اور یہ جو کہا کہ انصار کو کچھ چیز نہ دی تو یہ ظاہر ہے کہ یہ عطا اور انعام تمام غنیمت میں سے تھا یعنی پانچواں حصہ نکالنے سے پہلے اور ترجیح دی ہے قرطبی نے اس بات کو کہ حضرت ﷺ نے ان کو اپنے پانچویں حصے میں سے دیا تھا اور پہلا قول معتمد ہے اور باب کے اخیر حدیث میں انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ جب کوئی مشکل پیش آتی ہے تو ہم بلائے جاتے ہیں اور غنیمت ہمارے سوا اوروں کو دی جاتی ہے اور یہ ظاہر ہے اس میں کہ عطا مذکور سب غنیمت میں سے تھا نہ خمس سے جیسا کہ قرطبی نے کہا اور باب کی ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا کہ اللہ اپنے رسول کو بخشے کہ قریش کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے اور ہماری تلواروں سے ان کے خون ٹپکتے ہیں اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے ان پر خطبہ پڑھا تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے انصار کو ایک خیمے میں جمع کیا ان کے سواء اور کسی کو اس میں نہ آنے دیا سو جب جمع ہوئے تو حضرت ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ کیا بات ہے جو مجھ کو تم سے پہنچی ہے؟ تو انصار کے عقلمندوں نے کہا کہ ہمارے رئیسوں اور اشرافوں نے تو یہ بات نہیں کہی بعض نوعمروں نے البتہ یہ بات کہی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ چپ رہے تو یہ محمول ہے اس پر کہ بعض چپ رہے اور بعضوں نے جواب دیا اور یہ جو فرمایا

کہ میں نے تم کو گمراہ نہیں پایا تو مراد اس جگہ گمراہی شرک کی ہے اور مراد ساتھ ہدایت کے ایمان ہے اور حضرت ﷺ نے بہت عمدہ ترتیب سے ان نعمتوں کو بیان کیا جو اللہ نے آپ کے ذریعہ سے ان کو دی تھیں سو پہلے ایمان کی نعمت کو شروع کیا جس کے برابر کوئی چیز دنیا کی نہیں پھر الفت کی نعمت کو بیان کیا اور وہ اعظم ہے مال کی نعمت سے اس واسطے کہ مال خرچ کیا جاتا ہے واسطے حاصل کرنے اس کے اور کبھی حاصل نہیں ہوتی اور انصار ہجرت سے پہلے آپس میں ایک دوسرے کے نہایت دشمن تھے واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی تھی درمیان ان کے جنگ بعاث وغیرہ سے پس دور ہوا یہ سب اسلام کے ساتھ جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ اگر تو خرچ کرتا جو زمین میں ہے تمام تو نہ الفت دیتا درمیان ان کے دلوں کے لیکن اللہ نے ان کے درمیان الفت ڈالی اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم چاہتے تو کہتے اور تم سچے تھے کہ آپ ہمارے پاس آئے اس حالت میں کہ جھٹلائے گئے تھے سو ہم نے آپ کو سچا جانا اور ذلیل کیے گئے سو ہم نے آپ کی مدد کی اور تنہا سو ہم نے آپ کو جگہ دی اور محتاج سو ہم نے آپ سے سلوک کیا انصار نے کہا بلکہ اللہ اور رسول نے ہم پر احسان کیا اور احمد کی روایت میں ہے کہ ایک انصاری نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کیا میں تم کو نہیں بتلایا کرتا تھا کہ اگر کام سیدھے ہو گئے تو البتہ اوروں کو مقدم کریں گے تو انہوں نے اس پر سخت رد کیا یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی آخر حدیث تک اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے یہ فرمایا واسطے تواضع کے آپ سے اور انصاف کے نہیں تو درحقیقت حجت بالغہ اور منت ظاہرہ ان سب چیزوں میں واسطے حضرت ﷺ کے ہے اوپر ان کے اس واسطے کہ اگر نہ ہوتی ہجرت آپ کی ان کی طرف اور رہنا آپ کا نزدیک تو البتہ نہ ہوتا درمیان ان کے اور درمیان ان کے غیر کے کچھ فرق اور حالانکہ تنبیہ کی حضرت ﷺ نے اس پر اپنے اس قول کے ساتھ کہ کیا تم راضی نہیں؟ آخر تک پس تنبیہ کی ان کو اس چیز پر کہ غافل ہوئے اس سے عظمت اس چیز کی سے کہ خاص ہوئے ساتھ اس کے احسان سے بہ نسبت اس چیز کے کہ حاصل ہوئی واسطے غیر ان کے اسباب دنیا فانی کے سے اور یہ جو کہا کہ اپنے گھروں کی طرف لے جاؤ تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ قسم ہے اللہ کی جس چیز کے ساتھ تم پھرتے ہو وہ بہتر ہے اس چیز سے کہ لوگ اس کے ساتھ پھرتے ہیں تو اصحاب نے کہا یا حضرت! بیشک ہم راضی ہوئے اور ذکر کیا ہے واقدی نے کہ حضرت ﷺ نے ان کو بلایا کہ ملک بحرین ان کو جاگیر لکھ دیں کہ ہو واسطے ان کے خاص آپ کے بعد سوائے اور لوگوں کے اور وہ اس دن افضل اس چیز کا تھا کہ فتح ہوئے آپ پر زمین سے سو انہوں نے نہ مانا اور کہا کہ ہم کو دنیا کی حاجت نہیں اور یہ جو کہا کہ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصاریوں سے ایک مرد ہوتا تو خطابی نے کہا کہ مراد اس کلام کے ساتھ الفت دلانا انصار کا ہے اور خوش کرنا ان کے دلوں کا اور تعریف کرنا ان کی ان کے دین پر یعنی ان کا دین بہت عمدہ ہے یہاں تک کہ راضی ہوئے حضرت ﷺ کہ ان میں سے ایک ہوں اگر نہ ہوتی وہ چیز جو منع کرتی ہے آپ کو ہجرت سے کہ نہیں جائز ہے بدلانا اس کا اور نسبت آدمی کی واقع ہوتی ہے کئی

وجہ پر بعض وجہ ان میں سے منسوب ہوتا ہے طرف ولادت کی اور شہر کی اور اعتقاد کی اور کسب کی اور نہیں شک ہے کہ نہیں ارادہ کیا حضرت ﷺ نے منتقل ہونے کا اپنے باپ دادوں کے نسب سے اس واسطے کہ وہ محال ہے اور لیکن نسبت اعتقادی پس نہیں ہیں کوئی معنی واسطے انتقال کے بیچ اس کے اور نہ باقی رہیں مگر پچھلی دوقسمیں اور مدینہ انصار کا گھر تھا اور ہجرت اس کی طرف امر واجب تھا یعنی اگر نہ ہوتی یہ بات کہ نسبت ہجریہ کے ترک کرنے کی مجھ کو گنجائش نہیں تو البتہ میں تمہارے گھر کی طرف منسوب ہوتا اور کہا ابن جوزی نے کہ نہیں مراد ہے حضرت ﷺ کی بدلانا نسبت اپنی کا اور نہ مٹانا ہجرت اپنی کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد حضرت ﷺ کی یہ ہے کہ اگر نہ ہوتی وہ چیز جو پہلے گزر چکی ہے ہجرت کرنے سے تو البتہ منسوب ہوتے مدینے کی طرف اور نصرت دین کی طرف پس تقدیر یہ ہے کہ اگر نہ ہوتی یہ بات کہ نسبت ہجرت کی طرف نسبت دینی ہے نہیں گنجائش ہے چھوڑنا اس کے کی ساتھ غیر اس کے کی تو البتہ میں تمہارے گھر کی طرف منسوب ہوتا اور کہا قرطبی نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ موسوم ہوتا میں تمہارے نام کے ساتھ اور منسوب ہوتا تمہاری طرف جیسا کہ منسوب ہوتے تھے ساتھ ہم قسم ہونے کے لیکن خصوصیت ہجرت کی پہلے گزر چکی ہے سو میں اس سے باز رہا اور وہ اعلیٰ اور اشرف ہے پس نہ بدلے گی ساتھ غیر اس کے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ البتہ ہوتا میں انصار میں سے احکام میں اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ اگر نہ ہوتی یہ بات کہ ہجرت کا ثواب بہت بڑا ہے تو البتہ میں اختیار کرتا کہ ہو ثواب میرا ثواب انصار کا اور نہیں ارادہ کیا حضرت ﷺ نے ظاہر نسب کا ہرگز اور بعض کہتے ہیں کہ اگر نہ ہوتا التزام کرنا میرا ساتھ شرطوں ہجرت کی اور ایک ان میں سے ترک کرنا اقامت کا ہے مکے میں زیادہ تین دن سے تو البتہ میں اختیار کرتا کہ انصار میں سے ہوں سو مباح ہوتا واسطے میرے یہ اور وادی انصار کے معنی پست جگہ کے ہیں اور مراد اس جگہ شہر ان کا ہے اور مراد حضرت ﷺ کی اس کے ساتھ اور مابعد اس کے کی تنبیہ کرنا ہے اوپر بہت ہونے اس چیز کے کہ حاصل ہوئی ہے واسطے ان کے ثواب نصرت سے اور قناعت سے ساتھ اللہ کے رسول کے دنیا سے اور جس کی یہ صفت ہو پس حق اس کا یہ ہے کہ اس کی راہ چلنا چاہیے اور اس کی چال کی پیروی کرنا چاہیے اور کہا خطابی نے جب کہ عادت یہ تھی کہ آدمی اپنے اترنے اور کوچ کرنے میں اپنی قوم کے ساتھ ہوتا ہے اور مکے مدینے کی زمین میں وادیاں اور درے بہت ہیں اور جب سفر میں راہیں جدا جدا ہوں تو ہر قوم ان میں سے ایک راہ چلتی ہے سو حضرت ﷺ نے ارادہ کیا کہ وہ انصار کے ساتھ ہوں اور یہ جو کہا کہ انصار شعار ہیں تو یہ لطیف استعارہ ہے واسطے نہایت قریب ہونے ان کے آپ سے اور یہ کہ وہ آپ ﷺ کے خاص رفیق اور باطنی دوست ہیں اور یہ کہ وہ قریب تر ہیں ساتھ آپ کے غیروں سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی رحم کر انصار پر اور انصار کے بیٹوں پر اور انصار کے پوتوں پر تو انصار رونے لگے یہاں تک کہ اپنی داڑھیوں کو تر کیا اور کہا کہ ہم راضی ہوئے ساتھ حضرت ﷺ کے تقسیم اور حصے

میں اور اثرۃ کے معنی ہیں تنہا ہونا ساتھ چیز مشترک کے اس شخص کے بغیر جو اس میں شریک ہو اور معنی یہ ہیں کہ تنہا ہوگا وہ ان پر ساتھ اس چیز کے کہ ان کے واسطے اس میں اشتراک ہے استحقاق میں اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ فضیلت دے اپنے آپ کو تم پر فی میں اور یہ جو کہا صبر کرو یعنی صبر کرو یہاں تک کہ مرو سو بیشک تم مجھ کو حوض کے پاس پاؤ گے پس حاصل ہوگا واسطے تمہارے انصاف اس شخص سے جس نے تم پر ظلم کیا اور ثواب بڑا صبر پر اور حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے اس کے کہ پہلے گزرے قائم کرنا حجت کا مدعی پر اور لاجواب کرنا اس کو حق کے ساتھ اس کی طرف ضرورت کے وقت اور خوب ادب کرنا انصار کا بیچ چھوڑنے ان کے جھگڑے کو اور مبالغہ کرنا حیا میں اور بیان اس کا کہ جو بات ان سے منقول ہے وہ ان کے نوعمروں سے صادر ہوئی ہے ان کے بزرگوں اور بوڑھوں سے نہیں ہوئی اور اس حدیث میں بڑی فضیلت ہے ان کے واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس حدیث میں ان کی نہایت تعریف کی اور یہ کہ بڑا تنبیہ کرے چھوٹے کو اس چیز پر کہ غافل ہے اس سے اور ظاہر کرے واسطے اس کے وجہ شبہ کی تا کہ پھرے حق کی طرف اور اس میں عتاب کرنا ہے اور عذر کرنا اور اقرار کرنا قصور کا اور اس میں نشانی ہے پیغمبری کی نشانیوں سے واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے کہ میرے بعد تم اپنے سوا دوسروں کے لیے تقدیم دیکھو گے سو جیسا آپ ﷺ نے فرمایا اسی طرح واقع ہوا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ انہوں نے صبر نہ کیا اور یہ کہ جائز ہے امام کے واسطے زیادہ دینا بعض لوگوں کو بعض سے بیچ مصارف غنیمت کے اور یہ کہ جائز ہے واسطے اس کے یہ کہ دے مال فی کو اس سے واسطے مصلحت کے اور یہ کہ جو طلب کرے حق اپنا دنیا سے تو اس پر اس میں کچھ عتاب نہیں اور یہ کہ مشروع ہے خطبہ نزدیک اس کام کے کہ نیا پیدا ہو برابر ہے کہ خاص ہو یا عام اور یہ کہ جائز ہے تخصیص بعض مخاطبین کی خطبے میں اور اس میں تسلی دینا ہے اس شخص کو جس کو کوئی چیز دنیا سے فوت ہو اس چیز سے کہ حاصل ہوئی ہے واسطے اس کے ثواب آخرت سے اور ترغیب ہے اوپر طلب کرنے ہدایت کے اور الفت کے اور غنا کے اور یہ کہ منت واسطے اللہ اور اس کے رسول کے ہے مطلق اور مقدم کرنا جانب آخرت کا دنیا پر اور صبر کرنا اس چیز سے کہ اس سے فوت ہوتا کہ جمع ہو یہ واسطے صاحب اس کے آخرت میں اور آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔ (فتح)

۳۹۸۶۔ حَدَّثَنِی عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ نَاسٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ حِيْنَ أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَفَاءَ مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ فَطَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۳۹۸۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عطا کیا اللہ نے اپنے رسول پر جو عطا کیا ہوازن کے مالوں سے سو حضرت ﷺ بعض مردوں کو سو سو اونٹ دینے لگے تو چند انصاریوں نے کہا کہ اللہ حضرت ﷺ کو بخشے کہ آپ قریش کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے اور حالانکہ ان کے خون ہماری تلواروں سے ٹپک رہے ہیں کہا انس رضی اللہ عنہ نے سو حضرت ﷺ

وَسَلَّمَ يُعْطِي رِجَالًا الْمِائَةَ مِنَ الْإِبِلِ فَقَالُوْا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرُكُنَا وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَآئِهِمْ قَالَ أَنَسٌ فَحُدِّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَقَالَتِهِمْ فَأَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِيْ قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ وَلَمْ يَدْعُ مَعَهُمْ غَيْرَهُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا حَدِيْثٌ بَلَغَنِيْ عَنْكُمْ فَقَالَ فُقَهَآءُ الْأَنْصَارِ أَمَّا رُؤَسَاؤُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمْ يَقُوْلُوْا شَيْئًا وَأَمَّا نَاسٌ مِنَّا حَدِيْثَةٌ أَسْنَانُهُمْ فَقَالُوْا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرُكُنَا وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَآئِهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّيْ أُعْطِي رِجَالًا حَدِيْثِيْ عَهْدٍ بِكُفْرٍ أَتَأَلَّفُهُمْ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ وَتَذْهَبُوْنَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رِحَالِكُمْ فَوَاللّٰهِ لَمَا تَنْقَلِبُوْنَ بِهِ خَيْرٌ مِمَّا يَنْقَلِبُوْنَ بِهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ رَضِيْنَا فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَجِدُوْنَ أُثْرَةً شَدِيْدَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّيْ عَلَى الْحَوْضِ قَالَ أَنَسٌ فَلَمْ يَصْبِرُوْا.

کو ان کی گفتگو کی خبر ہوئی سو حضرت ﷺ نے صرف انصار کو بلا کر چمڑے کے ایک خیمے میں جمع کیا اور ان کے سوائے اور کسی کو ان کے ساتھ نہ بلایا سو جب جمع ہوئے تو حضرت ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ کیا بات ہے جو مجھ کو تمہاری طرف سے پہنچی؟ تو انصار کے عقلمندوں نے عرض کیا کہ یا حضرت! ہمارے دانا لوگوں نے تو کچھ بات نہیں کہی لیکن ہمارے نوجوانوں نے کہا ہے کہ اللہ حضرت ﷺ کو بخشے کہ قریش کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے اور ان کے خون ہماری تلواروں سے ٹپک رہے ہیں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں دیتا ہوں بعض مردوں نو مسلموں کو ان کے دلوں کو بہلاتا ہوں کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ لوگ مالوں کو لے جائیں اور تم اپنے گھروں کی طرف حضرت ﷺ کو لے جاؤ پس قسم ہے اللہ کی البتہ جو چیز تم لے کر پھرتے ہو بہتر ہے اس چیز سے کہ لوگ لے کر پھرتے ہیں انصار نے عرض کیا کہ یا حضرت! ہم راضی ہوئے سو حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ عنقریب تم اپنے سوائے دوسروں کے لیے سخت تقدیم پاؤ گے سو صبر کرتے رہو یہاں تک کہ اللہ اور اس کے رسول سے ملو سو بیشک میں حوض کوثر پر ہوں گا' کہا انس رضی اللہ عنہ نے سو انہوں نے صبر نہ کیا۔

٣٩٨٧۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا

٣٩٨٧۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب فتح مکہ کا دن ہوا تو حضرت ﷺ نے غنیموں کو قریش کے درمیان تقسیم

كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَائِمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ فَغَضِبَتِ الْأَنْصَارُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَذْهَبُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا بَلٰى قَالَ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَّسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَهُمْ.

کیا سو انصار ناراض ہوئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ لوگ دنیا لے جائیں اور تم حضرت ﷺ کو لے جاؤ؟ انصار نے کہا کیوں نہیں فرمایا کہ اگر لوگ ایک راہ چلیں تو میں انصاریوں کی راہ چلوں۔

فائدہ: اور واقع ہوا ہے نزدیک قابسی کے کہ قریش کی غنیمتیں اور یہ خطا ہے اس واسطے کہ اس سے وہم پیدا ہوتا ہے جب مکہ فتح ہوا تو قریش کی غنیمتیں تقسیم ہوئیں اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ مراد اس کے قول کے ساتھ یوم فتح مکہ زمانہ فتح مکہ کا ہے اور یہ سارے برس کو شامل ہے اور جب کہ تھی جنگ حنین پیدا ہونے والی جنگ مکہ سے تو نسبت کی گئی اس کی طرف اور یہی تقریر کی ہے اسماعیلی نے سو کہا کہ مراد غنیموں سے حنین کی غنیمتیں ہیں اس واسطے کہ فتح مکہ کے وقت کوئی غنیمت نہیں ہوئی تھی کہ بانٹی جاتی لیکن حضرت ﷺ نے حنین کی جنگ لڑی فتح مکہ کے بعد انہیں دنوں میں اور تھا سبب بیچ جنگ حنین کے فتح ہونا مکہ کا اس واسطے کہ پہنچا طرف لڑائی ان کی کے تھا ساتھ فتح مکہ کے۔ (فتح)

۳۹۸۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ أَنْبَأَنَا هِشَامُ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ الْتَقٰى هَوَازِنُ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةُ آلَافٍ وَّالطُّلَقَاءُ فَأَدْبَرُوْا قَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ قَالُوْا لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ لَبَّيْكَ نَحْنُ بَيْنَ يَدَيْكَ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ فَانْهَزَمَ الْمُشْرِكُوْنَ فَأَعْطَى الطُّلَقَاءَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا فَقَالُوْا فَدَعَاهُمْ فَأَدْخَلَهُمْ فِيْ قُبَّةٍ فَقَالَ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ

۳۹۸۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جنگ حنین کا دن ہوا تو حضرت ﷺ قوم ہوازن سے ملے یعنی میدان جنگ میں اور حضرت ﷺ کے ساتھ دس ہزار مرد اور نو مسلم تھے (یعنی جن پر حضرت ﷺ نے فتح مکہ کے دن احسان کیا اور ان کو قید نہ کیا مانند ابوسفیان وغیرہ کے) سو لوگوں نے جنگ سے پیٹھ دی حضرت ﷺ نے فرمایا اے گروہ انصار کے انہوں نے کہا یا حضرت ہم بار بار خدمت میں حاضر ہیں اور ہم آپ کے آگے حاضر ہیں سو حضرت ﷺ اترے سو فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں سو مشرکوں کو شکست ہوئی سو حضرت ﷺ نے طلقا اور مہاجرین کو مال دیا اور انصاریوں کو کچھ نہ دیا تو انہوں نے کہا (کہ حضرت ﷺ قریش کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے) سو ان کو بلایا پس ان کو ایک خیمے میں

يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيرِ وَتَذْهَبُوْنَ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَاخْتَرْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ.

داخل کیا سو فرمایا کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ لوگ اونٹ اور بکریاں لے جائیں اور تم حضرت ﷺ کو لے جاؤ اگر لوگ ایک راہ چلیں اور انصار اور راہ چلیں تو میں انصاریوں ہی کی راہ اختیار کروں گا۔

۳۹۸۹۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ إِنَّ قُرَيْشًا حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَمُصِيْبَةٍ وَإِنِّي أَرَدْتُ أَنْ أَجْبُرَهُمْ وَأَتَأَلَّفَهُمْ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَّرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَرْجِعُوْنَ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بُيُوْتِكُمْ قَالُوْا بَلَى قَالَ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَ الْأَنْصَارِ.

۳۹۸۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے چند انصاریوں کو جمع کیا سو فرمایا کہ قریش کی قوم کو نئی مصیبت پڑی ہے تازہ کفر کو چھوڑا ہے سو میں نے چاہا کہ انعام دوں اور ان سے لگاوٹ کروں کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ لوگ دنیا کا مال لے کر پھریں اور تم اپنے گھروں کی طرف حضرت ﷺ کو لے کر پھرو اگر اور لوگ ایک راہ چلیں اور انصاری اور راہ چلیں تو میں انصاریوں ہی کی راہ چلوں گا۔

۳۹۹۰۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ لَمَّا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِسْمَةَ حُنَيْنٍ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ مَا أَرَادَ بِهَا وَجْهَ اللهِ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ رَحْمَةُ اللهِ عَلَى مُوْسَى لَقَدْ أُوْذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ.

۳۹۹۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے حنین کی غنیمت تقسیم کی تو ایک انصاری مرد نے کہا کہ اس تقسیم سے اللہ کی رضا مندی مقصود نہیں سو میں نے آ کر حضرت ﷺ کو خبر دی حضرت ﷺ کا چہرہ سرخ ہو گیا پھر فرمایا کہ اللہ کی رحمت ہو موسیٰ علیہ السلام پر البتہ وہ اس سے بھی زیادہ تر تکلیف دیئے گئے تھے پھر انہوں نے صبر کیا۔

۳۹۹۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ اٰثَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا أَعْطَى الْأَقْرَعَ مِائَةً مِّنَ الْإِبِلِ وَأَعْطَى عُيَيْنَةَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَأَعْطَى نَاسًا فَقَالَ رَجُلٌ مَّا أُرِيْدَ بِهٰذِهِ الْقِسْمَةِ وَجْهُ اللّٰهِ فَقُلْتُ لَأُخْبِرَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ مُوْسٰى قَدْ أُوْذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ.

۳۹۹۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جنگ حنین کا دن ہوا تو حضرت ﷺ نے غنیمت دینے کے واسطے چند لوگوں کو اختیار کیا سو اونٹ اقرع کو دیئے اور سو عیینہ کو دیے اور چند اور لوگوں کو بھی سو سو اونٹ دیئے (یعنی سفیان بن حرب کو اور صفوان بن امیہ کو اور مالک بن عوف کو اور علقمہ بن علاثہ کو اور سوائے ان کے کو) سو ایک مرد نے کہا کہ اس تقسیم سے کچھ اللہ کی رضا مندی مقصود نہیں میں نے کہا البتہ میں حضرت ﷺ کو خبر دوں گا (تو میں نے جا کر حضرت ﷺ کو خبر دی) حضرت ﷺ نے فرمایا اللہ رحمت کرے موسیٰ علیہ السلام پر البتہ وہ تو اس سے بھی زیادہ تر تکلیف دیئے گئے تھے سو اس نے صبر کیا۔

فائدہ: اس حدیث میں جواز کمی وبیشی کرنے کا ہے تقسیم میں اور منہ پھیرنا جاہل سے اور درگزر کرنا تکلیف سے اور پیروی کرنا ان لوگوں کی جو پہلے گزرے ہیں اپنے جیسوں سے۔

۳۹۹۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ حُنَيْنٍ أَقْبَلَتْ هَوَازِنُ وَغَطَفَانُ وَغَيْرُهُمْ بِنَعَمِهِمْ وَذَرَارِيِّهِمْ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةُ اٰلَافٍ وَّمِنَ الطُّلَقَآءِ فَأَدْبَرُوْا عَنْهُ حَتّٰى بَقِيَ وَحْدَهُ فَنَادٰى يَوْمَئِذٍ نِدَآئَيْنِ لَمْ يَخْلِطْ بَيْنَهُمَا الْتَفَتَ عَنْ يَّمِيْنِهِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ قَالُوْا لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ ثُمَّ الْتَفَتَ عَنْ يَّسَارِهٖ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ قَالُوْا لَبَّيْكَ يَا

۳۹۹۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جنگ حنین کا دن ہوا تو آگے بڑھی قوم ہوازن اور غطفان وغیرھم ساتھ اپنے اونٹوں اور جورو لڑکوں کے اور حضرت ﷺ کے ساتھ دس ہزار مرد اور طلقاء تھے سو انہوں نے پیٹھ پھیری یہاں تک کہ حضرت ﷺ تنہا باقی رہے تو حضرت ﷺ نے اس دن دو بار پکارا ان کو آپس میں نہ ملایا یعنی جدا جدا پکارا حضرت ﷺ نے اول اپنی دائیں طرف دیکھا سو فرمایا اے گروہ انصار کے انہوں نے کہا یا حضرت! ہم حاضر ہیں آپ کو خوشخبری ہو ہم آپ کے ساتھ ہیں پھر اپنے بائیں طرف دیکھا سو فرمایا اے گروہ انصار کے انہوں نے کہا یا حضرت ہم حاضر ہیں آپ کو خوشخبری ہو ہم آپ کے ساتھ ہیں اور حضرت ﷺ سفید خچر پر سوار تھے سو آپ اترے سو فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس

رَسُوْلَ اللّٰهِ اَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ وَهُوَ عَلٰى بَغْلَةٍ بَيْضَآءَ فَنَزَلَ فَقَالَ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ فَانْهَزَمَ الْمُشْرِكُوْنَ فَاَصَابَ يَوْمَئِذٍ غَنَآئِمَ كَثِيْرَةً فَقَسَمَ فِي الْمُهَاجِرِيْنَ وَالطُّلَقَآءِ وَلَمْ يُعْطِ الْاَنْصَارَ شَيْئًا فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ اِذَا كَانَتْ شَدِيْدَةٌ فَنَحْنُ نُدْعٰى وَيُعْطَى الْغَنِيْمَةَ غَيْرُنَا فَبَلَغَهٗ ذٰلِكَ فَجَمَعَهُمْ فِيْ قُبَّةٍ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ مَا حَدِيْثٌ بَلَغَنِيْ عَنْكُمْ فَسَكَتُوْا فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَلَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَذْهَبُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ تَحُوْزُوْنَهٗ اِلٰى بُيُوْتِكُمْ قَالُوْا بَلٰى فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَّسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ شِعْبًا لَّاَخَذْتُ شِعْبَ الْاَنْصَارِ وَقَالَ هِشَامٌ قُلْتُ يَا اَبَا حَمْزَةَ وَاَنْتَ شَاهِدٌ ذَاكَ قَالَ وَاَيْنَ اَغِيْبُ عَنْهُ.

کا رسول ہوں سو مشرکوں کو شکست ہوئی اور حضرت ﷺ نے اس دن بہت غنیمتیں پائیں سو ان کو مہاجرین اور طلقاء میں تقسیم کیا اور انصار کو ان سے کچھ نہ دیا سو انصار نے کہا کہ جب کوئی مشکل ہوتی ہے تو ہم بلائے جاتے ہیں اور غنیمت ہمارے سوا دوسروں کو دی جاتی ہے سو یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی سو ان کو ایک خیمے میں جمع کیا اور فرمایا کہ اے گروہ انصار کے کیا بات ہے جو مجھ کو پہنچی؟ وہ چپ رہے سو فرمایا اے گروہ انصار کے کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ لوگ دنیا کا مال لے جائیں اور تم اپنے گھروں کی طرف اللہ کے رسول کو لے جاؤ انصاریوں نے کہا کیوں نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا اگر لوگ ایک راہ چلیں اور انصاری اور راہ چلیں تو میں انصاریوں ہی کی راہ لوں ہشام کہتا ہے میں نے کہا اے ابوحمزہ! (یہ انس رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) کیا تو اس موقع میں حاضر تھا؟ اس نے کہا اور میں اس سے کہاں غائب تھا؟۔

بَابُ السَّرِيَّةِ الَّتِيْ قِبَلَ نَجْدٍ.

بیان ہے اس چھوٹے لشکر کا جو نجد کی طرف بھیجا تھا۔

فائدہ: سریہ ایک ٹکڑا ہے لشکر کا اس سے نکلتا ہے اور اسی کی طرف پھرتا ہے اور سریہ وہ لشکر ہے جو رات کو نکلے اور وہ ایک سو سے پانچ سو تک ہوتا ہے اور اگر پانچ سو سے زیادہ ہو تو اس کو منسر کہتے ہیں اور اگر آٹھ سو سے زیادہ ہو تو اس کو جیش کہتے ہیں اور جو ان کے درمیان ہو اس کو ہبطہ کہتے ہیں اور اگر چار ہزار سے زیادہ ہو تو اس کو جحفل کہتے ہیں اور اگر اس سے زیادہ ہو تو اس کو جیش جرار کہتے ہیں اور خمیس بڑے لشکر کو کہتے ہیں اور جو جدا ہو سریہ سے اس کو بعث کہتے ہیں اور دس کو اور جو اس سے اوپر ہو خیرہ کہتے ہیں اور چالیس کو عصبہ کہتے ہیں اور تین سو تک مقنب کہتے ہیں اور اگر زیادہ ہو تو اس کو جمرہ کہتے ہیں اور ذکر کیا ہے اس کو بخاری نے بعد جنگ طائف کے اور اہل مغازی نے کہا کہ وہ فتح مکہ کے واسطے متوجہ ہونے سے پہلے تھا اور ابن سعد نے کہا کہ شعبان میں تھا آٹھویں سال تھا اور بعض کہتے ہیں کہ رمضان میں تھا اور اس کا سردار ابوقتادہ رضی اللہ عنہ تھا اور وہ پچیس آدمی تھے اور انہوں نے غطفان کے دو سو اونٹ اور دو

ہزار بکری حاصل کی۔ (فتح)

۳۹۹۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً قِبَلَ نَجْدٍ فَكُنْتُ فِيهَا فَبَلَغَتْ سِهَامُنَا اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا وَنُفِّلْنَا بَعِيرًا بَعِيرًا فَرَجَعْنَا بِثَلَاثَةَ عَشَرَ بَعِيرًا.

۳۹۹۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹا لشکر نجد کی طرف بھیجا سو میں بھی اس میں تھا سو ہمارے حصے بارہ بارہ اونٹ آئے اور ہم کو ایک ایک اونٹ حصے سے زیادہ ملا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح خمس میں گزر چکی ہے اور بیچ ذکر کرنے اس کے پیچھے حدیث ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے اشارہ ہے طرف ایک ہونے دونوں کے۔ (فتح)

بَابُ بَعْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى بَنِي جَذِيمَةَ.

بھیجنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو قبیلے بنی جذیمہ کی طرف۔

فائدہ: یعنی ابن عامر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے اور یہ بعث تھا بعد فتح ہونے مکے کے شوال میں پہلے نکلنے کے حنین کی طرف نزدیک تمام اہل مغازی کے اور وہ مکے سے نیچے تھے یلملم کی طرف کہا ابن سعد نے کہ بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو تین سو پچاس مرد مہاجرین اور انصار کے ساتھ اسلام کی طرف بلانے کو نہ کہ لڑنے کو جب کہ بھیجا اس کو طرف یمن کے۔

۳۹۹۴۔ حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح و حَدَّثَنِي نُعَيْمٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى بَنِي جَذِيمَةَ فَدَعَاهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ فَلَمْ يُحْسِنُوا أَنْ يَقُولُوا أَسْلَمْنَا فَجَعَلُوا يَقُولُونَ صَبَأْنَا صَبَأْنَا فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ مِنْهُمْ وَيَأْسِرُ وَدَفَعَ إِلَى كُلِّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيرَهُ حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمٌ أَمَرَ خَالِدٌ أَنْ

۳۹۹۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنی جذیمہ کی قوم کی طرف بھیجا سو خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو اسلام کی طرف بلایا اور کہا کہ مسلمان ہو جاؤ تو وہ بخوبی یہ بات نہ کہہ سکے کہ ہم مسلمان ہوئے سو وہ یوں کہنے لگے کہ ہم نے دین بدلا ہم نے دین بدلا یعنی مسلمان ہوئے اس واسطے کہ کافر مسلمانوں کو صابی کہتے تھے سو خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل کرنا اور قید کرنا شروع کیا اور ہر ایک مسلمان کو ہم میں سے ایک قیدی دیا یہاں تک کہ جب ایک دن ہوا تو خالد رضی اللہ عنہ نے ہر ایک مرد کو حکم دیا کہ اپنے قیدی کو مار ڈالے سو میں نے کہا قسم ہے اللہ کی میں

يَقْتُلَ كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيْرَهُ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا أَقْتُلُ أَسِيْرِيْ وَلَا يَقْتُلُ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِيْ أَسِيْرَهُ حَتّٰى قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَاهُ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ مَرَّتَيْنِ.

اپنے قیدی کو نہیں ماروں گا اور نہ کوئی میرے ساتھیوں سے اپنے قیدی کو مارے گا یہاں تک کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوئے سو ہم نے آپ سے یہ حال کہا سو حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور فرمایا کہ الٰہی میں تیرے روبرو بیزاری ظاہر کرتا ہوں خالد کے کام سے دو بار فرمایا۔

فائدہ: یہ جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ وہ بخوبی یہ بات نہ کہہ سکے کہ ہم مسلمان ہوئے الخ تو یہ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا جو حدیث کا راوی ہے دلالت کرتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کے قول سے سمجھا کہ مراد ان کی حقیقی اسلام تھا اور تائید کرتا ہے سمجھنے اس کے کی یہ کہ جو اس وقت میں مسلمان ہوتا تھا قریشی اس کو صابی کہتے تھے یہاں تک کہ یہ لفظ مشہور ہوا اور اس کو ذم کی جگہ میں بولتے تھے اسی واسطے جب ثمامہ مسلمان ہوا اور عمرہ کرنے کے لیے مکہ میں آیا تو کفار مکہ نے اس سے کہا کہ تو صابی ہوا ثمامہ نے کہا نہیں بلکہ میں مسلمان ہوا سو جب مشہور ہوا یہ کلمہ ان سے بیچ جگہ اسلمت کے یعنی کفار کی مراد صابی کہنے سے یہ ہوتی تھی کہ تو مسلمان ہوا تو اس واسطے استعمال کیا اس کو ان لوگوں نے جن کو خالد رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور خالد رضی اللہ عنہ نے اس لفظ کو ظاہر پر محمول کیا اس واسطے کہ قول ان کا صبأنا اس کے ظاہر معنی یہ ہیں کہ ہم نکلے ایک دین سے دوسرے دین کی طرف اور نہ کفایت کی خالد رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ یہاں تک کہ کھل کر کہیں کہ ہم مسلمان ہوئے اور کہا خطابی نے احتمال ہے کہ عیب کیا ہو ان پر خالد رضی اللہ عنہ نے واسطے پھرنے ان کے لفظ اسلام سے اس واسطے کہ اس نے ان سے سمجھا کہ انہوں نے عار کے سبب سے اسلام کا لفظ نہیں بولا اور دین کی طرف فرمانبردار نہیں ہوئے پس قتل کیا ان کو تاویل کر کے ان کے قول کی اور یہ جو کہا کہ اللہ کی قسم میں اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور نہ کوئی میرے ساتھیوں سے مارے گا تو اس میں جواز قسم کا ہے اوپر نفی فعل غیر کے جب کہ اس کی فرمانبرداری کا پکا اعتماد ہو اور یہ جو فرمایا کہ میں بیزاری ظاہر کرتا ہوں تو خطابی نے کہا کہ انکار کیا اس پر حضرت ﷺ نے جلدی کرنے سے اور ترک کرنے تحقیق کے سے بیچ کام ان کے کی پہلے اس سے کہ معلوم کرے مراد کو ساتھ قول ان کے صبانا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا ان لوگوں کی طرف جاؤ اور کفر کا امر اپنی قسموں کے نیچے بناؤ سو حضرت علی رضی اللہ عنہ چلے یہاں تک کہ ان کے پاس آئے اور ان کے ساتھ مال تھا سو نہ باقی رہا کوئی مگر کہ اس کی دیت دی۔ (فتح)

بَابُ سَرِيَّةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَعَلْقَمَةَ بْنِ مُجَزِّزٍ الْمُدْلِجِيِّ وَيُقَالُ إِنَّهَا

باب ہے بیان میں چھوٹے لشکر عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے اور علقمہ بن مجزز رضی اللہ عنہ کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ

سَرِيَّةُ الْأَنْصَارِ. چھوٹا لشکر انصار کا ہے۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ اصل ترجمہ کے اس چیز کی طرف کہ روایت کی ہے احمد اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ وغیرہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہا بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علقمہ بن مجزز رضی اللہ عنہ کو ایک چھوٹے لشکر پر کہ میں بھی اس میں تھا یہاں تک کہ جب بعض راہ میں پہنچے تو حکم دیا ایک گروہ کو لشکر سے اور ان پر عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو سردار کیا اور ذکر کیا ہے ابن سعد نے یہ قصہ اور ذکر کیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ بعض حبشی لوگ جدے والوں سے لڑنے کا قصد رکھتے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علقمہ بن مجزز کو تین سو مردوں کے ساتھ ان کی طرف بھیجا ربیع الاول میں نویں سال سو وہ ایک جزیرہ میں پہنچا سو جب وہ سمندر سے پار اترا تو وہ بھاگ گئے پھر جب پھرا تو بعض لوگوں نے اپنے گھر والوں کی طرف جلدی کی تو حکم دیا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں پر جنہوں نے جلدی کی کہ آگ میں کودیں اور یہ جو کہا کہ بعض کہتے ہیں کہ وہ سریہ انصار کا ہے تو یہ اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ اس کے طرف احتمال تعدد قصے کے اور یہی ہے جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے اس واسطے کہ دونوں کا سیاق مختلف ہے اور دونوں کے سردار کا نام بھی مختلف ہے اور آگ میں داخل ہونے کے حکم کا سبب بھی مختلف ہے، وسیاتی فی التفسیر۔ (فتح)

٣٩٩٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً فَاسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُطِيْعُوْهُ فَغَضِبَ فَقَالَ أَلَيْسَ أَمَرَكُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُطِيْعُوْنِيْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَاجْمَعُوْا لِيْ حَطَبًا فَجَمَعُوْا فَقَالَ أَوْقِدُوْا نَارًا فَأَوْقَدُوْهَا فَقَالَ ادْخُلُوْهَا فَهَمُّوْا وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يُمْسِكُ بَعْضًا وَيَقُوْلُوْنَ فَرَرْنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّارِ فَمَا زَالُوْا حَتّٰى خَمَدَتِ النَّارُ فَسَكَنَ غَضَبُهُ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ

٣٩٩٥۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹا لشکر کہیں جہاد کو بھیجا اور انصاری مرد کو ان کا سردار بنایا اور لشکر کو حکم دیا کہ اس کا کہا ماننا سو وہ کسی کام سے لشکر پر غضب ناک ہوا کہا کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو حکم نہیں دیا تھا کہ میری فرمانبرداری کرنا انہوں نے کہا کیوں نہیں کہا میرے واسطے لکڑیاں جمع کرو انہوں نے لکڑیاں جمع کیں اس نے کہا آگ جلاؤ انہوں نے آگ جلائی پھر اس نے کہا کہ اس میں کود پڑو سو بعض نے اس میں کودنے کا قصد کیا اور بعض بعض کو روکنے لگے اور کہا کہ ہم لوگ اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھاگے ہیں یعنی ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ دوزخ کی آگ کے خوف سے کہا ہے سو وہ ہمیشہ ایک دوسرے کو روکتے رہے یہاں تک کہ آگ بجھ گئی اور اس کا غصہ ختم ہو گیا سو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس میں کودتے تو قیامت تک اس سے نہ نکلتے فرمانبرداری تو نیک کام

دَخَلُوْهَا مَا خَرَجُوْا مِنْهَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ میں چاہیے۔

الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کبھی اس سے نہ نکلتے اور ایک روایت میں ہے کہ ہمیشہ قیامت تک اس میں پڑے رہتے یعنی اس میں کودنا گناہ ہے اور گنہگار آگ کا مستحق ہوتا ہے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اگر حلال جان کر اس میں داخل ہوتے تو البتہ اس سے کبھی نہ نکلتے اسی بنا پر عبارت میں ایک قسم ہے بدیع کی قسموں سے اور وہ استخدام ہے اس واسطے کہ ضمیر اس کے قول لَوْ دَخَلُوْهَا میں واسطے اس آگ کے ہے جس کو انہوں نے جلایا تھا اور ضمیر بیچ قول اس کے مَا خَرَجُوْا مِنْهَا اَبَدًا واسطے آگ آخرت کے ہے اس واسطے کہ کیا انہوں نے وہ کام کہ منع کیے گئے تھے اور ظاہر یہ احتمال ہے کہ ضمیر واسطے اس آگ کے ہے جس کو انہوں نے جلایا تھا یعنی انہوں نے گمان کیا کہ اگر وہ اس میں داخل ہوتے بہ سبب فرمانبرداری اپنے سردار کے تو وہ ان کو نقصان نہ پہنچاتی سو حضرت ﷺ نے ان کو خبر دی کہ اگر وہ اس میں داخل ہوتے تو جل کر مر جاتے پس نہ نکلتے اور مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو آگ سے باز رہے تھے ان کو حضرت ﷺ نے خوب کہا اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ اگر کوئی سردار تم کو گناہ کا حکم دے تو اس کی فرمانبرداری نہ کرو اور اس حدیث میں کئی فائدے ہیں یہ کہ جاری ہوتا ہے حکم غصے کی حالت میں جو اس کے شرع کے مخالف نہ ہو اور یہ کہ غصہ عقل والوں کو ڈھانک لیتا ہے اور یہ کہ اللہ کے ساتھ ایمان لانا چھڑاتا ہے آگ سے واسطے قول ان کے کہ ہم آگ سے حضرت ﷺ کی طرف بھاگے ہیں اور حضرت ﷺ کی طرف بھاگنا اللہ کی طرف بھاگنا ہے اور اللہ کی طرف بھاگنا ایمان پر بولا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَفِرُّوْا إِلَى اللّٰهِ﴾ یعنی اللہ کی طرف بھاگو اور یہ کہ امر مطلق نہیں عام ہوتا ہے سب حالوں کو اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ سردار کی تابعداری کریں سو حمل کیا انہوں نے اس کو عام حالات پر یہاں تک کہ غصے کی حالت میں بھی اور گناہ کا حکم کرنے کی حالت میں بھی سو حضرت ﷺ نے ان کے واسطے بیان کر دیا کہ حاکم کی تابعداری تو صرف نیک کام میں ہے گناہ میں نہیں و سیاتی مزید لهذه المسئلة في كتاب الاحكام ان شاء الله تعالیٰ اور استنباط کیا ہے اس سے شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ تمام اس امت سے نہیں جمع ہوں گے خطا پر واسطے منقسم ہونے لشکر کے دو قسموں میں بعض پر آگ میں کودنا آسان ہوا پس اس نے اس کو اطاعت جانا اور بعض نے ان میں سے حقیقت امر کی سمجھی اور یہ کہ تابعداری صرف نیک کام میں ہے پس ہوا اختلاف ان کا سبب واسطے رحمت سب کے کہا اور اس حدیث میں ہے کہ جس کی نیت صادق ہو نہیں واقع ہوتا ہے مگر خیر میں اور اگر بدی کا قصد کرے تو اللہ اس پر نگاہ رکھتا ہے اور جو اللہ پر توکل کرے اللہ اس کو کفایت کرتا ہے۔ (فتح)

بَابُ بَعْثِ أَبِيْ مُوْسٰى وَمُعَاذٍ إِلَى الْيَمَنِ — بھیجنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور معاذ رضی اللہ عنہ کا یمن کی طرف

قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ. حجۃ الوداع سے پہلے۔

فائدہ: شاید اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ قید کرنے کے ساتھ ما قبل حجۃ الوداع کے طرف اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے باب کی بعض حدیثوں میں کہ وہ یمن سے پھرے اور حضرت ﷺ کو مکے میں حجۃ الوداع میں ملے لیکن قبلیت نسبتی امر ہے اور البتہ میں نے پہلے بیان کیا ہے زکوۃ میں معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شرح میں کہ ان کا یمن کی طرف بھیجنا کب تھا اور احمد نے معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ﷺ نے اس کو یمن کی طرف بھیجا تو اس کے ساتھ نکلے وصیت کرتے اور معاذ رضی اللہ عنہ سوار تھے اور ایک روایت میں معاذ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ جب حضرت ﷺ نے مجھ کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا کہ میں تجھ کو ایک قوم کی طرف بھیجتا ہوں جن کے دل نرم ہیں سو اپنے تابعداروں کو ساتھ لے کر اپنے نافرمانوں سے لڑ اور نزدیک اہل مغازی کے ہے کہ تھا بھیجنا ان کا ربیع الآخر میں نویں سال ہجری میں۔ (فتح)

۳۹۹۶۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا مُوْسٰى وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ قَالَ وَبَعَثَ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰى مِخْلَافٍ قَالَ وَالْيَمَنُ مِخْلَافَانِ ثُمَّ قَالَ يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا فَانْطَلَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا إِلٰى عَمَلِهٖ وَكَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا إِذَا سَارَ فِيْ أَرْضِهٖ كَانَ قَرِيْبًا مِّنْ صَاحِبِهٖ أَحْدَثَ بِهٖ عَهْدًا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَسَارَ مُعَاذٌ فِيْ أَرْضِهٖ قَرِيْبًا مِّنْ صَاحِبِهٖ أَبِيْ مُوْسٰى فَجَآءَ يَسِيْرُ عَلٰى بَغْلَتِهٖ حَتّٰى انْتَهٰى إِلَيْهِ وَإِذَا هُوَ جَالِسٌ وَّقَدِ اجْتَمَعَ إِلَيْهِ النَّاسُ وَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهٗ قَدْ جُمِعَتْ يَدَاهُ إِلٰى عُنُقِهٖ فَقَالَ لَهٗ مُعَاذٌ يَّا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ أَيُّمَ هٰذَا قَالَ هٰذَا رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهٖ قَالَ لَا أَنْزِلُ حَتّٰى يُقْتَلَ قَالَ إِنَّمَا جِيْءَ بِهٖ لِذٰلِكَ فَانْزِلْ قَالَ مَا

۳۹۹۶۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا کہا اور بھیجا ہر ایک کو دونوں میں سے یمن کے ایک حصہ پر اور یمن کے دو حصے ہیں (ایک اونچی جگہ میں ہے اور ایک نیچی جگہ میں) پھر فرمایا کہ لوگوں سے نرمی اور آسانی کرو اور سخت نہ پکڑو اور خوشی سناؤ اور نفرت نہ دلاؤ اور ہر ایک دونوں میں سے اپنی حکومت کی جگہ کی طرف چلا گیا اور ہر ایک دونوں میں سے جب اپنی زمین میں چلتا تھا اور اپنے ساتھی سے قریب ہوتا تھا تو اس کی ملاقات کو تازہ کرتا تھا اور اس کو سلام کرتا تھا سو چلے معاذ رضی اللہ عنہ اپنی زمین میں قریب اپنے ساتھی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے سو آئے اس حال میں کہ اپنی خچر پر سوار تھے یہاں تک کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور اچانک ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے اور لوگ ان کے پاس جمع تھے اور اچانک دیکھا کہ ان کے پاس ایک مرد ہے اس کے دونوں ہاتھ اس کی گردن میں بندھے ہیں تو معاذ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ اے عبداللہ بن قیس! یہ کیا ہے؟ یعنی اس کے ہاتھ کیوں بندھے ہیں؟ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ شخص اسلام کے بعد مرتد ہو گیا

أَنْزِلُ حَتّٰى يُقْتَلَ فَأَمَرَ بِهٖ فَقُتِلَ ثُمَّ نَزَلَ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ كَيْفَ تَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ قَالَ أَتَفَوَّقُهٗ تَفَوُّقًا قَالَ فَكَيْفَ تَقْرَأُ أَنْتَ يَا مُعَاذُ قَالَ أَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ فَأَقُوْمُ وَقَدْ قَضَيْتُ جُزْئِيْ مِنَ النَّوْمِ فَأَقْرَأُ مَا كَتَبَ اللّٰهُ لِيْ فَأَحْتَسِبُ نَوْمَتِيْ كَمَا أَحْتَسِبُ قَوْمَتِيْ.

ہے کہا میں نہیں اترتا یہاں تک کہ قتل کیا جائے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ صرف اسی واسطے لایا گیا ہے سو تم اترو کہا میں نہیں اترتا یہاں تک کہ قتل کیا جائے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کے مارنے کا حکم دیا وہ مارا گیا پھر معاذ رضی اللہ عنہ سواری سے اترے پھر کہا اے عبداللہ! تو قرآن کو کس طرح پڑھتا ہے؟ کہا میں اس کو ہمیشہ پڑھتا رہتا ہوں رات کو اور دن کو کچھ نہ کچھ گھڑی بہ گھڑی کہا اس نے اور اے معاذ! تو کس طرح پڑھتا ہے؟ کہا میں پہلی رات کو سوتا ہوں پھر پچھلی رات کو عبادت کے واسطے کھڑا ہوتا ہوں اور حالانکہ میں اپنا سونے کا حصہ ادا کر چکا ہوں سو میں پڑھتا ہوں جو اللہ نے میرے واسطے لکھا سو میں ثواب کے واسطے سوتا ہوں جیسے ثواب کے واسطے کھڑا ہوتا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی صورت مرسل کی ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ اس کے پیچھے سعید بن ابی بردہ کے طریق کو لایا ہے اس نے روایت کی اپنے باپ سے اس نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے اور وہ ظاہر ہے متصل ہونے میں اور اگرچہ وہ متعلق ہے ساتھ سوال کے اشربہ سے لیکن غرض اس سے ثابت کرنا اس قصے کا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یمن کی طرف بھیجا اور یہی ہے مقصود باب کا پھر قوی کیا اس کو ساتھ طریق طارق بن شہاب کے کہا حدیث بیان کی مجھ سے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اپنی قوم کی طرف بھیجا، الحدیث اور وہ اگرچہ متعلق ہے ساتھ مسئلہ اہلال (تلبیہ واحرام) کے لیکن وہ بھی ثابت کرتا ہے بھیجنے کے اصل قصے کو جو مقصود ہے اس جگہ میں پھر قوی کیا معاذ رضی اللہ عنہ کے قصے کو ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بیچ وصیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اس کے جب کہ بھیجا اس کو یمن کی طرف اور ساتھ روایت عمرو بن میمون کے معاذ رضی اللہ عنہ سے اور اس کے ساتھ مراد بھی ثابت کرنا اصل قصے بعث معاذ رضی اللہ عنہ کا ہے یمن کی طرف اگرچہ سیاق حدیث کا اور معنی میں ہے اور شامل ہے یہ باب کئی حدیثوں پر پہلے حدیث اصل بھیجنے کی یمن کی طرف اور عنقریب آئے گا بیچ بیان توبہ طلب کرنے مرتدوں کے طریق حمید بن ہلال کے سے اس نے روایت کی ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے اس نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے سبب بھیجنے اس کے کا یمن کی طرف اور اس کا لفظ یہ ہے کہ میں آیا اور میرے ساتھ دو اشعری مرد تھے اور دونوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ہم کو تحصیل زکوۃ وغیرہ پر حاکم بنائیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم ہرگز حاکم نہیں بناتے اپنے عمل پر جو اس کا ارادہ کرے لیکن اے ابوموسیٰ! تو یمن کی طرف جا پھر معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ کیا اور مخلاف کے معنی اقلیم (صوبہ) ہیں اور معاذ رضی اللہ عنہ کی جہت اونچی تھی

جانب عدن کے اور اس کے حکومت سے شہر جند تھا اور واسطے اس کے اس جگہ ایک مسجد ہے جو آج تک مشہور ہے اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی جہت نیچے تھی اور یہ جو کہا بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا تو نکتہ بیچ لانے کے ساتھ لفظ بشارت کے اور وہ اصل ہے اور ساتھ لفظ تنفیر کے اور وہ لازم ہے اور لایا ساتھ اس چیز کے کہ اس کے بعد ہے ساتھ عکس کے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ انذار کی مطلق نفی نہیں ہو سکتی برخلاف تنفیر کے کہ اس کی مطلق نفی ہو سکتی ہے پس کفایت کی ساتھ اس چیز کے کہ لازم آتا ہے اس سے مرتد ہونا اور وہ تنفیر ہے پس گویا کہ کہا گیا کہ اگر تم ڈراؤ تو چاہیے کہ ہو بغیر تنفیر کے اور یہ جو کہا کہ اپنے ساتھی کی ملاقات کو تازہ کرتا تھا تو ایک روایت میں ہے جو آئندہ آتی ہے کہ وہ دونوں آپس میں ملاقات کرنے لگے سو معاذ رضی اللہ عنہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی ملاقات کو آئے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کے واسطے تکیہ ڈالا اور کہا کہ اترو اور یہ جو کہا اور حالانکہ میں اپنے سونے کا حصہ ادا کر چکا ہوں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے رات کو کئی حصے کیا تھا ایک حصہ سونے کے واسطے مقرر کیا تھا اور ایک حصہ قرآن پڑھنے اور عبادت کرنے کے واسطے ٹھہرایا تھا اور یہ جو کہا فَاَحْتَسِبُ الخ تو یہ ساتھ صیغہ ماضی کے ہے اور بعض کی روایت میں ساتھ لفظ مضارع کے ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ طلب کرتا ہے ثواب کو راحت میں جیسے کہ طلب کرتا ہے اس کو مشقت میں اس واسطے کہ جب قصد کیا جائے ساتھ آرام کے مدد کرنا عبادت پر تو حاصل ہوتا ہے ثواب۔

تنبیہ: تھا بھیجنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا یمن کی طرف جنگ تبوک سے پھرنے کے بعد اس واسطے کہ حاضر ہوئے وہ ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگ تبوک میں کما سیاتی بیانہ ان شاء اللہ تعالٰی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ تھے عالم سمجھ بوجھ والے بڑے دانا اور اگر ایسا نہ ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو حاکم نہ بناتے اور اگر حکم کو اس کے غیر کے سپرد کیا ہوتا تو نہ محتاج ہوتے طرف وصیت کرنے اس کے ساتھ اس چیز کے کہ وصیت کی اس کو ساتھ اس کے اسی واسطے اعتماد کیا اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے پھر علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے اور بہر حال خارجی اور رافضی لوگ سو ان کے حق میں طعنہ کرتے ہیں اور نسبت کرتے ہیں ان طرف ان کی غفلت اور بے سمجھی کو یعنی کہتے ہیں کہ ان کو کچھ سمجھ بوجھ نہ تھی واسطے اس چیز کے کہ صادر ہوئی اس سے بیچ منصفی صفین کے کہا ابن عربی وغیرہ نے کہ حق یہ ہے کہ نہیں صادر ہوا اس سے جو تقاضا کرے وصف کرنے اس کے کو ساتھ اس کے اور غایت اس چیز کے جو واقع ہوئی اس سے یہ ہے کہ ان کے اجتہاد نے ان کو اس طرف پہنچایا کہ ٹھہرایا جائے امر خلافت کا شوریٰ ان لوگوں کے درمیان کہ باقی رہے اکابر اصحاب اہل بدر سے اور مانند ان کے سے واسطے اس چیز کے کہ دیکھا اختلاف سخت درمیان دونوں گروہ کے صفین میں پھر اس کا جو انجام ہوا سو ہوا۔ (فتح)

۳۹۹۷۔ حَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ

۳۹۹۷۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یمن کی طرف بھیجا سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ فَسَأَلَهُ عَنْ أَشْرِبَةٍ تُصْنَعُ بِهَا فَقَالَ وَمَا هِيَ قَالَ الْبِتْعُ وَالْمِزْرُ فَقُلْتُ لِأَبِي بُرْدَةَ مَا الْبِتْعُ قَالَ نَبِيذُ الْعَسَلِ وَالْمِزْرُ نَبِيذُ الشَّعِيرِ فَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ رَوَاهُ جَرِيرٌ وَّعَبْدُ الْوَاحِدِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ.

شرابوں کا حکم پوچھا جو بنائے جاتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا وہ شرابیں کیا چیز ہیں؟ یعنی ان کا کیا نام ہے؟ کہا بتع اور مزر سعید کہتا ہے میں نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے کہا بتع کیا چیز ہے؟ کہا شہد کا نچوڑ اور مزر جو کا نچوڑ ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے' روایت کیا ہے اس حدیث کو جریر اور عبدالواحد نے شیبانی سے اس نے روایت کی ہے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے یعنی ان دونوں نے اس کو سعید کے ذکر کے بغیر روایت کیا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاشربہ میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۳۹۹۸۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَدَّهُ أَبَا مُوسَى وَمُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا فَقَالَ أَبُو مُوسَى يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنَّ أَرْضَنَا بِهَا شَرَابٌ مِّنَ الشَّعِيرِ الْمِزْرُ وَشَرَابٌ مِّنَ الْعَسَلِ الْبِتْعُ فَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ فَانْطَلَقَا فَقَالَ مُعَاذٌ لِأَبِي مُوسَى كَيْفَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَالَ قَائِمًا وَّقَاعِدًا وَّعَلَى رَاحِلَتِي وَأَتَفَوَّقُهُ تَفَوُّقًا قَالَ أَمَّا أَنَا فَأَنَامُ وَأَقُومُ فَأَحْتَسِبُ نَوْمَتِي كَمَا أَحْتَسِبُ قَوْمَتِي وَضَرَبَ فُسْطَاطًا فَجَعَلَا يَتَزَاوَرَانِ فَزَارَ مُعَاذٌ أَبَا مُوسَى فَإِذَا رَجُلٌ مُوثَقٌ فَقَالَ مَا هَذَا فَقَالَ أَبُو مُوسَى يَهُودِيٌّ أَسْلَمَ ثُمَّ ارْتَدَّ فَقَالَ مُعَاذٌ لَأَضْرِبَنَّ عُنُقَهُ تَابَعَهُ

۳۹۹۸۔ حضرت سعید اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہا کہ حضرت ﷺ نے اس کے دادے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا سو فرمایا کہ لوگوں سے نرمی اور آسانی کرو اور سختی نہ کرو اور خوشی سناؤ اور نفرت نہ دلاؤ اور آپس میں ایک دوسرے کا کہا مانو تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! ہماری زمین میں شراب ہے جو کی اس کو مزر کہتے ہیں اور شراب ہے شہد کی اس کو بتع کہتے ہیں' حضرت ﷺ نے فرمایا ہر مستی لانے والی چیز حرام ہے سو دونوں چلے سو معاذ رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو قرآن کس طرح پڑھتا ہے؟ کہا کھڑے اور بیٹھے اور اپنی سواری پر اور ہمیشہ پڑھتا رہتا ہوں اس کو ساعت بساعت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا میں تو سوتا بھی ہوں اور قرآن پڑھنے کے واسطے کھڑا بھی ہوتا ہوں سو میں ثواب طلب کرتا ہوں اپنے سونے میں جیسا ثواب طلب کرتا ہوں اپنے کھڑے ہونے میں اور خیمہ گاڑا سو دونوں ایک دوسرے کی ملاقات کرنے لگے سو معاذ رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی ملاقات کی تو اچانک انہوں نے دیکھا کہ ایک مرد بندھا ہے سو

الْعَقَدِيُّ وَوَهْبٌ عَنْ شُعْبَةَ وَقَالَ وَكِيعٌ وَالنَّضْرُ وَأَبُوْ دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ.

کہا کہ اس کے بندھنے کا کیا سبب ہے؟ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہودی ہے مسلمان ہوا تھا پھر مرتد ہو گیا' معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا البتہ میں اس کی گردن ماروں گا' متابعت کی ہے مسلم کی عقدی اور وہب نے شعبہ سے اور کہا وکیع اور نضر اور ابوداؤد نے شعبہ سے اس نے روایت کی سعید سے اس نے اپنے باپ سے اس نے اس کے دادا سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے اس کو جریر نے شیبانی سے اس نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے یعنی مسلم اور عقدی اور وہب نے اس کو شعبہ سے مرسل روایت کیا ہے اور وکیع اور نضر اور ابوداؤد نے اس کو شعبہ سے موصول روایت کیا ہے۔

فائدہ: ذکر کیا ہے اس حدیث کو بخاری نے مرسل مطول اس میں قصہ ہے دونوں کے بھیجنے کا اور ذکر شرابوں کا اور قصہ یہودی کا اور پوچھنا معاذ رضی اللہ عنہ کا قرأت سے کما اشرنا الیه سابقا۔

۳۹۹۹۔ حَدَّثَنِيْ عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدِ هُوَ النَّرْسِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ أَيُّوْبَ بْنِ عَائِذٍ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ سَمِعْتُ طَارِقَ بْنَ شِهَابٍ يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى أَرْضِ قَوْمِيْ فَجِئْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنِيْخٌ بِالْأَبْطَحِ فَقَالَ أَحَجَجْتَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ قُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ كَيْفَ قُلْتَ قَالَ قُلْتُ لَبَّيْكَ إِهْلَالًا كَإِهْلَالِكَ قَالَ فَهَلْ سُقْتَ مَعَكَ هَدْيًا قُلْتُ لَمْ أَسُقْ قَالَ فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَاسْعَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حِلَّ فَفَعَلْتُ حَتّٰى مَشَطَتْ لِيْ اِمْرَأَةٌ مِّنْ

۳۹۹۹۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اپنی قوم کی زمین کی طرف بھیجا سو میں آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی ابطح میں بٹھائی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عبداللہ بن قیس! کیا تو نے حج کیا ہے؟ میں نے کہا' ہاں یا حضرت! فرمایا تو نے احرام کس طرح باندھا ہے؟ میں نے کہا اس طور سے حاضر ہوں خدمت میں بار بار حاضر ہوں احرام باندھا میں نے مانند احرام آپ کے کی فرمایا تو قربانی اپنے ساتھ لایا ہے؟ میں نے کہا میں قربانی اپنے ساتھ نہیں لایا فرمایا بیت اللہ کا طواف کر اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ پھر احرام اتار ڈال سو میں نے کیا جیسا آپ نے فرمایا یہاں تک کہ کنگھی کی میرے سر کو ایک عورت نے بنی قیس کی عورتوں سے سو ہم اس پر عمل کرتے رہے کہ قربانی کے بغیر احرام اتار ڈالتے تھے یہاں تک کہ

نِسَآءِ بَنِیْ قَیْسٍ وَّمَکُثْنَا بِذٰلِکَ حَتّٰی اسْتُخْلِفَ عُمَرُ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

۴۰۰۰۔ حَدَّثَنِیْ حِبَّانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ زَکَرِیَّآءَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ یَّحْیَی بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَیْفِیٍّ عَنْ أَبِیْ مَعْبَدٍ مَّوْلٰی ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ حِیْنَ بَعَثَهٗ إِلَی الْیَمَنِ إِنَّکَ سَتَأْتِیْ قَوْمًا مِّنْ أَهْلِ الْکِتَابِ فَإِذَا جِئْتَهُمْ فَادْعُهُمْ إِلٰی أَنْ یَّشْهَدُوْا أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْا لَکَ بِذٰلِکَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَّلَیْلَةٍ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْا لَکَ بِذٰلِکَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِیَآئِهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰی فُقَرَآئِهِمْ فَإِنْ هُمْ طَاعُوْا لَکَ بِذٰلِکَ فَإِیَّاکَ وَکَرَآئِمَ أَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهٗ لَیْسَ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ طَوَّعَتْ طَاعَتْ وَأَطَاعَتْ لُغَةٌ طِعْتُ وَطُعْتُ وَأَطَعْتُ.

۴۰۰۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف حاکم بنا کر بھیجا تو اس کو فرمایا کہ البتہ تو عنقریب اس قوم کے پاس آئے گا جو کتاب والے ہیں یعنی یہود ونصاریٰ سو جب تو ان کے پاس جائے تو ان کو بلا تا کہ گواہی دیں اس کی کہ کوئی اللہ کے سوا عبادت کے لائق نہیں اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں سو اگر وہ اس بات میں تیرا کہا مانیں تو ان کو خبر دار کر اس سے کہ اللہ نے ہر دن رات میں تم پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں سو اگر وہ اس میں بھی تیرا کہا مانیں تو ان کو خبر دار کر اس سے کہ اللہ نے ان پر زکوۃ فرض کی ہے کہ ان کے مالدار لوگوں سے لی جائے اور ان کے محتاجوں کو پھیر دی جائے سو اگر وہ اس میں بھی تیرا کہا مانیں تو بچتے رہنا ان کے عمدہ مال سے یعنی زکوۃ میں جانور چن چن کر عمدہ قسم نہ لینا اور ڈرتے رہنا مظلوم کی بد دعا سے سو بات تو یوں ہے کہ مظلوم کی دعا میں اور اللہ تعالیٰ میں کچھ آڑ نہیں یعنی مظلوم کی دعا جلد قبول ہوتی ہے کسی پر ظلم نہ کرنا' کہا ابوعبداللہ نے طوعت وطاعت واطاعت ایک لغت ہے طعت وطعت اطعت کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الزکوۃ میں گزر چکی ہے اور یہ جو کہا کہ طعت الخ تو مراد بخاری کی اس کے ساتھ تفسیر کرنا اس آیت کی ہے ﴿فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ أَخِیْهِ﴾ اپنی عادت کی بنا پر قرآن سے غریب لفظ کی تفسیر کرنے کے لیے جب کہ حدیث کے لفظ کے موافق ہو کہا ابن تین نے کہ جب کسی کا حکم بجا لائے تو کہتے ہیں اطاعہ اور جب کسی کام میں اس کے موافق ہو تو کہا جاتا ہے طاوعہ اور کہا ازہری نے کہ طوع نقیض کرہ کی ہے اور طاع له کے معنی

میں فرمانبردار ہوا اور کہا یعقوب بن سکیت نے کہ طاع اور اطاع کے ایک معنی ہیں اور حاصل یہ ہے کہ طاع اور اطاع ہر ایک دونوں میں سے استعمال کیا جاتا ہے لازم اور متعدی یا تو ساتھ ایک معنی کے مِثْلَ بَدَءَ اللّٰهُ الْخَلْقَ اور اَبْدَاَهٗ کی اور یا داخل ہوتا ہے ہمزہ واسطے متعدی کرنے کے اور لازم میں واسطے صیرورت (ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل ہونے کے لیے) کے یا بغل گیر ہوتا ہے متعدی ساتھ ہمزہ کے اور فعل کے معنی کو جو لازم ہے اس واسطے کہ اکثر لغت کے عالموں نے تفسیر کی ہے اطاع کی ساتھ معنی نرمی اور انقاد کے یعنی فرمانبردار ہوا اور یہی لائق ہے معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس جگہ اگرچہ غالب رباعی میں متعدی ہونا ہے اور ثلاثی میں لازم ہونا ہے اور طعت اول ساتھ پیش طا کے ہے اور دوسرا ساتھ زیر کے اور تیسرا ساتھ زیادہ ہمزہ کے ساتھ فتح کے یعنی یہ لفظ تینوں طرح سے آیا ہے۔

۴۰۰۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ أَنَّ مُعَاذًا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا قَدِمَ الْيَمَنَ صَلّٰى بِهِمُ الصُّبْحَ فَقَرَأَ ﴿وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا﴾ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ لَقَدْ قَرَّتْ عَيْنُ أُمِّ إِبْرَاهِيْمَ زَادَ مُعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حَبِيْبٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَرَأَ مُعَاذٌ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ سُوْرَةَ النِّسَآءِ فَلَمَّا قَالَ ﴿وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا﴾ قَالَ رَجُلٌ خَلْفَهٗ قَرَّتْ عَيْنُ أُمِّ إِبْرَاهِيْمَ.

۴۰۰۱۔ حضرت عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ جب معاذ رضی اللہ عنہ یمن میں آئے تو یمن والوں کو صبح کی نماز پڑھائی سو یہ آیت پڑھی کہ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا جانی دوست ٹھہرایا تو قوم میں سے ایک مرد نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ماں کی آنکھ ٹھنڈی ہوئی' زیادہ کیا ہے معاذ نے شعبہ سے اس نے روایت کی حبیب سے اس نے روایت کی سعید سے اس نے عمرو سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا سو معاذ رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز میں سورہ نساء پڑھی سو جب یہ آیت پڑھی کہ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا جانی دوست ٹھہرایا تو ایک مرد نے اس کے پیچھے سے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کی ماں کی آنکھ ٹھنڈی ہوئی۔

فائدہ: یعنی اس کو خوشی حاصل ہوئی اور یہاں یہ شبہ آتا ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ نے اس مرد کو نماز میں کلام کرنے پر برقرار کیوں رکھا اور اس کو نماز دوہرانے کا حکم کیوں نہ دیا اور جواب دیا گیا ہے اس سے ساتھ اس کے کہ یا تو اس واسطے کہ جو حکم سے جاہل ہو وہ معذور ہوتا ہے یا معاذ رضی اللہ عنہ نے اس کو نماز دوہرانے کا حکم دیا ہوگا لیکن منقول نہیں ہوا یا قائل ان کے پیچھے تھا اور نماز میں ان کے ساتھ داخل نہیں ہوا تھا اور یہ جو کہا کہ زیادہ کیا ہے معاذ رضی اللہ عنہ نے تو مراد ساتھ زیادتی کے قول اس کا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور نہیں ہے مخالفت دونوں روایتوں میں اس واسطے کہ معاذ رضی اللہ عنہ تو یمن میں اسی وقت آئے تھے جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خاص کر بھیجا پس قصہ ایک ہے اور دلالت کی

حدیث نے اس پر کہ وہ نماز پر سردار تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ وہ مال پر بھی سردار تھے اور پہلے گزر چکی ہے زکوٰۃ کے بیان میں وہ چیز جو اس کو واضح کرتی ہے۔ (فتح)

بَابُ بَعْثِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى الْيَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

باب ہے بیان میں بھیجنے حضرت ﷺ کے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف حجۃ الوداع سے پہلے۔

فائدہ: تحقیق ذکر کی ہے بخاری نے باب کے اخیر میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ یمن سے آئے سو حضرت ﷺ سے ملے مکے میں حجۃ الوداع میں اور اس کی شرح حج میں گزر چکی ہے اور تحقیق روایت کی ہے احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو یمن کی طرف بھیجا تو میں نے کہا یا حضرت! آپ مجھ کو ایسے لوگوں کی طرف بھیجتے ہیں جو مجھ سے عمر میں بڑے ہیں اور میں کم عمر ہوں میں قضا نہیں جانتا سو حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا اور کہا الٰہی! اس کی زبان کو ثابت رکھ اور اس کے دل کو ہدایت کر اور فرمایا کہ اے علی! جب تیرے پاس دو جھگڑنے والے بیٹھیں تو نہ حکم کر درمیان ان کے یہاں تک کہ دوسرے کا کلام سنے پس ذکر کی حدیث۔ (فتح)

۴۰۰۲۔ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِيْ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ إِلَى الْيَمَنِ قَالَ ثُمَّ بَعَثَ عَلِيًّا بَعْدَ ذٰلِكَ مَكَانَهُ فَقَالَ مُرْ أَصْحَابَ خَالِدٍ مَّنْ شَآءَ مِنْهُمْ أَنْ يُّعَقِّبَ مَعَكَ فَلْيُعَقِّبْ وَمَنْ شَآءَ فَلْيُقْبِلْ فَكُنْتُ فِيْمَنْ عَقَّبَ مَعَهُ قَالَ فَغَنِمْتُ أَوَاقِ ذَوَاتِ عَدَدٍ.

۴۰۰۲۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن کی طرف بھیجا براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر اس کے بعد اس کی جگہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور فرمایا کہ خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں سے کہہ دینا کہ جو اُن میں سے تیرے ساتھ پلٹ جانا چاہے تو چاہیے کہ پلٹ جائے اور جو آگے آنا چاہے سو چاہیے کہ آئے سو میں ان لوگوں میں تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ پلٹ گئے سو مجھ کو بہت اوقیے غنیمت میں ہاتھ آئے۔

فائدہ: حضرت ﷺ نے ہم کو خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن کی طرف بھیجا تھا یہ بھیجنا تھا ان کا بعد پھرنے ان کے طائف سے اور بانٹنے غنیموں کے جعرانہ میں اور یہ جو کہا کہ تیرے ساتھ پلٹ جائے کچھ حصہ لشکر کا بعد پھرنے جنگ سے تا

کہ پھر دشمن سے جہاد کریں اور کہا ابن فارس نے کہ جہاد کرنا ہے بعد جہاد کے اور جو میرے واسطے ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ یہ اس سے عام تر ہے اور اس کا اصل یہ ہے کہ خلیفہ لشکر کو ایک طرف بھیجے ایک مدت تک پھر جب مدت گزر جائے اور ان کے سوا دوسروں کو بھیجے سو جو پہلے لشکر سے چاہے کہ دوسرے لشکر کے ساتھ پلٹ جائے تو اس کے اس پلٹنے کو تعقیب کہتے ہیں۔

تنبیہ: بخاری نے اس حدیث کو مختصر وارد کیا ہے اور روایت کیا ہے اس کو اسماعیلی نے اور اس میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ کہا براء رضی اللہ عنہ نے کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جو اس کے ساتھ پلٹ گئے سو جب ہم قوم کفار سے قریب ہوئے تو وہ ہماری طرف نکلے سو علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے ہم کو نماز پڑھائی اور ہم نے ایک صف باندھی پھر ہمارے آگے بڑھے اور ان پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پڑھا سو قوم ہمدان تمام مسلمان ہوئے، علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے ان کے اسلام کا حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خط پڑھا تو سجدے میں گرے پھر اپنا سر اٹھایا اور فرمایا کہ سلام ہو ہمدان پر۔ (فتح)

۴۰۰۳۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ سُوَیْدِ بْنِ مَنْجُوْفٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَیْدَةَ عَنْ أَبِیْهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلِیًّا إِلٰی خَالِدٍ لِیَقْبِضَ الْخُمُسَ وَکُنْتُ أُبْغِضُ عَلِیًّا وَقَدِ اغْتَسَلَ فَقُلْتُ لِخَالِدٍ أَلَا تَرٰی إِلٰی هٰذَا فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَکَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ یَا بُرَیْدَةُ أَتُبْغِضُ عَلِیًّا فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَا تُبْغِضْهُ فَإِنَّ لَهٗ فِی الْخُمُسِ أَکْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ.

۴۰۰۳۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو خالد رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا تا کہ غنیمت سے پانچواں حصہ لیں یعنی جو پانچواں حصہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لیا کرتے تھے اور میں علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھتا تھا اور حالانکہ انہوں نے غسل کیا سو میں نے خالد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تو اس کی طرف نہیں دیکھتا کہ اس نے کیا کیا سو جب ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو میں نے آپ سے یہ حال ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بریدہ! کیا تو علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھتا ہے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا اس شخص سے دشمنی مت رکھو اس واسطے کہ اس کا حصہ خمس میں اس سے زیادہ ہے۔

فائدہ: اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو خالد رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا تا کہ خمس کو تقسیم کریں اور اس کی ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے قیدیوں میں سے ایک لونڈی چھانٹ لی اور احمد کی روایت میں ہے کہ میں علی رضی اللہ عنہ کا ایسا دشمن ہوا کہ کسی کا نہ ہوا اور میں نے ایک قریشی مرد سے محبت کی اور نہ محبت کی میں نے اس سے مگر اس واسطے کہ وہ علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھتا تھا سو ہم نے کفار کے جورو لڑکے قیدی پائے سو خالد رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لکھا کہ کسی کو بھیجیں جو غنیمت کا پانچواں حصہ لے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہماری

طرف بھیجا اور قیدیوں میں ایک لونڈی تھی وہ سب قیدیوں سے افضل تھی سو علی رضی اللہ عنہ نے پانچواں حصہ لیا اور تقسیم کیا پھر علی رضی اللہ عنہ باہر آئے اور ان کے بالوں سے پانی ٹپکتا تھا میں نے کہا اے ابوالحسن! اس نہانے کا کیا سبب ہے؟ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تو نے لونڈی کی طرف نہیں دیکھا کہ وہ پانچویں حصے میں واقع ہوئی ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے حصے میں آئی پھر علی رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی سو میں نے اس سے جماع کیا (تو یہ میرا نہانا اس سبب سے ہے) اور یہ جو کہا کہ اے بریدہ! کیا تو علی سے دشمنی بہت رکھتا ہے؟ تو ایک روایت میں ہے اور اگر تو اس سے محبت رکھتا ہے تو اس سے زیادہ محبت رکھ اور یہ جو فرمایا کہ اس کا حصہ خمس میں اس سے زیادہ ہے تو ایک روایت میں ہے کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ علی رضی اللہ عنہ کا حصہ خمس میں افضل ہے لونڈی سے سو نہ تھا کوئی محبوب تر نزدیک میرے علی رضی اللہ عنہ سے اور احمد کی روایت میں ہے کہ فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی نہ رکھ کہ بیشک وہ میرا ہے اور میں اس کا اور وہ ولی تمہارا ہے میرے بعد اور ایک روایت میں ہے کہ اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سرخ ہو گیا فرمایا کہ جس کا میں ولی ہوں اس کا علی بھی ولی ہے کہا ابوذر ہروی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دشمنی رکھی صحابی نے علی رضی اللہ عنہ سے اس واسطے کہ اس نے ان کو دیکھا کہ انہوں نے غنیمت سے لونڈی لی سو اس نے گمان کیا کہ علی رضی اللہ عنہ نے غنیمت میں خیانت کی پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو معلوم کروایا کہ اس نے اپنے حق سے کم لیا ہے تو اس نے علی رضی اللہ عنہ سے محبت کی انتہی۔ اور یہ تاویل خوب ہے لیکن بعید کرتا ہے اس کو ابتدا حدیث کا جو روایت کیا ہے احمد نے سو شاید دشمنی رکھنے کا سبب کچھ اور تھا اور دور ہوا ساتھ منع کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ان کے دشمنی ان کی سے اور یہاں ایک شبہ آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے استبراء رحم کے بغیر لونڈی سے جماع کیوں کیا؟ اور اسی طرح اپنے واسطے اپنا حصہ کیوں تقسیم کیا؟ لیکن جواب پہلے شبہ کا پس یہ ہے کہ وہ محمول ہے اس پر کہ وہ لونڈی کنواری تھی یا بالغ نہیں تھی اور علی رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ ایسی لونڈی کا استبراء نہیں کیا جاتا جیسے کہ اس کے سوا کا اور بعض اصحاب بھی اس کی طرف پھرے اور جائز ہے کہ حیض آیا ہو اس کو بعد واقع ہونے اس کے علی رضی اللہ عنہ کے حصے میں پھر ایک دن رات کے بعد حیض سے پاک ہو گئی ہو پھر علی رضی اللہ عنہ نے اس سے جماع کیا ہو اور نہیں ہے سیاق میں وہ چیز کہ اس کو دفع کرے اور بہر حال بانٹنا غنیمت کا پس جائز ہے ایسی صورت میں واسطے اس شخص کے کہ وہ شریک ہے اس چیز میں کہ تقسیم کرتا ہے اس کو مانند امام کے جب کہ تقسیم کرے درمیان رعیت کے اور وہ ان میں سے ہو پس اسی طرح ہے وہ شخص جس کو امام اپنا قائم مقام بنائے اور تحقیق جواب دیا ہے خطابی نے ساتھ ثانی کے یعنی دوسرے شبہ سے اور جواب دیا ہے اس نے پہلے اعتراض سے کہ احتمال ہے کہ کنواری ہو یا بالغ نہ ہوئی ہو اور ان کے اجتہاد نے ان کو اس طرف پہنچایا ہو کہ اس کے استبراء کی حاجت نہیں اور پکڑا جاتا ہے حدیث سے جواز لونڈی پکڑنے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی پر برخلاف نکاح کرنے کے اوپر اس کے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی پر دوسرا نکاح کرنا درست نہیں ان کی زندگی میں واسطے اس چیز کے

کہ واقع ہوئی ہے بیچ مسور کی حدیث کے کتاب النکاح میں۔ (فتح)

٤٠٠٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ شُبْرُمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ نُعْمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَمَنِ بِذُهَيْبَةٍ فِيْ أَدِيْمٍ مَقْرُوْظٍ لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا قَالَ فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ بَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ وَأَقْرَعَ بْنِ حَابِسٍ وَزَيْدِ الْخَيْلِ وَالرَّابِعُ إِمَّا عَلْقَمَةُ وَإِمَّا عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ كُنَّا نَحْنُ أَحَقَّ بِهٰذَا مِنْ هٰؤُلَاءِ قَالَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَلَا تَأْمَنُوْنِيْ وَأَنَا أَمِيْنُ مَنْ فِي السَّمَاءِ يَأْتِيْنِيْ خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاشِزُ الْجَبْهَةِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوْقُ الرَّأْسِ مُشَمَّرُ الْإِزَارِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ قَالَ وَيْلَكَ أَوَلَسْتُ أَحَقَّ أَهْلِ الْأَرْضِ أَنْ يَتَّقِيَ اللّٰهَ قَالَ ثُمَّ وَلَّى الرَّجُلُ قَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ لَا لَعَلَّهُ أَنْ يَكُوْنَ يُصَلِّيْ فَقَالَ خَالِدٌ وَكَمْ مِنْ مُصَلٍّ يَقُوْلُ بِلِسَانِهِ مَا لَيْسَ فِيْ قَلْبِهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَمْ أُوْمَرْ أَنْ

۴۰۰۴۔ حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ علی ؓ نے یمن سے حضرت ﷺ کو سونے کا ٹکڑا بھیجا رنگے چمڑے میں کہ نہ خالص کیا گیا تھا کان کی مٹی سے یعنی کچا سونا تھا سو حضرت ﷺ نے اس کو چار شخصوں کے درمیان بانٹا درمیان عیینہ اور اقرع بن حابس اور زید الخیل کے اور چوتھا علقمہ ہے یا عامر تو ایک صحابی نے کہا کہ ہم اس کے زیادہ حق دار ہیں ان لوگوں سے تو یہ گفتگو حضرت ﷺ کو پہنچی سو فرمایا کہ کیا تم مجھ کو امین نہیں ٹھہراتے اور حالانکہ میں امین ہوں اس کا جو آسمانوں میں ہے یعنی اللہ کا آتی ہے میرے پاس خبر آسمان کی صبح وشام تو کھڑا ہوا ایک مرد گہری آنکھوں والا ابھرے رخساروں والا اونچے ماتھے والا گھنی داڑھی والا منڈے سر والا تہہ بند اٹھائے سو اس نے کہا یا حضرت! اللہ سے ڈرو (برابر بانٹو) حضرت ﷺ نے فرمایا تجھ پر خرابی پڑے کہ کیا میں نہیں لائق تر سب زمین والوں سے یہ کہ ڈروں اللہ سے؟ خالد بن ولید ؓ نے کہا یا حضرت! حکم ہو تو اس کو مار ڈالوں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا نہ شاید یہ نماز پڑھتا ہو۔ خالد ؓ نے کہا کہ بہت نمازی ہیں کہ زبان سے کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں یعنی بہت لوگ نماز پڑھتے ہیں اور زبان سے کچھ کہتے ہیں اور ان کے دل میں کچھ اور ہے یعنی منافق ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ مجھ کو اس کا حکم نہیں ہوا کہ لوگوں کے دلوں میں سوراخ کروں اور نہ اس کا حکم ہے کہ ان کے پیٹوں کو چیروں۔ راوی نے کہا پھر حضرت ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور وہ پیٹھ دینے والا تھا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تحقیق شان یہ ہے کہ اس کی نسل سے ایک قوم پیدا ہو

أَنْقُبَ عَنْ قُلُوْبِ النَّاسِ وَلَا أَشُقَّ بُطُوْنَهُمْ قَالَ ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُقَفٍّ فَقَالَ إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ يَّتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ رَطْبًا لَّا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ وَأَظُنُّهُ قَالَ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُوْدَ.

گی کہ قرآن کو پڑھیں گے تر زبان سے یعنی ذوق سے پڑھیں گے ان کے گلوں کے نیچے نہ اترے گا یعنی دل میں قرآن کی تاثیر نہ ہوگی زبان سے پڑھیں گے اس پر عمل نہ کریں گے وہ لوگ نکل جائیں گے دین سے جیسے تیر نکل جاتا ہے شکار سے۔ راوی کہتا ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا اگر میں نے ان کو پایا تو ان کو قتل کروں گا قوم ثمود کا قتل کرنا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ثمود کے بدلے عاد کا ذکر آیا ہے اور اسی کو ترجیح ہے۔ اقرع اور عیینہ وغیرہ یہ چاروں نجد کے ملک میں رئیس تھے تازہ اسلام لائے تھے حضرت ﷺ نے وہ کچا سونا انہیں کو دیا دل داری کے واسطے اور یہ جو کہا کہ ایک صحابی نے کہا تو ایک روایت میں ہے کہ قریش اور انصار ناراض ہوئے اور کہا کہ حضرت ﷺ نجد کے رئیسوں کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے فرمایا میں ان سے لگاوٹ کرتا ہوں اور یہ جو کہا کہ میں اللہ کا امین ہوں تو یہ حضرت ﷺ نے اس خارجی کے قول کے پیچھے کہا تھا جو اس کے بعد مذکور ہے۔

تنبیہ: یہ قصہ اور ہے اور جو قصہ جنگ حنین میں گزر چکا ہے وہ اور ہے یعنی جس میں ذکر ہے کہ انصار کے نوجوانوں نے کہا کہ اللہ حضرت ﷺ کو بخشے الخ اور یہ جو کہا کہ سر منڈے والا تو توحید میں آئے گا کہ خارجیوں کی نشانی سارے سر منڈانا ہے اور سلف کے لوگ اپنے بالوں کو بڑھاتے تھے ان کو منڈاتے نہیں تھے اور خارجیوں کا طریقہ سارے سر کا منڈانا تھا اور یہ شخص بنی تمیم کی قوم میں سے تھا اس کا نام ذوالخویصرہ تھا **کما تقدم صریحا فی علامات النبوۃ وسیاتی فی کتاب المرتدین** اور یہ جو کہا کہ شاید وہ نماز پڑھتا ہو تو بعض کہتے ہیں اس میں دلالت ہے اس پر کہ جو نماز کو چھوڑ دے اس کو قتل کیا جائے اور اس میں نظر ہے اور یہ جو کہا کہ مجھ کو حکم نہیں ہوا کہ لوگوں کے دلوں میں سوراخ کروں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ مجھ کو تو صرف اس کا حکم ہوا ہے کہ ان کے ظاہر کاموں کو لوں کہا قرطبی نے کہ حضرت ﷺ نے اس کے مارنے سے منع کیا اگرچہ اس کا قتل کرنا واجب ہو چکا تھا تا کہ لوگ چرچا نہ کریں اس کا کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے خاص کر جو نماز پڑھتا ہو **کما تقدم نظیرہ فی قصۃ عبداللہ بن ابی** کہا مازری نے احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے اس مرد سے نبوت میں طعن نہ سمجھا ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نسبت کی ہو اس نے حضرت ﷺ کی ترک عدل کی طرف تقسیم میں اور یہ کبیرہ گناہ نہیں اور پیغمبر لوگ کبیرہ گناہوں سے بالاجماع معصوم ہیں اور صغیرہ گناہوں کا پیغمبروں سے واقع ہونا جائز ہے یا نہیں سو اس میں اختلاف ہے اور یہ جو کہا کہ دین سے نکل جائیں گے تو ایک روایت میں ہے کہ اسلام سے نکل جائیں گے اور اس

میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ دین کے معنی اس جگہ فرمانبرداری کے ہیں یعنی امام کی فرمانبرداری سے نکل جائیں گے اور ظاہر یہ ہے کہ مراد ساتھ دین کے اس جگہ اسلام ہے جیسے کہ دوسری روایت میں اس کی تفسیر آ چکی ہے اور صادر ہوا ہے یہ کلام بیچ مقام زجر کے اور یہ کہ وہ اپنے اس فعل کے سبب سے اسلام سے نکل جائیں گے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑیں گے اور وہ غیب کی خبروں میں سے ہے جن کی حضرت ﷺ نے خبر دی سو واقع ہوا جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا اور یہ جو فرمایا کہ البتہ اگر میں نے ان کو پایا تو ان کو قتل کروں گا تو یہ مشکل ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے خالد رضی اللہ عنہ کو ان کے اصل کے مارنے سے منع کیا تو جواب دیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ مراد حضرت ﷺ کی پانا خروج ان کے کا ہے اور لڑنا ان کا مسلمانوں سے تلوار کے ساتھ اور یہ حضرت ﷺ کے زمانے میں ظاہر نہیں ہوا تھا اور پہلے پہل خارجی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ظاہر ہوئے تھے جیسا کہ وہ مشہور ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ خارجیوں کو کافر کہنے پر اور یہ مسئلہ مشہور ہے اصول میں اور کچھ بیان اس کا مرتدوں کے باب میں آئے گا' انشاء اللہ تعالیٰ اور وہ خالص سونا خمس میں سے تھا اور یہ حضرت ﷺ کا خاصہ تھا کہ مصلحت کے واسطے جس قسم کے مصارف میں چاہیں اس کو خرچ کریں۔ (فتح)

٤٠٠٥۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَآءٌ قَالَ جَابِرٌ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا أَنْ يُقِيْمَ عَلٰى إِحْرَامِهٖ زَادَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَآءٌ قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِسِعَايَتِهٖ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَ أَهْلَلْتَ يَا عَلِيُّ قَالَ بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَهْدِ وَامْكُثْ حَرَامًا كَمَا أَنْتَ قَالَ وَأَهْدٰى لَهُ عَلِيٌّ هَدْيًا.

۴۰۰۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اپنے احرام پر ثابت رہے یعنی جب کہ یمن سے مکے میں آئے اور ان کے ساتھ قربانی کے جانور تھے زیادہ کیا ہے محمد بن بکر نے ابن جریج سے کہا عطاء نے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سو آئے حضرت علی رضی اللہ عنہ ساتھ ولایت اپنی کے کہ خمس غنیمت لینے کے واسطے یمن میں سردار بنا کر بھیجے گئے تھے تو حضرت ﷺ نے ان کو فرمایا کہ اے علی! تو نے کس چیز کا احرام باندھا ہے؟ کہا جس کا حضرت ﷺ نے احرام باندھا' فرمایا کہ قربانی کا جانور ہانک لا اور بدستور احرام باندھے رہ' کہا راوی نے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے واسطے ہدی لائے۔

٤٠٠٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ حَدَّثَنَا بَكْرٌ أَنَّهُ ذَكَرَ لِابْنِ عُمَرَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ

۴۰۰۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا یعنی قران کیا کہا حضرت ﷺ نے حج کا احرام باندھا اور ہم نے بھی آپ ﷺ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّحَجَّةٍ فَقَالَ أَهَلَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ وَأَهْلَلْنَا بِهٖ مَعَهُ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ قَالَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهُ هَدْيٌ فَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً وَّكَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدْيٌ فَقَدِمَ عَلَيْنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ مِّنَ الْيَمَنِ حَاجًّا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَ أَهْلَلْتَ فَإِنَّ مَعَنَا أَهْلَكَ قَالَ أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَمْسِكْ فَإِنَّ مَعَنَا هَدْيًا.

کے ساتھ حج کا احرام باندھا سو جب مکے میں آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی نہ ہو تو چاہیے کہ اس کو عمرہ بنائے یعنی عمرہ کر کے احرام اتار ڈالے پھر حج کے دنوں میں نیا احرام باندھ کر حج ادا کرے اور حضرت ﷺ کے ساتھ قربانی تھی سو حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے حج کو آئے حضرت ﷺ نے فرمایا تو نے کس چیز کا احرام باندھا ہے؟ کہا احرام باندھا میں نے جس کا حضرت ﷺ نے احرام باندھا حضرت ﷺ نے فرمایا اپنے احرام پر قائم رہ اس واسطے کہ ہمارے ساتھ قربانی ہے۔

بَابُ غَزْوَةِ ذِي الْخَلَصَةِ.

باب ہے بیان میں جنگ ذی الخلصہ کے۔

فائدہ: ذوالخلصہ نام ہے اس گھر کا جس میں بت تھا اور بعض کہتے ہیں کہ گھر کا نام خلصہ تھا اور بت کا نام ذوالخلصہ تھا اور حکایت کی ہے مبرد نے کہ ذوالخلصہ کی جگہ جامع مسجد ہوگئی ہے واسطے ایک شہر کے جس کو عبلات کہا جاتا ہے خثعم کی زمین سے۔

۴۰۰۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا بَيَانٌ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ كَانَ بَيْتٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يُقَالُ لَهٗ ذُو الْخَلَصَةِ وَالْكَعْبَةُ الْيَمَانِيَةُ وَالْكَعْبَةُ الشَّامِيَّةُ فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُرِيْحُنِيْ مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ فَنَفَرْتُ فِيْ مِائَةٍ وَّخَمْسِيْنَ رَاكِبًا فَكَسَرْنَاهُ وَقَتَلْنَا مَنْ وَّجَدْنَا عِنْدَهٗ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهٗ فَدَعَا لَنَا وَلِأَحْمَسَ.

۴۰۰۷۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کفر کے زمانے میں ایک گھر تھا اس کو ذوالخلصہ اور کعبہ یمانیہ اور کعبہ شامیہ کہتے ہیں سو حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تو مجھ کو راحت نہیں دیتا ذی الخلصہ کے ڈھانے سے؟ سو میں ڈیڑھ سو سوار لے کر جلدی نکلا سو ہم نے اس کو ڈھایا اور اس کے پاس جس کافر کو پایا مارا پھر میں نے آ کر حضرت ﷺ کو خبر دی حضرت ﷺ نے ہمارے واسطے اور احمس کے واسطے دعائے خیر فرمائی۔

فائدہ: اور اگلی حدیث میں ہے کہ وہ گھر خثعم میں تھا اور خثعم ایک قبیلہ ہے مشہور منسوب ہیں طرف خثعم بن انمار کی اور نسب ان کا پہنچتا ہے ربیعہ بن نزار کے بھائی معنر بن نزار کی طرف جو جد ہے قریش کا اور البتہ واقع ہوا ہے ذکر ذی

الخلصہ کا بیچ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک بخاری اور مسلم کے بیچ کتاب الفتن کے مرفوع طور سے کہ نہ قائم ہو گی قیامت یہاں تک کہ چوتڑ مٹکاتی پھریں گی قوم دوس کی عورتیں ذی الخلصہ کے گرد اور وہ ایک بت تھا جس کو دوس کفر کے زمانے میں پوجتے تھے اور جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ وہ غیر اس بت کے ہے جو باب کی حدیث میں مراد ہے اس واسطے کہ دوس ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی قوم کا نام ہے اور وہ دوس کی طرف منسوب ہیں اور ان کا نسب ازد کی طرف پہنچتا ہے سو ان کے اور خثعم کے درمیان مخالفت ہے نسب میں بھی اور شہر میں بھی اور ذکر کیا ہے ابن دحیہ نے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو ذو الخلصہ مراد ہے اس کو عمرو بن لحی نے مکے میں نیچے کھڑا کیا تھا اور لوگ اس کو ہار پہناتے تھے اور اس کے نزدیک جانور ذبح کرتے تھے اور بہر حال جو خثعم کے واسطے تھا سو البتہ انہوں نے ایک گھر بنایا ہوا تھا اس کو خانے کعبے کی مانند جانتے تھے پس ظاہر ہوا فرق اور اس کو کعبہ یمانیہ اس اعتبار سے کہتے تھے کہ وہ یمن میں تھا اور شامیہ اس کو اس اعتبار سے کہتے تھے کہ انہوں نے اس کا دروازہ شام کے مقابل بنایا ہوا تھا اور یہ جو کہا کہ کیا تو مجھ کو راحت نہیں دیتا تو یہ طلب ہے متضمن ہے امر کو اور خاص کیا جریر کو اس کے ساتھ اس واسطے کہ وہ اس کی قوم کے شہروں میں تھا اور ان کے رئیسوں میں سے تھا اور مراد راحت کے ساتھ راحت دل کی ہے اور نہ تھی کوئی چیز زیادہ تر رنج دینے والی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو باقی رہنے اس چیز کے سے کہ شرک کیا جائے اس کے ساتھ سوائے اللہ کے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم دیا کہ ان کی طرف جائے اور ان کو تین دن اسلام کی دعوت دے سو اگر وہ اسلام لائیں تو ان سے اسلام کو قبول کرے اور ذی الخلصہ کو ڈھا دے نہیں تو ان میں تلوار چلائے اور یہ جو کہا کہ میں ڈیڑھ سو سوار کے ساتھ نکلا تو طبرانی کی روایت میں ہے کہ وہ سات سو تھے سو اگر یہ روایت صحیح ہو تو شاید زائد پیادے اور تابعدار تھے اور یہ جو کہا کہ میں نے آ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو دوسری روایت میں ہے کہ جریر کے ایلچی نے آ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تھی سو شاید خبر دینا جریر کی طرف بطور مجاز کے منسوب ہوا ہے۔ (فتح)

٤٠٠٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ قَالَ لِيْ جَرِيْرٌ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُرِيْحُنِيْ مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ وَكَانَ بَيْتًا فِيْ خَثْعَمَ يُسَمَّى الْكَعْبَةَ الْيَمَانِيَةَ فَانْطَلَقْتُ فِيْ خَمْسِيْنَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِّنْ أَحْمَسَ وَكَانُوْا أَصْحَابَ خَيْلٍ وَّكُنْتُ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ

۴۰۰۸۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تو مجھ کو راحت نہیں دیتا ذی الخلصہ کے ڈھانے سے اور وہ ایک گھر تھا خثعم کی قوم میں اس کو کعبہ یمانیہ کہتے تھے سو میں قوم احمس کے ڈیڑھ سو سوار کے ساتھ چلا اور وہ لوگ گھوڑے رکھتے تھے یعنی سواری کی حالت میں ان پر خوب جمے رہتے تھے نیچے نہیں گرتے تھے اور میں گھوڑے پر نہیں ٹھہر سکتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ میرے سینے میں مارا یہاں تک کہ میں نے اپنے سینے میں آپ کی انگلیوں کو اثر پایا

فِیْ صَدْرِیْ حَتّٰی رَأَیْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهٖ فِیْ صَدْرِیْ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِیًا مَهْدِیًّا فَانْطَلَقَ إِلَیْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا ثُمَّ بَعَثَ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ جَرِیْرٍ وَّالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُكَ حَتّٰی تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْرَبُ قَالَ فَبَارَكَ فِیْ خَیْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ.

اور فرمایا کہ الٰہی! اس کو گھوڑے پر ٹھہرا دے اور اس کو ہدایت کرنے والا اور راہ یاب بنا دے سو جریر اس کی طرف چلا سو وہاں جا کر اس کو ڈھایا اور جلایا پھر کسی کو حضرت ﷺ کی طرف بھیجا یعنی خوشخبری دینے کو سو جریر کے ایلچی نے آ کر کہا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا نہیں آیا میں آپ کے پاس یہاں تک کہ چھوڑا میں نے اس کو جیسے وہ اونٹ ہے خارش دار یعنی جل کر سیاہ ہو گیا ہے سو حضرت ﷺ نے احمس کے گھوڑوں اور مردوں کے حق میں برکت کی دعا کی پانچ بار۔

فائدہ: احمس جریر کی قوم کا نام ہے منسوب ہیں احمس بن غوث بن انمار کی طرف اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے پانچ بار دعا کی تو حکمت اس میں مبالغہ ہے پھر ظاہر ہوا میرے واسطے احتمال یہ کہ اول گھوڑوں اور مردوں کے واسطے ایک بار اکٹھی دعا کی ہو پھر ارادہ کیا ہو تاکید کا بیچ مقرر کرنے دعا کے تین بار سو دو بار مردوں کے واسطے دعا کی اور دو بار گھوڑوں کے واسطے دعا کی تاکہ دونوں قسموں میں سے ہر ایک کے واسطے تین تین بار دعا پوری ہو سو اس کا مجموع پانچ بار ہوگا اور یہ جو فرمایا کہ کر دے اس کو ہدایت کرنے والا الخ تو بعض کہتے ہیں کہ اس میں تقدیم وتاخیر ہے اس واسطے کہ نہیں ہوتا ہادی تاکہ ہو مہدی اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کو کامل مکمل کر اور واقع ہوا ہے براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ حضرت ﷺ نے یہ فرمایا بیچ حال پھیرنے ہاتھ کے اوپر اس کے دو بار میں اور زیادہ کیا ہے کہ برکت کی دعا کی اس کے حق میں اور اس کی اولاد کے حق میں۔ (فتح)

۴۰۰۹۔ حَدَّثَنَا یُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰی أَخْبَرَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ إِسْمَاعِیْلَ بْنِ أَبِیْ خَالِدٍ عَنْ قَیْسٍ عَنْ جَرِیْرٍ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُرِیْحُنِیْ مِنْ ذِی الْخَلَصَةِ فَقُلْتُ بَلٰی فَانْطَلَقْتُ فِیْ خَمْسِیْنَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِّنْ أَحْمَسَ وَكَانُوْا أَصْحَابَ خَیْلٍ وَّكُنْتُ لَا أَثْبُتُ عَلَی الْخَیْلِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَضَرَبَ یَدَهٗ عَلٰی صَدْرِیْ حَتّٰی رَأَیْتُ أَثَرَ یَدِهٖ فِیْ

۴۰۰۹۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تو مجھ کو راحت نہیں دیتا ذی الخلصہ کے ڈھانے سے؟ میں نے کہا کیوں نہیں سو میں قوم احمس کے ڈیڑھ سو سوار کو ہمراہ لے کر چلا اور وہ لوگ گھوڑوں والے تھے اور میں گھوڑے پر نہیں ٹھہر سکتا تھا سو میں نے یہ حال حضرت ﷺ سے کہا حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر مارا یہاں تک کہ میں نے اپنے سینے میں آپ کے ہاتھ کا اثر دیکھا فرمایا الٰہی! اس کو گھوڑے پر ٹھہرا دے اور اس کے ہدایت کرنے والا اور راہ یاب بنا' جریر رضی اللہ عنہ نے کہا سو میں اس

صَدْرِیْ وَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا قَالَ فَمَا وَقَعْتُ عَنْ فَرَسٍ بَعْدُ قَالَ وَكَانَ ذُو الْخَلَصَةِ بَيْتًا بِالْيَمَنِ لِخَثْعَمَ وَبَجِيْلَةَ فِيْهِ نُصُبٌ تُعْبَدُ يُقَالُ لَهُ الْكَعْبَةُ قَالَ فَأَتَاهَا فَحَرَّقَهَا بِالنَّارِ وَكَسَرَهَا قَالَ وَلَمَّا قَدِمَ جَرِيْرٌ الْيَمَنَ كَانَ بِهَا رَجُلٌ يَّسْتَقْسِمُ بِالْأَزْلَامِ فَقِيْلَ لَهُ إِنَّ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَا هُنَا فَإِنْ قَدَرَ عَلَيْكَ ضَرَبَ عُنُقَكَ قَالَ فَبَيْنَمَا هُوَ يَضْرِبُ بِهَا إِذْ وَقَفَ عَلَيْهِ جَرِيْرٌ فَقَالَ لَتَكْسِرَنَّهَا وَلَتَشْهَدَنَّ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَوْ لَأَضْرِبَنَّ عُنُقَكَ قَالَ فَكَسَرَهَا وَشَهِدَ ثُمَّ بَعَثَ جَرِيْرٌ رَجُلًا مِّنْ أَحْمَسَ يُكْنٰى أَبَا أَرْطَاةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُهُ بِذٰلِكَ فَلَمَّا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُ حَتّٰى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْرَبُ قَالَ فَبَرَّكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ.

کے بعد گھوڑے سے کبھی نہیں گرا کہا اور تھا ذوالخلصہ ایک گھر ہے واسطے قوم خثعم اور بجیلہ کے اس میں بت تھے جو پوجے جاتے تھے وہ اس کو کعبہ کہتے تھے۔ راوی نے کہا سو جریر رضی اللہ عنہ اس کے پاس آیا سو اس کو آگ سے جلایا اور ڈھایا کہا راوی نے اور جب جریر رضی اللہ عنہ یمن میں آئے تو وہاں ایک مرد تھا جو تیروں سے فال لیتا تھا سو کسی نے اس سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایلچی یعنی نائب اس جگہ ہے سو اگر وہ تجھ پر قادر ہوا تو تیری گردن کاٹ ڈالے گا' کہا راوی نے سو جس حالت میں کہ وہ تیروں سے فال لیتا تھا کہ اچانک جریر رضی اللہ عنہ اس پر آ کھڑا ہوا سو کہا کہ البتہ تیروں کو توڑ ڈال اور گواہی دے اس کی کہ نہیں کوئی بندگی کے لائق اللہ کے علاوہ یا البتہ میں تیری گردن کاٹ ڈالوں گا' کہا راوی نے سو اس نے ان کو توڑ ڈالا اور کلمہ شہادت پڑھا پھر جریر رضی اللہ عنہ نے احمس کے ایک مرد کو جس کی کنیت ابوارطاۃ تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا اس کی خوشخبری دینے کو کہ ہم نے اس کو ڈھایا اور جلا ڈالا سو جب ابوارطاۃ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو عرض کیا کہ یا حضرت قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا کہ نہیں آیا میں یہاں تک کہ میں نے اس کو چھوڑا جیسے اونٹ خارش دار۔ کہا راوی نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احمس کے گھوڑوں اور مردوں کے حق میں پانچ بار دعا فرمائی۔

فائدہ: جب جریر رضی اللہ عنہ یمن میں آئے یہ مشہور ہے ساتھ ایک ہونے قصے اس کے بیچ جنگ ذی الخلصہ کے ساتھ قصے جانے اس کے یمن کی طرف اور شاید جب وہ ذی الخلصہ کے کام سے فارغ ہوا اور اپنا ایلچی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خوشخبری دینے کو بھیجا تو بدستور یمن کی طرف چلا گیا واسطے اس سبب کے جس کا ذکر باب کے بعد آئے گا اور یہ جو کہا یَسْتَقْسِمُ یعنی طلب کرتا تھا نکالنا غیب اس چیز کا کہ اس کے کرنے کا ارادہ کرتا تھا نیکی سے یا بدی سے اور باب کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ بعض لوگ بدستور اس کے نزدیک تیروں سے فال لیتے رہے یہاں تک کہ منع کیا ان کو اسلام

نے اور شاید جو اس کے بعد اس کے نزدیک فال لیتا تھا اس کو اس کا حرام ہونا نہیں پہنچا یا مسلمان نہ ہوا تھا یہاں تک کہ اس کو جریر نے جھڑکا اور اس حدیث میں دور کرنا اس چیز کا ہے کہ بتلا ہوں اس کے ساتھ لوگ عمارت سے اور غیر اس کے سے برابر ہے کہ آدمی ہو یا کوئی جاندار یا بے جان اور اس میں طلب کرنا میلان قوم کا ہے ساتھ سردار کرنے اس شخص کے کہ وہ ان میں سے ہے اور طلب کرنا میلان کا ہے ساتھ دعا اور ثناء کے اور خوشخبری دینی ساتھ فتح کے او رفضیلت سوار ہونے کی گھوڑے پر لڑائی میں اور قبول کرنا خبر واحد کا اور مبالغہ کرنا دشمن کے زخمی کرنے میں اور فضیلت ہے اس کی اور اس کی قوم کی اور برکت حضرت ﷺ کے ہاتھ کی اور دعا کی اور یہ کہ حضرت ﷺ طاق دعا کرتے تھے اور کبھی تین بار سے زیادہ کرتے تھے اور اس میں تخصیص ہے واسطے عموم قول انس رضی اللہ عنہ کے کہ جب حضرت ﷺ دعا کرتے تھے تو تین بار کرتے تھے پس محمول ہوگا یہ قول انس رضی اللہ عنہ کا اکثر اوقات پر اور شاید تین بار سے زیادہ دعا کرنا کسی سبب کے واسطے ہے جو اس کا تقاضا کرتا ہے اور وہ سبب ظاہر ہے احمس کے حق میں واسطے اس چیز کے کہ اعتماد کیا انہوں نے اس پر مٹانے کفر کے سے اور مدد اسلام کی سے خاص کر ساتھ اس قوم کے کہ وہ ان میں سے تھے۔ (فتح)

بَابُ غَزْوَةِ ذَاتِ السُّلَاسِلِ. باب ہے بیان میں جنگ ذات السلاسل کے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ نام رکھا گیا ذات السلاسل اس واسطے کہ مشرکین مربوط ہوئے بعض طرف بعض کے واسطے اس خوف سے کہ بھاگیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہاں ایک پانی ہے اس کو سلسل کہتے ہیں اور ذکر کیا ہے ابن سعد نے کہا وہ وادی القری کے پیچھے ہے اور اس کے اور مدینے کے درمیان دس دن کی راہ ہے اور جمادی الآخر میں تھا آٹھویں سال ہجری میں اور نقل کیا ہے ابن عساکر نے اتفاق اس پر کہ وہ جنگ موتہ کے بعد تھا مگر ابن اسحاق نے۔ (فتح)

وَهِيَ غَزْوَةُ لَخْمٍ وَّجُذَامَ قَالَهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ. اور وہ جنگ قبیلہ لخم اور جذام کی ہے یعنی یہ جنگ ان دونوں قبیلوں سے ہوئی تھی کہا ہے اس کو اسماعیل بن ابی خالد نے۔

فائدہ: لیکن لخم پس عرب کا ایک بڑا قبیلہ ہے مشہور منسوب ہیں لخم کی طرف اور اسی طرح جذام بھی ایک بڑا قبیلہ ہے مشہور منسوب ہیں عمرو بن عدی کی طرف اور وہ بھائی ہیں لخم کے مشہور قول پر۔

وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ عُرْوَةَ هِيَ بِلَادُ بَلِيٍّ وَّعُذْرَةَ وَبَنِي الْقَيْنِ. اور کہا ابن اسحاق نے یزید سے اس نے روایت کی عروہ بن زبیر سے کہ وہ جنگ شہروں بلی اور عذرہ اور بنی قین کی ہے۔

فائدہ: یہ تینوں قبیلے خزاعہ کی قوم میں سے ہیں اور اس کی کئی شاخیں ہیں اور ذکر کیا ہے ابن سعد نے کہ ایک جماعت خزاعہ کی جمع ہوئی اور انہوں نے ارادہ کیا کہ مدینے کے قریب ہو جائیں حضرت ﷺ کو خبر پہنچی تو حضرت ﷺ نے

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو تین سو آدمی پر سردار بنا کر بھیجا اور اس کو سفید نشان دیا پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ دو سو مرد اس کی مدد کو بھیجے اور اس کو حکم دیا کہ عمرو رضی اللہ عنہ سے جا ملے اور یہ کہ دونوں آپس میں نہ جھگڑیں سو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ ان کا امام ہو کر ان کو نماز پڑھائے عمرو رضی اللہ عنہ نے اس کو منع کیا اور کہا کہ تو تو صرف میری مدد کو آیا ہے اور میں سردار ہوں سو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کا کہا مانا پھر عمرو رضی اللہ عنہ نے ان کو نماز پڑھائی اور پہلے گزر چکا ہے تیمم کے بیان میں کہ عمرو رضی اللہ عنہ کو احتلام ہوا جاڑے کی رات میں سو اس نے غسل نہ کیا اور تیمم کر کے لوگوں کو نماز پڑھائی اور چلا عمرو رضی اللہ عنہ یہاں تک کہ پامال کیا بلی کے شہروں کو اور اسی طرح ذکر کیا ہے موسیٰ بن عقبہ نے مثل اس قصے کے اور روایت کی ہے اسحاق بن راہویہ اور حاکم نے بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ عمرو رضی اللہ عنہ نے ان کو اس جنگ میں حکم دیا کہ آگ نہ جلائیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار کیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ چھوڑ اس کو اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ہم پر سردار نہیں بنایا مگر اس سبب سے کہ اس کو لڑائی کا علم ہے عمر رضی اللہ عنہ اس سے چپ ہوئے پس یہ سبب زیادہ ترجیح ہے اسناد میں اس سبب سے کہ ذکر کیا ہے اس کو ابن اسحاق نے اور روایت کی ہے ابن حبان نے ساتھ اسناد اپنی کے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جنگ ذات السلاسل میں بھیجا سو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ آگ نہ جلائیں سو انہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کلام کیا سو اس نے کہا کہ جو آگ جلائے گا اس کو اس میں پھینک دوں گا پھر دشمن سے ملے سو ان کو شکست دی پھر مسلمانوں نے چاہا کہ ان کے پیچھے لگیں عمرو رضی اللہ عنہ نے ان کو منع کیا پھر جب اصحاب پھرے تو انہوں نے یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا اس نے کہا کہ میں نے مکروہ جانا یہ کہ آگ جلائیں اور دشمن ان کی کمی کو دیکھیں اور میں نے برا جانا کہ ان کے پیچھے پڑیں پس ہو واسطے ان کے مدد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کام کو پسند کیا پھر اس نے کہا یا حضرت! آپ کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ پیارا کون ہے؟ الحدیث۔ (فتح)

۴۰۱۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّآءِ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ عَلٰى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ عَائِشَةُ قُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ أَبُوْهَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ فَعَدَّ رِجَالًا فَسَكَتُّ مَخَافَةَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ فِيْ

۴۰۱۰۔ حضرت ابو عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو رضی اللہ عنہ کو جنگ ذات السلاسل کے لشکر پر سردار بنا کر بھیجا عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا سو میں وہاں سے فتح کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پھر آیا سو میں نے کہا کہ سب لوگوں سے زیادہ پیارا آپ کے نزدیک کون ہے؟ فرمایا' عائشہ رضی اللہ عنہا میں نے کہا مردوں سے کون زیادہ پیارا ہے؟ فرمایا' اس کا باپ میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا' عمر رضی اللہ عنہ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے مردوں کو گنا سو میں چپ ہوا واسطے اس خوف کے کہ مجھ کو سب سے

اٰخِرِهِمْ. پیچھے ٹھہرا دیں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں وہاں سے پھر کے حضرت ﷺ کے پاس آیا تو بیہقی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نے اپنے جی میں کہا کہ نہیں سردار بنایا مجھ کو حضرت ﷺ نے اس قوم پر جس میں ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ ہیں مگر اس واسطے کہ حضرت ﷺ کے نزدیک میرا بڑا مرتبہ ہے سو میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کے آگے بیٹھا یعنی سو میں نے چاہا کہ حضرت ﷺ سے معلوم کروں کہ آپ کے نزدیک میرا کیا رتبہ ہے سو میں نے کہا یا حضرت! لوگوں میں آپ کے نزدیک بہت پیارا کون ہے؟ آخر حدیث اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ پھر ایسی بات کبھی نہ پوچھوں گا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے سردار بنانا مفضول کا فاضل پر جب کہ ممتاز ہو مفضول ساتھ ایسی صفت کے کہ متعلق ہو ساتھ سرداری کے اور زیادتی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سب مردوں پر اور ان کی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا کی سب عورتوں پر اور پہلے گزر چکا ہے اشارہ اس کی طرف مناقب میں اور اس حدیث میں فضیلت ہے واسطے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے واسطے سردار بنانے اس کے اس لشکر پر جس میں ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ تھے اور یہ کہ سردار بنانا اس کو تقاضا نہیں کرتا کہ وہ ان سے افضل ہے لیکن اس کو تقاضا کرتا ہے کہ اس کو ایک طرح سے فضیلت ہے اور روایت کی ہے احمد اور ابن حبان اور حاکم نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو کہلا بھیجا کہ میں اپنے کپڑے اور ہتھیار لوں سو فرمایا اے عمرو! میں چاہتا ہوں کہ تجھ کو ایک لشکر پر سردار مقرر کروں سو اللہ تجھ کو غنیمت دے اور سلامت رکھے میں نے کہا میں مال کی محبت کے واسطے مسلمان نہیں ہوا حضرت ﷺ نے فرمایا خوب ہے نیک مال واسطے نیک مرد کے اور اس میں اشارہ ہے کہ اس کا بھیجنا اس کے مسلمان ہونے کے پیچھے متصل تھا اور اس کا اسلام ساتویں سال میں تھا۔ (فتح)

بَابُ ذَهَابِ جَرِيْرٍ إِلَى الْيَمَنِ. باب ہے بیان میں جانے جریر رضی اللہ عنہ کے یمن کی طرف۔

فائدہ: یعنی جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے طبرانی نے ابراہیم ابن جریر کے طریق سے اس نے روایت کی اپنے باپ سے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو یمن کی طرف بھیجا کہ ان سے لڑوں اور ان کو اس کی طرف بلاؤں کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہیں یعنی سارا کلمہ پس جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ یہ بھیجنا غیر اس بھیجنے کے ہے جس میں اس کو حضرت ﷺ نے ذی الخلصہ کے ڈھانے کے واسطے بھیجا تھا اور احتمال ہے کہ ہو بھیجنا اس کا دو جہتوں کی طرف با ترتیب اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز کہ واقع ہوئی ہے ابن حبان کے نزدیک جریر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ اے جریر نہیں باقی رہا جاہلیت کے بتوں سے کوئی گھر مگر ذی الخلصہ کا گھر پس تحقیق یہ مشعر ہے ساتھ بہت تاخیر ہونے اس قصے کے اور آئے گا حجۃ الوداع میں کہ جریر رضی اللہ عنہ اس میں حاضر تھا پس ہوگا بھیجنا اس کا حجۃ الوداع کے بعد پس ڈھایا ذی الخلصہ کو پھر متوجہ ہوا یمن کی طرف اسی واسطے جب پھرا تو اس کو حضرت ﷺ کی وفات کی خبر پہنچی۔ (فتح)

۴۰۱۱ ـ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ الْعَبْسِیُّ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِیْسَ عَنْ إِسْمَاعِیْلَ بْنِ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ قَیْسٍ عَنْ جَرِیْرٍ قَالَ کُنْتُ بِالْیَمَنِ فَلَقِیْتُ رَجُلَیْنِ مِنْ أَهْلِ الْیَمَنِ ذَا کَلَاعٍ وَّذَا عَمْرٍو فَجَعَلْتُ أُحَدِّثُهُمْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ ذُوْ عَمْرٍو لَئِنْ کَانَ الَّذِیْ تَذْکُرُ مِنْ أَمْرِ صَاحِبِكَ لَقَدْ مَرَّ عَلٰی أَجَلِهٖ مُنْذُ ثَلَاثٍ وَّأَقْبَلَا مَعِیْ حَتّٰی إِذَا کُنَّا فِیْ بَعْضِ الطَّرِیْقِ رُفِعَ لَنَا رَکْبٌ مِّنْ قِبَلِ الْمَدِیْنَۃِ فَسَأَلْنَاهُمْ فَقَالُوْا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ أَبُوْ بَکْرٍ وَّالنَّاسُ صَالِحُوْنَ فَقَالَا أَخْبِرْ صَاحِبَكَ أَنَّا قَدْ جِئْنَا وَلَعَلَّنَا سَنَعُوْدُ إِنْ شَآءَ اللّٰہُ وَرَجَعَا إِلَی الْیَمَنِ فَأَخْبَرْتُ أَبَا بَکْرٍ بِحَدِیْثِهِمْ قَالَ أَفَلَا جِئْتَ بِهِمْ فَلَمَّا کَانَ بَعْدُ قَالَ لِیْ ذُوْ عَمْرٍو یَا جَرِیْرُ إِنَّ بِكَ عَلَیَّ کَرَامَۃً وَّإِنِّیْ مُخْبِرُكَ خَبَرًا إِنَّکُمْ مَعْشَرَ الْعَرَبِ لَنْ تَزَالُوْا بِخَیْرٍ مَّا کُنْتُمْ إِذَا هَلَكَ أَمِیْرٌ تَأَمَّرْتُمْ فِیْ اٰخَرَ فَإِذَا کَانَتْ بِالسَّیْفِ کَانُوْا مُلُوْکًا یَّغْضَبُوْنَ غَضَبَ الْمُلُوْكِ وَیَرْضَوْنَ رِضَا الْمُلُوْكِ.

۴۰۱۱۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا میں یمن میں تھا سو میں یمن کے دو مردوں یعنی ذا کلاع اور ذا عمرو سے ملا سو میں ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرنے لگا تو ذوعمرو نے اس سے کہا کہ جو تو اپنے ساتھی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال بیان کرتا ہے اگر سچ ہے تو ان کی وفات پر مدت تین دن گزر چکی ہے اور وہ دونوں میرے ساتھ مدینے کی طرف متوجہ ہوئے یہاں تک کہ جب ہم بعض راہ میں تھے تو ہم کو مدینے کی طرف سے چند سوار نظر آئے سو ہم نے ان سے پوچھا انہوں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور لوگ باصلح اور درست حال ہیں سو دونوں نے کہا کہ اپنے ساتھی یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خبر کر دینا کہ بیشک ہم آئے اور امید ہے کہ ہم پھر آئیں گے اگر اللہ نے چاہا اور دونوں یمن کی طرف پھر گئے سو میں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کی بات بتلائی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو ان کو ساتھ کیوں نہ لایا؟ سو جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ ہوا تو ذوعمرو نے مجھ سے کہا کہ اے جریر! تیرے سبب سے مجھ کو بزرگی ہے یا تجھ کو مجھ پر بزرگی ہے اور میں تجھ کو ایک خبر بتلاتا ہوں کہ بیشک تم عرب کا گروہ ہو ہمیشہ تم خیر سے رہو گے جب تک تم ہو کہ جب کوئی سردار ہلاک ہو تو دوسرا سردار بنانے میں مشورہ کرتے رہو گے یا اپنی رضا مندی سے دوسرا سردار قائم کرتے رہو گے اور جب سرداری تلوار یعنی قہر اور غلبے سے ہو تمہارے مشورے اور رضامندی کے بغیر تو بادشاہ ہوں گے غضب ناک ہوں گے جیسے بادشاہ غضب ناک ہوتے ہیں اور راضی ہوں گے جیسے بادشاہ راضی ہوتے ہیں یعنی ان کو خلیفہ نہ کہا جائے گا۔

فائدہ: ذوکلاع اور ذوعمرو دونوں یمن کے بادشاہوں میں سے تھے حضرت ﷺ نے جریر رضی اللہ عنہ کو ان کی طرف اسلام کی دعوت دینے کو بھیجا وہ دونوں مسلمان ہوئے اور اس کے ساتھ چلے مدینے کی نیت سے کہ وہاں پہنچ کر حضرت ﷺ کی زیارت کریں پھر جب ان کو راہ میں حضرت ﷺ کی وفات کی خبر پہنچی یمن کی طرف پھر گئے پھر دونوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہجرت کی اور یہ جو ذوعمرو نے کہا کہ اگر تیری یہ بات سچی ہے تو حضرت ﷺ تین دن سے فوت ہو چکے ہیں تو یہ قول ذوعمرو کا اس بنا پر ہے کہ اس کو پرانی کتابوں پر اطلاع تھی اس واسطے کہ یمن میں یہود کی ایک جماعت ٹھہری تھی سو یمن کے بہت لوگ ان کے دین میں داخل ہوئے اور ان سے علم سیکھا اور یہ ظاہر ہے حضرت ﷺ کے قول سے جو آپ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب کہ اس کو یمن کی طرف بھیجا کہ بیشک تو عنقریب اس قوم کے پاس آئے گا جو کتاب والے ہیں اور کہا کرمانی نے کہ اس نے کسی مدینے سے آنے والے سے پوشیدہ سنا ہو یا وہ کاہن تھا یا وہ مسلمان ہونے بعد ملہم ہو گیا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ سیاق حدیث کا دلالت کرتا ہے اس پر جو میں نے تقریر کی اس واسطے کہ معلق کیا اس نے اس چیز کو کہ ظاہر ہوئی اس کے واسطے حضرت ﷺ کی وفات سے اس چیز پر کہ خبر دی اس کو جریر رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ احوال حضرت ﷺ کے سے اور اگر مستفاد ہوتا غیر اس چیز سے کہ ذکر کی میں نے تو البتہ نہ محتاج ہوتا طرف بنا کرنے اس کے کی اوپر اس کے اس واسطے کہ پہلے دونوں احتمال خبر ہیں محض اور تیسرا احتمال یعنی الہام واقع ہونا ایک چیز کا ہے نفس میں بغیر قصد کے اور طبری کی روایت میں ہے کہ مجھ کو یمن میں ایک عالم نے کہا اور یہ تائید کرتا ہے میرے قول کی اور واسطے اللہ کے حمد اور یہ جو کہا کہ تو ان کو ساتھ کیوں نہیں لایا؟ تو شاید جمع باعتبار ان لوگوں کے ہے جو ان دونوں کے ساتھ تھے تابعداروں اور خادموں سے اور یہ جو کہا کہ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بعد زمانہ ہوا تو شاید تھا یہ اس وقت جب کہ ہجرت کی ذوعمرو نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور یعقوب بن شبہ نے روایت کی ہے کہ ذوالکلاع کے ساتھ بارہ ہزار غلام تھے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ ان کو میرے ہاتھ میں بیچ ڈال تا کہ مدد لے ان کے ساتھ مشرکوں سے لڑائی پر ذوالکلاع نے کہا کہ وہ سب کے سب آزاد ہیں سو ایک گھڑی میں سب کو آزاد کر دیا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد ذوالکلاع اپنے تابعداروں کو ساتھ لے کر جہاد کو نکلا اور شہید ہوا اور یہ جو اس نے کہا کہ پھر بادشاہ ہوں گے تو یہ دلیل ہے اس پر جو میں نے تقریر کی کہ ذوعمرو کو پرانی کتابوں پر اطلاع تھی اور اشارہ اس کے ساتھ اس کلام کے مطابق ہے اس حدیث کو جو اصحاب سنن نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد خلافت تیس برس ہوگی پھر ہوں گے بادشاہ ظالم۔ (فتح) اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ پرانی کتابوں اور قدیمی اخباروں میں حضرت ﷺ کا خاص مفصل مذکور تھا اور اہل کتاب میں مشہور تھا اور علماء یہود اور نصاریٰ کو یقیناً معلوم تھا پس یہ بڑی پکی دلیل ہے اوپر صدق نبوت حضرت ﷺ کے اور سخت الزام ہے یہود اور نصاریٰ پر۔

بَابُ غَزْوَةِ سِيفِ الْبَحْرِ وَهُمْ يَتَلَقَّوْنَ عِيْرًا لِقُرَيْشٍ وَأَمِيرُهُمْ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

باب ہے بیان میں جنگ کنارے دریا کے اور وہ قریش کے قافلے کا انتظار کرتے تھے اور ان کے سردار ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ تھے۔

فائدہ: اور ذکر کیا ہے ابن سعد وغیرہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قوم جہینہ کے ایک گروہ کی طرف بھیجا اس زمین میں جو دریا کے کنارے سے لگتی ہے ان کے اور مدینے کے درمیان پانچ دن کی راہ ہے اور یہ کہ وہ پھر آئے اور ان کا داؤ نہ لگا اور یہ آٹھویں سال تھا رجب میں اور نہیں مخالف ہے یہ ظاہر اس چیز کے کہ صحیح میں ہے اس واسطے کہ ممکن ہے تطبیق اس طرح کہ دونوں چیزیں مقصود ہوں گی قافلے کا انتظار بھی کرتے ہوں گے اور جہینہ کا اردہ بھی ہو گا لیکن قریش کے قافلے کو آگے بڑھ کر ملنا نہیں متصور یہ کہ ہو اس وقت میں جس کو ابن سعد نے ذکر کیا ہے رجب میں آٹھویں سال اس واسطے کہ وہ اس وقت صلح کی مدت میں تھے بلکہ یہ مقتضی اس چیز کا ہے کہ صحیح میں یہ ہے کہ ہو یہ سریہ چھٹے سال میں یا پہلے اس سے پہلے صلح حدیبیہ کے۔ (فتح)

٤٠١٢ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا قِبَلَ السَّاحِلِ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَهُمْ ثَلَاثُ مِائَةٍ فَخَرَجْنَا وَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ فَنِيَ الزَّادُ فَأَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِأَزْوَادِ الْجَيْشِ فَجُمِعَ فَكَانَ مِزْوَدَيْ تَمْرٍ فَكَانَ يَقُوتُنَا كُلَّ يَوْمٍ قَلِيلٌ قَلِيلٌ حَتّٰى فَنِيَ فَلَمْ يَكُنْ يُصِيبُنَا إِلَّا تَمْرَةٌ تَمْرَةٌ فَقُلْتُ مَا تُغْنِي عَنْكُمْ تَمْرَةٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِينَ فَنِيَتْ ثُمَّ انْتَهَيْنَا إِلَى الْبَحْرِ فَإِذَا حُوتٌ مِثْلُ الظَّرِبِ فَأَكَلَ مِنْهَا الْقَوْمُ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ أَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِضِلَعَيْنِ مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنُصِبَا ثُمَّ أَمَرَ بِرَاحِلَةٍ

٤٠١٢۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر سمندر کے کنارے کی طرف بھیجا اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو ان پر سردار بنایا اور وہ تین سو مرد تھے سو ہم نکلے اور ہم بعض راہ میں تھے کہ خرچ راہ تمام ہوا سو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے لشکر کے خرچ جمع کرنے کا حکم دیا سو جمع کیا گیا سو وہ دو تھیلے کھجوریں ہوئیں سو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہم کو ہر روز تھوڑا تھوڑا کھانے کو دیتے تھے یہاں تک کہ وہ بھی نہ رہا سو نہ پہنچتی تھی ہم کو مگر ایک ایک کھجور وہب بن کیسان کہتا ہے میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا ایک کھجور تمہاری بھوک کو کیا دفع کرتی ہو گی اس نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ پایا ہم نے نہ رہنا اس کا موثر جب کہ نہ رہی یعنی جب وہ بھی نہ رہی تو ہم کو بھوک کے مارے صبر نہ رہا پھر ہم دریا کے کنارے پہنچے سو اچانک ہم نے دیکھا کہ ایک مچھلی ہے مثل بڑے ٹیلے کی سو لوگوں نے اٹھارہ دن اس کا گوشت کھایا پھر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی دو پسلیوں کے کھڑا کرنے کا حکم دیا سو کھڑی کی گئیں پھر اونٹ کے کسنے کا

فَرَحِلَتْ ثُمَّ مَرَّتْ تَحْتَهُمَا فَلَمْ تُصِبْهُمَا.

حکم دیا سو کسا گیا پھر اس کے نیچے سے گزرا سو ان کو نہ پہنچا یعنی اتنی بڑی مچھلی تھی کہ اس کی پسلی کے نیچے سے اونٹ گزر گیا اور اس کو نہ لگا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ایک کھجور تمہاری بھوک کو کیا دفع کرتی ہوگی تو ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا کہ تم ایک کھجور کو کیا کرتے تھے؟ کہا ہم اس کو چوستے تھے جیسے لڑکا پستان چوستا ہے پھر ہم اس پر پانی پیتے تھے سو ہم کو کفایت کرتی تھی سارا دن رات تک۔ (فتح)

٤٠١٣ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الَّذِي حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِائَةِ رَاكِبٍ أَمِيْرُنَا أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ نَرْصُدُ عِيْرَ قُرَيْشٍ فَأَقَمْنَا بِالسَّاحِلِ نِصْفَ شَهْرٍ فَأَصَابَنَا جُوْعٌ شَدِيْدٌ حَتّٰى أَكَلْنَا الْخَبَطَ فَسُمِّيَ ذٰلِكَ الْجَيْشُ جَيْشَ الْخَبَطِ فَأَلْقٰى لَنَا الْبَحْرُ دَآبَّةً يُقَالُ لَهَا الْعَنْبَرُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ وَّادَّهَنَّا مِنْ وَّدَكِهٖ حَتّٰى ثَابَتْ إِلَيْنَا أَجْسَامُنَا فَأَخَذَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ ضِلَعًا مِّنْ أَضْلَاعِهٖ فَنَصَبَهٗ فَعَمَدَ إِلٰى أَطْوَلِ رَجُلٍ مَّعَهٗ قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً ضِلَعًا مِّنْ أَضْلَاعِهٖ فَنَصَبَهٗ وَأَخَذَ رَجُلًا وَّبَعِيْرًا فَمَرَّ تَحْتَهٗ قَالَ جَابِرٌ وَّكَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَآئِرَ ثُمَّ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَآئِرَ ثُمَّ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَآئِرَ ثُمَّ إِنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ نَهَاهُ وَكَانَ عَمْرٌو يَقُوْلُ أَخْبَرَنَا أَبُوْ صَالِحٍ أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ

۴۰۱۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تین سو سواروں کو بھیجا اور ہمارے سردار ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ تھے ہم قریش کے قافلے کا انتظار کرتے تھے سو ہم سمندر کے کنارے آدھا مہینہ ٹھہرے سو ہم کو سخت بھوک پہنچی یہاں تک کہ ہم نے درختوں کے پتے کھائے سو اس لشکر کا نام جیش الخبط رکھا گیا یعنی لشکر پتے کھانے والا سو سمندر نے ہمارے واسطے ایک چوپایہ پھینکا جس کو عنبر کہا جاتا تھا سو ہم نے آدھا مہینہ اس کا گوشت کھایا اور اس کی چربی سے روغن لیا یہاں تک کہ ہمارے بدن ہماری طرف پھرے یعنی قوت اور موٹاپے میں جیسے کہ پہلے تھے اس کے بعد کہ بھوک سے دبلے ہو گئے تھے پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک پسلی لی اور اس کو کھڑا کیا پھر قصد کیا دراز تر مرد کی طرف اپنے ساتھیوں سے اور کہا سفیان نے ایک بار ایک پسلی اس کی پسلیوں سے سو اس کو کھڑا کیا پھر ایک مرد اور اونٹ کو لیا سو وہ سوار ہو کر اس کے نیچے سے گزرا اور لشکر میں ایک مرد تھا اس نے تین اونٹ ذبح کیے یعنی جب کہ لوگوں کو بھوک لگی پھر تین اونٹ ذبح کیے پھر تین اونٹ ذبح کیے پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کو منع کیا اور عمرو راوی کہتا تھا کہ خبر دی مجھ کو ابو صالح نے کہ قیس بن سعد نے اپنے باپ سے کہا کہ میں لشکر میں تھا سو لوگ بھوکے ہوئے اس نے کہا اونٹ

قَالَ لِأَبِيهِ كُنتُ فِي الْجَيْشِ فَجَاعُوا قَالَ انْحَرْ قَالَ نَحَرْتُ قَالَ ثُمَّ جَاعُوا قَالَ انْحَرْ قَالَ نَحَرْتُ قَالَ ثُمَّ جَاعُوا قَالَ انْحَرْ قَالَ نَحَرْتُ ثُمَّ جَاعُوا قَالَ انْحَرْ قَالَ نُهِيتُ.

ذبح کر قیس نے کہا میں نے ذبح کیا کہا پھر بھوکے ہوئے اس نے کہا اونٹ ذبح کر کہا میں نے ذبح کیا پھر بھوکے ہوئے کہا اونٹ ذبح کر کہا میں نے ذبح کیا کہا پھر بھوکے ہوئے کہا اونٹ ذبح کر قیس نے کہا مجھ کو منع ہوا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہم نے پتے کھائے تو ایک روایت میں ہے کہ ہم لاٹھیوں سے پتے جھاڑتے تھے پھر ان کو پانی میں بھگو کر کھاتے تھے اور یہ دلالت کرتی ہے کہ وہ پتے خشک تھے اور یہ جو کہا کہ اچانک ہم نے ایک مچھلی دیکھی مثل بڑے ٹیلے کے تو اس روایت میں ہے کہ اس کو عنبر کہا جاتا تھا کہا لغت والوں نے کہ عنبر ایک مچھلی ہے بڑی سمندر میں اس کی کھال سے ڈھال بنائی جاتی ہے اور کہتے ہیں کہ عنبر مشموم اس مچھلی کا گوبر ہے اور کہا ابن سینا نے کہ بلکہ مشموم (خوشبو) سمندر سے نکلتا ہے اور شافعی سے منقول ہے کہ سنا میں نے اس شخص سے جو کہتا تھا کہ میں نے دیکھا عنبر کو اُگا ہوا دریا میں آپس میں لپٹا ہوا مثل گردن بکری کی اور دریا میں ایک چوپایہ ہے اس کو کھاتا ہے اور وہ اس کے واسطے زہر ہے سو وہ اس کو مار ڈالتا ہے اور اس کو پھینکتا ہے سو عنبر اس کے پیٹ سے نکلتا ہے اور کہا ازہری نے کہ عنبر ایک مچھلی ہے جو سمندر میں ہوتی ہے پچاس ہاتھ لمبی ہوتی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ جائز ہے کھانا مری ہوئی مچھلی کا وسیاتی البحث فيه في كتاب الاطعمة ان شاء الله تعالٰى اور یہ جو کہا کہ لوگوں نے اٹھارہ دن اس کا گوشت کھایا تو ایک روایت میں ہے کہ ہم نے آدھا مہینہ اس کا گوشت کھایا اور ایک روایت میں ہے کہ ہم ایک مہینہ اس پر ٹھہرے اور تطبیق دی گئی ہے درمیان اس اختلاف کے ساتھ اس طور کے کہ جس نے اٹھارہ دن کہا اس نے یاد رکھا جو اس کے غیر نے یاد نہیں رکھا اور جس نے آدھا مہینہ کہا اس نے کسر زائد کو لغو کیا اور جس نے مہینہ کہا اس نے کسر کو پورا کیا یا جوڑا ساتھ اس کے باقی مدت کو جو مچھلی کے پانے سے پہلے تھی اور یہ جو کہا کہ ہم اس کی چربی لیتے تھے تو ایک روایت میں ہے کہ ہم اس کی آنکھ کے سوراخ سے مشکوں کے ساتھ روغن بھرتے تھے سو اٹھایا ہم نے جتنا چاہا سوکھے گوشت سے اور چربی سے مشکوں اور پکھالوں میں اور یہ جو کہا کہ پھر وہ سوار اس کے نیچے سے گزرا اور اس کو نہ پہنچا تو ایک روایت میں ابن اسحاق کے نزدیک ہے پھر حکم کیا ساتھ بہت بڑے اونٹ کے جو ہمارے ساتھ تھا اور دراز تر مرد کے جو ہمارے ساتھ تھا سو وہ سوار ہو کر اس کے نیچے سے گزرا اور اس کا سر اس پسلی کو نہ لگا اور میں گمان کرتا ہوں کہ یہ مرد قیس بن سعد ہے اس واسطے کہ اس کا ذکر اس جنگ میں ہے اور وہ درازی کے ساتھ مشہور تھا اور قصہ اس کا ساتھ معاویہ کے مشہور ہے جب کہ روم کے بادشاہ نے اس کی طرف پاجامہ بھیجا پس ذکر کیا ہے حریری نے جلیس میں اور حاصل اس کا یہ ہے کہ قیس نے ایک رومی مرد کے واسطے اپنا پاجامہ اتارا اور وہ رومی سب رومیوں سے دراز تر تھا سو رومی کا قد اتنا تھا کہ

قیس کے پاجامے کی ایک طرف رومی کے ناک پر تھی اور ایک طرف زمین پر تھی۔ (فتح)

٤٠١٤ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ غَزَوْنَا جَيْشَ الْخَبَطِ وَأُمِّرَ أَبُو عُبَيْدَةَ فَجُعْنَا جُوعًا شَدِيدًا فَأَلْقَى الْبَحْرُ حُوتًا مَيِّتًا لَمْ نَرَ مِثْلَهُ يُقَالُ لَهُ الْعَنْبَرُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ فَأَخَذَ أَبُو عُبَيْدَةَ عَظْمًا مِنْ عِظَامِهِ فَمَرَّ الرَّاكِبُ تَحْتَهُ فَأَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ قَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ كُلُوا فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُلُوا رِزْقًا أَخْرَجَهُ اللَّهُ أَطْعِمُونَا إِنْ كَانَ مَعَكُمْ فَأَتَاهُ بَعْضُهُمْ فَأَكَلَهُ.

۴۰۱۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ ہم نے جیش الخبط کی جنگ کی اور سردار بنائے گئے ہم پر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سو ہم سخت بھوکے ہوئے سو سمندر نے ایک مچھلی پھینکی کہ ہم نے اس کے برابر کوئی مچھلی نہیں دیکھی اس کو عنبر کہا جاتا تھا سو ہم نے آدھا مہینہ اس کا گوشت کھایا پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک ہڈی لی سو سوار اس کے نیچے سے گزرا' ابن جریج کہتا ہے سو خبر دی مجھ کو ابو زبیر رضی اللہ عنہ نے اس نے سنا جابر رضی اللہ عنہ سے کہتا تھا کہ کہا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کھاؤ پھر جب ہم مدینے میں آئے تو ہم نے یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ رزق کو جو اللہ نے نکالا اگر تمہارے ساتھ کچھ ہو تو ہم کو کھلاؤ سو بعض نے آپ کو اس کا گوشت دیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کھایا۔

فائدہ: اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں مشروع ہونا سلوک کا درمیان لشکر کے وقت واقع ہونے بھوک کے اور یہ کہ کھانے پر جمع ہونا اس کی برکت کا باعث ہے اور اختلاف ہے بیچ سبب نہی ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے کہ اس نے قیس کو کیوں منع کیا اس سے کہ بدستور اونٹ ذبح کر کر کے لشکر کو کھلائے سو بعض کہتے ہیں اس خوف سے کہ بار برداری نہ رہے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ قصہ یہ ہے کہ اس نے لشکر کے سوا اور جگہ سے اونٹ خرید کر ذبح کیے تھے اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ وہ لوگوں سے ادھار لے کر ذبح کرتا تھا اور اس کے پاس کچھ مال نہ تھا پس ارادہ کیا سہولت کا اس کے ساتھ اور یہ ظاہر تر ہے۔ (فتح)

بَابُ حَجِّ أَبِي بَكْرٍ بِالنَّاسِ فِي سَنَةِ تِسْعٍ.

حج کرانا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا لوگوں کو نویں سال ہجری میں۔

فائدہ: حق یہ ہے کہ اس میں کچھ اختلاف نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف تو صرف اس میں واقع ہوا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کس مہینے میں حج کیا پس ذکر کیا ہے ابن سعد وغیرہ نے مجاہد سے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حج ذی قعدہ میں واقع ہوا اور موافق ہوا ہے اس کو عکرمہ بن خالد اور جو ان دونوں کے سوا ہیں ان میں سے بعض تو تصریح کرتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا حج ذوالحجہ میں تھا اور بعض چپ ہیں اور اعتماد اس چیز پر ہے جو مجاہد نے کہی اور ساتھ اس

کے جزم کیا ہے ازرقی نے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ حج فرض ہونا حجۃ الوداع سے پہلے تھا اور حدیثیں اس باب میں بہت ہیں اور مشہور ہیں اور ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس حج کے ساتھ حج فرض اس سے ساقط نہیں ہوا بلکہ یہ حج نفل تھا اور نہیں پوشیدہ ہے ضعیف ہونا اس کا اور اس کی بحث اور جگہ آئے گی کہا ابن قیم رحمہ اللہ نے ھدی میں اور نیز مستفاد ہوتا ہے قول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سے باب کی حدیث میں قبل حجۃ الوداع کہ وہ نویں سال تھا اس واسطے کہ حجۃ الوداع دسویں سال میں ہے بالاتفاق اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہ نکلنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تھا ذیقعدہ میں اور ذکر کیا ہے واقدی نے کہ اس حج میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تین سو اصحاب نکلے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ بیس اونٹنیاں بھیجیں۔ (فتح)

٤٠١٥ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعَثَهُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِيْ أَمَّرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَوْمَ النَّحْرِ فِيْ رَهْطٍ يُؤَذِّنُ فِي النَّاسِ لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ.

۴۰۱۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے بھیجا اس حج میں جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سردار بنایا پہلے حجۃ الوداع سے قربانی کے دن ساتھ ایک جماعت کے کہ لوگوں میں پکار دے کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شرک کرنے والا اور نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں آئے گی۔

٤٠١٦ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَآءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اٰخِرُ سُوْرَةٍ نَّزَلَتْ كَامِلَةً بَرَآءَةٌ وَّاٰخِرُ سُوْرَةٍ نَّزَلَتْ خَاتِمَةُ سُوْرَةِ النِّسَآءِ ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾.

۴۰۱۶۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اخیر سورت جو نازل ہوئی کامل طور سے سورت براءت (التوبہ) ہے اور اخیر سورت کہ نازل ہوئی خاتمہ سورت نساء کا ہے یعنی ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾۔ (النساء:۱۷۶)

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی تفسیر میں آئے گی اور جو کاملہ میں اشکال واقع ہوا ہے اس کا بیان بھی اسی جگہ آئے گا اور صاحب تیسیر القاری نے اس کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ اخیر سورت کہ نازل ہوئی ساتھ تمام اور کمال کے یک بارگی اس کے بعد کہ اس کی تمام آیتیں متفرق طور پر اس سے پہلے نازل ہو چکی تھیں اور یہ نویں سال میں تھا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے

حج کے واسطے مکے میں جانے کے بعد تھا اسی واسطے حضرت ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے جانے کے بعد علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ جا کے لوگوں پر یہ سورت پڑھیں اور غرض اس حدیث سے اشارہ ہے اس آیت کے طرف ﴿اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا﴾ ۔ (التوبۃ: ۲۸) کا اترنا اسی قصے میں تھا اشارہ کیا ہے اس کی طرف اسماعیلی نے اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے ساتھ اسناد مرسل کے کہا اتری براءۃ اور حضرت ﷺ نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو حج پر سردار بنا کر بھیجا سو کسی نے کہا کہ اگر آپ اس کے ساتھ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بھیجتے تو خوب ہوتا فرمایا نہ ادا کرے میری طرف سے مگر کوئی مرد میرے اہل بیت سے پھر حضرت ﷺ نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ سورت براءۃ کی ابتدا نکال اور منیٰ میں قربانی کے دن لوگوں میں پکار دے جب کہ جمع ہوں اور روایت کی ہے احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا تھا میں ساتھ علی رضی اللہ عنہ کے سو میں پکارتا تھا یہاں تک کہ میری آواز بیٹھ گئی اور زید رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت ﷺ نے تجھ کو کس چیز کے ساتھ حج میں بھیجا؟ علی رضی اللہ عنہ نے کہا چار چیز کے ساتھ نہ جائے گا بہشت میں کوئی مگر ایماندار اور نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا اور نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی مشرک اور جو شخص کہ ہو درمیان اس کے اور درمیان حضرت ﷺ کے عہد و پیمان تو اس کا عہد اس کی مدت تک قائم ہے اور روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اس وجہ سے۔

تنبیہ: واقع ہوا ہے اس جگہ ذکر حج ابو بکر رضی اللہ عنہ کا پہلے وفود کے اور واقعہ یہ ہے کہ ابتدا وفود کے نہیں بعد پھرنے حضرت ﷺ کے جعرانہ سے آٹھویں سال کے اخیر میں اور اس کے پیچھے بلکہ ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہ آنا ایلچیوں کا جنگ تبوک کے بعد تھا ہاں اتفاق ہے اس پر کہ یہ سب نویں سال میں تھا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نویں سال کا نام ایلچیوں کا سال ہے اور بیان کیے ہیں ابن سعد نے نام ایلچیوں کے اور وہ ساٹھ سے زیادہ ہیں۔ (فتح)

بَابُ وَفْدِ بَنِیْ تَمِیْمٍ. قوم بنی تمیم کے ایلچیوں کا بیان۔

فائدہ: یعنی تمیم بن مر بن اد بن طابخہ بن الیاس بن مضر بن نزار اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہ بنی تمیم کے رئیس حضرت ﷺ کے پاس آئے ان میں سے ہے عطارد ابن حاجب اور اقرع بن حابس اور زبرقان بن بدر سعدی اور عمرو بن اہیم اور خباب بن یزید اور نعیم بن یزید اور قیس بن عاصم' کہا ابن اسحاق نے کہ ان کے ساتھ عیینہ بن حصن تھا اور اقرع اور عیینہ دونوں فتح مکہ میں موجود تھے پھر بنی تمیم کے ساتھ تھے سو جب مسجد میں داخل ہوئے تو حضرت ﷺ کو حجرے کے پیچھے سے پکارا پس ذکر کیا قصہ سارا اور اس کا بیان تفسیر میں آئے گا۔ (فتح)

٤٠١٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ صَخْرَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزِ الْمَازِنِيِّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

۴۰۱۷۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم بنی تمیم سے چند مرد حضرت ﷺ کے پاس آئے اور حضرت ﷺ نے ان کو احکام دین سکھلائے اور ان کے ساتھ

قَالَ اَتٰی نَفَرٌ مِّنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِقْبَلُوا الْبُشْرٰی یَا بَنِیْ تَمِیْمٍ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ بَشَّرْتَنَا فَاَعْطِنَا فَرُئِیَ ذٰلِكَ فِیْ وَجْهِهٖ فَجَآءَ نَفَرٌ مِّنَ الْیَمَنِ فَقَالَ اِقْبَلُوا الْبُشْرٰی اِذْ لَمْ یَقْبَلْهَا بَنُوْ تَمِیْمٍ قَالُوْا قَدْ قَبِلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ.

عمل کرنے والوں کو بہشت کی بشارت دی سو فرمایا کہ اے بنی تمیم بہشت کی) بشارت کو قبول کرو یعنی تم کو بہشت کی بشارت ہو انہوں نے کہا یا حضرت! بیشک آپ نے ہم کو بشارت دی سو ہم کو کچھ مال بھی دو سو حضرت ﷺ کے چہرے پر تغیر معلوم ہوا یعنی واسطے نہ کفایت کرنے ان کے ساتھ بشارت بہشت کے سو چند مرد یمن سے آئے سو فرمایا کہ قبول کرو خوشخبری کو جب کہ نہیں قبول کیا اس کو بنو تمیم نے انہوں نے کہا یا حضرت ہم نے بشارت قبول کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بدء الخلق میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ غَزْوَةُ عُیَیْنَةَ بْنِ حِصْنِ بْنِ حُذَیْفَةَ بْنِ بَدْرٍ بَنِی الْعَنْبَرِ مِنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ بَعَثَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَیْهِمْ فَاَغَارَ وَاَصَابَ مِنْهُمْ نَاسًا وَّسَبٰی مِنْهُمْ نِسَآءً.

کہا ابن اسحاق نے جنگ عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کی ساتھ بنی عنبر کے کہ قوم بنی تمیم سے ہیں حضرت ﷺ نے اس کو ان کی طرف بھیجا سو اس نے ان کو لوٹا سو ان میں سے چند آدمی پائے اور ان کی چند عورتیں قید کیں۔

فائدہ: اور ذکر کیا ہے واقدی نے کہ عیینہ کے بھیجنے کا سبب یہ ہے کہ بنی تمیم کی قوم نے خزاعہ کے چند آدمیوں کو لوٹا حضرت ﷺ نے عیینہ کے پچاس مرد دے کر ان کی طرف بھیجا نہ ان میں کوئی انصاری تھا اور نہ مہاجر سو اس نے ان میں سے گیارہ مرد قید کیے اور گیارہ عورتیں اور تیس لڑکے سو اس سبب سے ان کے رئیس آئے۔ (فتح)

۴۰۱۸ ۔ حَدَّثَنِیْ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَا اَزَالُ اُحِبُّ بَنِیْ تَمِیْمٍ بَعْدَ ثَلَاثٍ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُهَا فِیْهِمْ هُمْ اَشَدُّ اُمَّتِیْ عَلَی الدَّجَّالِ وَكَانَتْ فِیْهِمْ سَبِیَّةٌ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ اَعْتِقِیْهَا فَاِنَّهَا مِنْ وَّلَدِ اِسْمَاعِیْلَ وَجَآءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ

۴۰۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں ہمیشہ بنی تمیم سے محبت رکھتا ہوں بعد تین چیزوں کے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنیں ان کو فرماتے تھے کہ میری امت میں وہ نہایت سخت ہیں دجال پر اور ان میں سے ایک عورت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لونڈی تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! اس لونڈی کو آزاد کر دے اس واسطے کہ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہے اور ان کے زکوۃ کے مال آئے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ صدقات میری قوم کے ہیں۔

هٰذِهٖ صَدَقَاتُ قَوْمٍ أَوْ قَوْمِيْ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب العتق میں گزر چکی ہے۔

۴۰۱۹ ـ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُ قَدِمَ رَكْبٌ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ أَمِّرِ الْقَعْقَاعَ بْنَ مَعْبَدِ بْنِ زُرَارَةَ قَالَ عُمَرُ بَلْ أَمِّرِ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ مَّا أَرَدْتَّ إِلَّا خِلَافِيْ قَالَ عُمَرُ مَا أَرَدْتُّ خِلَافَكَ فَتَمَارَيَا حَتّٰى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فَنَزَلَ فِيْ ذٰلِكَ ﴿يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا﴾ . (الحجرات: ۱) حَتَّى انْقَضَتْ.

۴۰۱۹۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم بنی تمیم سے چند سوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قعقاع کو سردار بنائیے' کہا عمر رضی اللہ عنہ نے بلکہ اقرع کو سردار بنائیے کہا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں ارادہ کیا تو نے مگر میری مخالفت کا یعنی مقصود تیرا صرف یہی ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری مراد تیری مخالفت کرنا نہیں سو دونوں آپس میں جھگڑے یہاں تک کہ دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں سو اس باب میں یہ آیت اتری کہ آگے نہ بڑھو اللہ سے اور اس کے رسول سے یہاں تک کہ آیت تمام وانتم لا تشعرون تک۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ.

عبدالقیس کے ایلچیوں کے بیان میں۔

فائدہ: عبدالقیس ایک قبیلہ ہے بڑا بحرین کے ملک میں رہتے ہیں منسوب ہیں طرف عبدالقیس بن افصیٰ کے اور جو ہمارے واسطے ظاہر ہوا یہ ہے کہ عبدالقیس کے ایلچی دو بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے ایک بار تو فتح مکہ سے پہلے آئے تھے اسی واسطے انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر ہیں اور یہ ابتداء میں تھا پانچویں سال یا اس سے پہلے اور تھا گاؤں ان کا بحرین میں اول گاؤں کہ قائم ہوا اس میں جمعہ مدینے کے بعد جیسا کہ باب کے اخیر حدیث میں ثابت ہے اور پہلی بار تیرہ ایلچی تھے اور اس میں ہے کہ انہوں نے ایمان کی کیفیت پوچھی اور شرابوں کے برتنوں کا حکم پوچھا اور ان میں اشج تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ بیشک تجھ میں دو عادتیں ہیں جن کو اللہ دوست رکھتا ہے ایک تو حلیمی دوسری آہستگی اور مزیدہ عصری سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب سے بات کرتے تھے کہ اچانک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ عنقریب ظاہر ہوں گے تم پر اس طرف سے چند سوار کہ وہ سب مشرق والوں سے بہتر ہیں، عمر فاروق رضی اللہ عنہ اٹھ کر اس طرف متوجہ ہوئے سو تیرہ سواروں سے ملے اور ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے ساتھ خوشخبری دی پھر ان کے ساتھ چلے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس پہنچے سو انہوں نے اپنے آپ کو سواریوں سے نیچے ڈالا اور حضرت ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر چوما اور پیچھے رہا اشج سواریوں میں یہاں تک کہ ان کو بٹھلایا اور ان کا اسباب جمع کیا پھر آرام کے ساتھ آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ میں دو عادتیں ہیں، آخر حدیث تک، روایت کیا ہے اس کو بیہقی وغیرہ نے اور دوسری بار ایلچیوں کے سال میں آئے تھے اور وہ اس وقت چالیس مرد تھے جیسا کہ ابوحیوۃ کی حدیث میں ہے جس کو ابن مندہ نے روایت کیا ہے۔ (فتح)

٤٠٢٠ ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِنَّ لِيْ جَرَّةً يُّنْتَبَذُ لِيْ نَبِيْذٌ فَأَشْرَبُهُ حُلْوًا فِيْ جَرٍّ إِنْ أَكْثَرْتُ مِنْهُ فَجَالَسْتُ الْقَوْمَ فَأَطَلْتُ الْجُلُوْسَ خَشِيْتُ أَنْ أَفْتَضِحَ فَقَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا النَّدَامٰى فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ مُّضَرَ وَإِنَّا لَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِيْ أَشْهُرِ الْحُرُمِ حَدِّثْنَا بِجُمَلٍ مِّنَ الْأَمْرِ إِنْ عَمِلْنَا بِهِ دَخَلْنَا الْجَنَّةَ وَنَدْعُوْ بِهِ مَنْ وَّرَآءَنَا قَالَ اٰمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَّأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ الْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْإِيْمَانُ بِاللّٰهِ شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيْتَآءُ الزَّكَاةِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَأَنْ تُعْطُوْا مِنَ الْمَغَانِمِ الْخُمُسَ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ مَّا انْتُبِذَ فِي الدُّبَّآءِ وَالنَّقِيْرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ.

۴۰۲۰۔ حضرت ابو جمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میرے پاس ایک گھڑا ہے گھڑوں میں کہ اس میں میرے واسطے نبیذ کو بھگویا جاتا ہے سو پیتا ہوں اس کو اس حالت میں کہ میٹھا ہے اگر میں اس سے زیادہ پیوں اور لوگوں کے ساتھ بیٹھوں اور دیر تک بیٹھا رہوں تو رسوا ہونے سے ڈرتا ہوں یعنی اس واسطے کہ مست ہو جاؤں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عبدالقیس کے ایلچی حضرت ﷺ کے پاس آئے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خوش آمدید قوم والے نہ ذلیل ہوں نہ شرمندہ تو انہوں نے کہا کہ یا حضرت! آپ کے اور ہمارے درمیان قوم مضر کے کافر ہیں جو ہم کو آپ کے پاس آنے سے روکتے ہیں اور ہم آپ کے پاس نہیں پہنچ سکتے مگر حرام مہینوں میں آپ ہم کو خلاصہ امر دین بتلا دیں کہ اگر ہم اس کو عمل میں لائیں تو بہشت میں جائیں اور اپنے پچھلوں کو اس کی طرف بلائیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو حکم دیتا ہوں چار چیزوں کا اور منع کرتا ہوں چار چیزوں سے اللہ کے ساتھ ایمان لانا اور تم جانتے ہو کہ اللہ کے ساتھ ایمان لانا کیا ہے؟ گواہی دینا اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا اور رمضان کا روزہ رکھنا اور یہ کہ جو غنیمت کا مال پاؤ اس میں سے پانچواں حصہ ادا کرو اور منع کرتا ہوں تم کو چار چیزوں سے جو بھگویا جائے کدو میں اور کھجور کی لکڑی کے کریدے برتن میں اور سبز گھڑے میں یعنی

مرتبان وغیرہ میں اور روغن دار برتن میں۔

فائدہ: ایمان کا ذکر اس واسطے کیا کہ وہ اصل ہے سب عبادتوں کا یا خمس کا ذکر چار پر زیادہ ہے اس واسطے کہ یہ اہل جہاد تھے اور غرض اس سے عبدالقیس کے ایلچیوں کا ذکر ہے۔

٤٠٢١ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا هٰذَا الْحَيَّ مِنْ رَّبِيْعَةَ وَقَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ فَلَسْنَا نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِيْ شَهْرٍ حَرَامٍ فَمُرْنَا بِأَشْيَآءَ نَأْخُذُ بِهَا وَنَدْعُوْ إِلَيْهَا مَنْ وَّرَآءَنَا قَالَ اٰمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَّأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ اَلْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَعَقَدَ وَاحِدَةً وَّإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَآءِ الزَّكَاةِ وَأَنْ تُؤَدُّوْا لِلّٰهِ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَّأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّآءِ وَالنَّقِيْرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ.

٤٠٢١۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبدالقیس کے ایلچی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سو انہوں نے عرض کیا کہ یا حضرت! ہم ربیعہ کی قوم سے ہیں اور کفار مضر ہم کو آپ کے پاس آنے سے روکتے ہیں سو ہم آپ کے پاس نہیں پہنچ سکتے مگر حرام کے مہینے میں سو ہم کو کچھ چیزیں فرمایئے کہ ہم ان پر عمل کریں اور اپنے پچھلوں کو ان کی طرف بلائیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو حکم کرتا ہوں چار چیزوں کا اور منع کرتا ہوں چار چیزوں سے ایمان لانا ساتھ اللہ کے گواہی دینی اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور ایک گرہ دی اور نماز کا قائم کرنا اور زکوٰۃ کا ادا کرنا اور یہ کہ جو تم غنیمت کا مال پاؤ اس کا پانچواں حصہ اللہ کے واسطے ادا کرو اور منع کرتا ہوں تم کو کدو سے اور لکڑی کے برتن سے اور سبز گھڑے سے اور روغنی برتن سے۔

٤٠٢٢ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو وَقَالَ بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرٍ أَنَّ كُرَيْبًا مَّوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَّعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَزْهَرَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَرْسَلُوْا إِلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالُوْا اقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِيْعًا وَّسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَإِنَّا أُخْبِرْنَا أَنَّكِ تُصَلِّيْهَا وَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ

٤٠٢٢۔ حضرت کریب سے روایت ہے کہ مجھ کو ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اور مسور رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا سو کہا کہ ہم سب کی طرف سے اُن کو سلام کرنا اور ان سے عصر کے بعد دو رکعتوں کا حال پوچھنا کہ سنت ہیں یا نہیں اور ہم کو خبر ہوئی کہ تم ان کو پڑھتی ہو اور بیشک ہم کو خبر پہنچی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منع کیا ہے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور میں عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ لوگوں کو مارتا تھا ان کے پڑھنے سے کریب نے کہا سو میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اندر گیا اور ان کو پیغام پہنچایا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھ میں

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكُنْتُ أَضْرِبُ مَعَ عُمَرَ النَّاسَ عَنْهُمَا قَالَ كُرَيْبٌ فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا وَبَلَّغْتُهَا مَا أَرْسَلُوْنِيْ فَقَالَتْ سَلْ أُمَّ سَلَمَةَ فَأَخْبَرْتُهُمْ فَرَدُّوْنِيْ إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ بِمِثْلِ مَا أَرْسَلُوْنِيْ إِلٰى عَائِشَةَ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْهُمَا وَإِنَّهُ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيَّ وَعِنْدِيْ نِسْوَةٌ مِّنْ بَنِيْ حَرَامٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَصَلَّاهُمَا فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ الْخَادِمَ فَقُلْتُ قُوْمِيْ إِلٰى جَنْبِهٖ فَقُوْلِيْ تَقُوْلُ أُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَمْ أَسْمَعْكَ تَنْهٰى عَنْ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ فَأَرَاكَ تُصَلِّيْهِمَا فَإِنْ أَشَارَ بِيَدِهٖ فَاسْتَأْخِرِيْ فَفَعَلَتِ الْجَارِيَةُ فَأَشَارَ بِيَدِهٖ فَاسْتَأْخَرَتْ عَنْهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا بِنْتَ أَبِيْ أُمَيَّةَ سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ إِنَّهُ أَتَانِيْ أُنَاسٌ مِّنْ عَبْدِ الْقَيْسِ بِالْإِسْلَامِ مِنْ قَوْمِهِمْ فَشَغَلُوْنِيْ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ.

نے ان کو خبر دی سو انہوں نے مجھ کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پھر بھیجا جیسے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام دے کر بھیجا تھا تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا عصر کے بعد دو رکعتوں سے منع کرتے تھے اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی پھر میرے پاس اندر آئے اور میرے پاس انصار کی عورتیں تھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لونڈی کو بھیجا میں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں کھڑی ہو جا اور کہنا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہے کہ یا حضرت! کیا میں نے آپ سے نہیں سنا کہ آپ ان دو رکعتوں سے منع کرتے تھے سو میں دیکھتی ہوں کہ آپ ان کو پڑھتے ہیں؟ سو اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے اشارہ کریں تو پیچھے ہٹ جا سو لونڈی نے اسی طرح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا سو وہ لونڈی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے ہٹ گئی سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے پھرے تو فرمایا اے ابو امیہ کی بیٹی تو نے مجھ سے عصر کے بعد دو رکعتوں کا حال پوچھا ان کا حال یہ ہے کہ عبدالقیس کی قوم سے چند لوگ اسلام کا پیغام لائے تھے اپنی قوم سے سو انہوں نے مجھ کو باز رکھا ظہر کے بعد کی دو رکعتوں سے سو وہ دونوں رکعتیں یہ ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سجود السہو میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ ذکر عبدالقیس کا ہے۔

٤٠٢٣ ۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ هُوَ ابْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَوَّلُ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ

۴۰۲۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا اول جمعہ کہ پڑھا گیا بعد اس جمعہ کے کہ پڑھا گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں بیچ مسجد عبدالقیس کے تھا جو اثی میں کہ ایک گاؤں ہے بحرین کے ملک سے۔

فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَيْسِ بِجُوَاثٰى يَعْنِيْ قَرْيَةً مِّنَ الْبَحْرَيْنِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الجمعہ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ وَفْدِ بَنِيْ حَنِيْفَةَ وَحَدِيْثِ ثُمَامَةَ بْنِ أُثَالٍ.

باب ہے بیان میں ایلچیوں بنی حنیفہ کے اور حدیث ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کی۔

فائدہ: بنی حنیفہ ایک قبیلہ ہے بڑا مشہور ان کی جگہ ہے یمامہ میں درمیان مکے اور یمن کے اور بنی حنیفہ کے ایلچی نویں سال آئے تھے جیسا کہ ذکر کیا ہے اس کو ابن اسحاق نے اور ذکر کیا ہے واقدی نے کہ وہ سترہ مرد تھے ان میں مسیلمہ کذاب بھی تھا اور بہر حال ثمامہ پس وہ فضلاء صحابہ سے ہے اور اس کا قصہ بنی حنیفہ کے ایلچی سے کچھ زمانہ پہلے ہے اس واسطے کہ قصہ اس کا صریح ہے کہ وہ فتح مکہ سے پہلے تھا اور شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے اس قصہ کو اس جگہ ذکر کر دیا ہے۔ (فتح)

٤٠٢٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ سَعِيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَآئَتْ بِرَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ فَرَبَطُوْهُ بِسَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِيْ خَيْرٌ يَّا مُحَمَّدُ إِنْ تَقْتُلْنِيْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ وَّإِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰى شَاكِرٍ وَّإِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ الْمَالَ فَسَلْ مِنْهُ مَا شِئْتَ فَتُرِكَ حَتّٰى كَانَ الْغَدُ ثُمَّ قَالَ لَهُ مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ قَالَ مَا قُلْتُ لَكَ إِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰى شَاكِرٍ فَتَرَكَهُ حَتّٰى كَانَ بَعْدَ الْغَدِ فَقَالَ مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِيْ مَا

۴۰۲۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کے ملک کی طرف لشکر بھیجا سو وہ بنی حنیفہ کے ایک مرد کو جس کا نام ثمامہ تھا پکڑ لائے اور اس کو مسجد کے ایک ستون میں باندھ دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے سو فرمایا کہ اے ثمامہ! تیرے پاس کیا ہے؟ اس نے کہا میرے نزدیک خیر ہے اے محمد! اگر تو نے مجھ کو مار ڈالا تو اپنے خونی دشمن کو مارا یعنی میری قوم آپ سے میرے خون کا بدلا لے گی اور اگر احسان کر کے چھوڑ دو گے تو شکر گزار مرد کو چھوڑو گے یعنی میں احسان کا بدلہ ادا کروں گا اور اگر تو مال چاہتا ہے تو جو تیرا جی چاہتا ہے مانگ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھوڑ دیا یہاں تلکہ اگلا دن یعنی دوسرا دن ہوا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ اے ثمامہ! تیرے پاس کیا ہے؟ اس نے کہا میرے پاس وہ ہے جو میں نے تجھ سے کہا کہ اگر تم احسان کرو گے تو شکر گزار پر احسان کرو گے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ اگلے سے اگلا یعنی تیسرا دن ہوا سو فرمایا کے اے

قُلْتُ لَكَ فَقَالَ أَطْلِقُوْا ثُمَامَةَ فَانْطَلَقَ إِلٰى نَخْلٍ قَرِيْبٍ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ يَا مُحَمَّدُ وَاللّٰهِ مَا كَانَ عَلَى الْأَرْضِ وَجْهٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ وَّجْهِكَ فَقَدْ أَصْبَحَ وَجْهُكَ أَحَبَّ الْوُجُوْهِ إِلَيَّ وَاللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ دِيْنٍ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ دِيْنِكَ فَأَصْبَحَ دِيْنُكَ أَحَبَّ الدِّيْنِ إِلَيَّ وَاللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ بَلَدٍ أَبْغَضُ إِلَيَّ مِنْ بَلَدِكَ فَأَصْبَحَ بَلَدُكَ أَحَبَّ الْبِلَادِ إِلَيَّ وَإِنَّ خَيْلَكَ أَخَذَتْنِيْ وَأَنَا أُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَمَاذَا تَرٰى فَبَشَّرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَهٗ أَنْ يَّعْتَمِرَ فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ قَالَ لَهٗ قَائِلٌ صَبَوْتَ قَالَ لَا وَلٰكِنْ أَسْلَمْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا وَاللّٰهِ لَا يَأْتِيْكُمْ مِّنَ الْيَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتّٰى يَأْذَنَ فِيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ثمامہ! تیرے پاس کیا ہے؟ اس نے کہا میرے پاس وہی ہے جو میں نے آپ سے کہا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو یعنی قید سے خلاص کر دو سو ثمامہ کھجور کے درختوں میں گیا جو مسجد کے نزدیک تھے اور نہا کر مسجد میں آیا سو کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اے محمد! قسم ہے اللہ کی روئے زمین پر میرے نزدیک تجھ سے زیادہ کوئی دشمن نہ تھا سو البتہ تو میرے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ پیارا ہو گیا اور قسم ہے اللہ کی میرے نزدیک تیرے دین سے کوئی دین زیادہ تر برا نہ تھا سو اب تیرا دین میرے نزدیک سب دینوں سے پیارا ہو گیا قسم ہے اللہ کی تیرا شہر میرے نزدیک سب شہروں سے برا تھا سو اب تیرا شہر میرے نزدیک سب شہروں سے پیارا ہو گیا اور بیشک آپ کے لشکر نے مجھ کو پکڑا اور میں عمرے کا ارادہ کر کے چلا تھا اب مجھ کو کیا حکم ہے؟ سو حضرت ﷺ نے اس کو بشارت دی اور عمرہ کرنے کو فرمایا پھر جب مکے میں عمرہ کرنے کے واسطے گیا تو کسی کہنے والے نے اس سے کہا کہ تو بے دین ہوا کہا نہیں بلکہ میں محمد رسول اللہ کے ساتھ مسلمان ہوا اور قسم ہے اللہ کی کہ یمامہ سے تمہارے پاس گندم کا ایک دانہ نہ آئے گا یہاں تک کہ حضرت ﷺ اس کی اجازت دیں۔

فائدہ: یہ جو کہا تیرے پاس کیا ہے؟ تو احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ کیا گمان ہے تیرا مجھ پر کہ میں تیرے ساتھ کیا معاملہ کروں گا تو اس نے جواب دیا کہ میرا گمان آپ کے حق میں نیک ہے کہ آپ میرے ساتھ بھلا کریں گے اس واسطے کہ آپ ظالموں سے نہیں بلکہ معاف اور احسان کرنے والوں سے ہیں اور یہ جو کہا کہ اگر تو مجھ کو مار ڈالے گا تو اپنے خونی دشمن کو مارے گا تو احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کے ذمہ خون ہے اس نے کسی مسلمان کو لڑائی میں مارا ہے پس نہیں ملامت تجھ پر میرے مار ڈالنے میں اور یہ سب تفصیل ہے واسطے قول اس کے کہ میرے

نزدیک خیر ہے اور یہ جو فرمایا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو تو ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ فرمایا اے ثمامہ میں نے تجھ کو معاف کیا اور تجھ کو آزاد کیا اور زیادہ کیا ہے ابن اسحاق نے اپنی روایت میں کہ جب ثمامہ قید میں تھا تو جمع کیا واسطے اس کے اصحاب نے جو حضرت ﷺ کے گھر میں تھا کھانے سے اور دودھ سے تو اس سے ثمامہ کی کچھ بھوک دور ہوئی پھر جب مسلمان ہوا تو اس کے پاس کھانا لائے سو اس نے اس میں سے بہت تھوڑا سا کھایا اصحاب نے تعجب کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے اور ایماندار ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور یہ جو کہا کہ اس کو بشارت دی یعنی ساتھ بہتری دنیا اور آخرت کے یا اس کو بہشت کی بشارت دی یا اس کو اس کے گناہ کے مٹ جانے کی بشارت دی اور یہ جو کہا کہ جب مکے میں گیا تو زیادہ کیا ہے ہشام نے کہا مجھ کو خبر پہنچی کہ وہ عمرہ کے واسطے نکلا یہاں تک کہ جب مکے میں پہنچا تو اس نے لبیک کہی سو پہلے پہل وہی لبیک کہتا مکے میں داخل ہوا سو قریش نے اس کو پکڑا اور کہا کہ تو نے ہم پر بڑی جرأت کی اور انہوں نے چاہا کہ اس کو مار ڈالیں تو ان میں سے کسی کہنے والے نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو اس واسطے کہ تم محتاج ہو یمامہ سے اناج کی طرف سو انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اور یہ جو کہا کہ نہیں بلکہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ مسلمان ہوا تو گویا کہ اس نے کہا کہ میں دین سے نہیں نکلا اس واسطے کہ بت پرستی کوئی دین نہیں سو جب میں نے اس کو چھوڑا تو میں دین سے نہ نکلا ہوں گا بلکہ نیا پیدا کیا ہے میں نے دین اسلام کو اور یہ جو کہا کہ مسلمان ہوا میں ساتھ محمد ﷺ کے یعنی موافقت کی میں نے حضرت ﷺ سے آپ کے دین پر سو ہم دونوں دین میں ساتھی ہوئے میں ابتداء سے اور حضرت ﷺ ہمیشہ سے اور یہ جو کہا و لا واللہ تو اس میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ قسم ہے اللہ کی نہ میں تمہارے دین کی طرف پھروں گا اور نہ میں تمہارے ساتھ نرمی کروں گا کہ تمہارے پاس یمامہ سے اناج آئے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر یمامہ کی طرف نکلا اور ان کو منع کیا کہ مکے کی طرف کوئی چیز اٹھا کر نہ لے جانا قریش نے حضرت ﷺ کو لکھا کہ آپ برادری سے سلوک کرنے کا حکم کرتے ہیں تو حضرت ﷺ نے ثمامہ کی طرف لکھا کہ ان کی طرف اناج جانے دے اور ثمامہ کے قصے میں کئی فائدے ہیں جائز ہے باندھنا کافر کا مسجد میں اور احسان کرنا قیدی کافر پر اور تعظیم امر عفو کی برا کرنے والے سے اس واسطے کہ ثمامہ نے قسم کھائی کہ حضرت ﷺ کی دشمنی ایک گھڑی میں پلٹ کر محبت ہوگئی جب کہ حضرت ﷺ نے اس کے ساتھ نیکی کی معاف کرنے اور احسان کرنے سے بغیر عوض کے اور اس میں نہانا ہے نزدیک مسلمان ہونے کے اور یہ کہ احسان دشمنی کو دور کر ڈالتا ہے اور محبت کو جماتا ہے اور یہ کہ کافر جب کسی نیک کام کا ارادہ کرے پھر مسلمان ہو جائے تو اس کے واسطے مشروع ہے کہ اس نیک عمل میں بدستور گزرے اور اس میں مہربانی کرنا ہے ساتھ اس شخص کے کہ اس کے اسلام کی امید ہو قیدیوں سے جب کہ اس میں اسلام کے واسطے کوئی مصلحت ہو خاص کر وہ شخص کہ اس کے اسلام پر اس کی قوم سے بہت لوگ اس کی پیروی کریں اور اس میں بھیجنا چھوٹے لشکر کا طرف شہروں کفار کی اور قید کرنا اس

شخص کا جوان میں سے پکڑا جائے اور اختیار بعد اس کے اس کے قتل کرنے میں یا اس کے زندہ رکھنے میں۔

٤٠٢٥ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ إِنْ جَعَلَ لِيْ مُحَمَّدٌ الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهٖ تَبِعْتُهٗ وَقَدِمَهَا فِيْ بَشَرٍ كَثِيْرٍ مِّنْ قَوْمِهٖ فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهٗ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَّفِيْ يَدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِطْعَةُ جَرِيْدٍ حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى مُسَيْلِمَةَ فِيْ أَصْحَابِهٖ فَقَالَ لَوْ سَأَلْتَنِيْ هٰذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ اللهِ فِيْكَ وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللهُ وَإِنِّيْ لَأَرَاكَ الَّذِيْ أُرِيْتُ فِيْهِ مَا رَأَيْتُ وَهٰذَا ثَابِتٌ يُجِيْبُكَ عَنِّيْ ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُ عَنْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ أَرَى الَّذِيْ أُرِيْتُ فِيْهِ مَا أُرِيْتُ فَأَخْبَرَنِيْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَّأَيْتُ فِيْ يَدَيَّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ فَأَهَمَّنِيْ شَأْنُهُمَا فَأُوْحِيَ إِلَيَّ فِي الْمَنَامِ أَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ بَعْدِيْ أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ وَالْآخَرُ مُسَيْلِمَةُ.

۴۰۲۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مسیلمہ کذاب حضرت ﷺ کے وقت اپنی قوم کے بہت آدمی ساتھ لے کر مدینے میں آیا سو کہنے لگا کہ اگر محمد ﷺ اپنی موت کے بعد مجھ کو اپنی خلافت کا عہدہ دیں کہ میں ملک کا مالک بنوں تو میں ان کا تابعدار بنوں اور مسلمان ہوں حضرت ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے یعنی جس جگہ وہ اترا تھا اور آپ ﷺ کے ساتھ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت ﷺ کے ہاتھ میں کھجور کی چھڑی کا ٹکڑا تھا یہاں تک کہ مسیلمہ کے سر پر کھڑے ہوئے اس کے ساتھیوں میں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو مجھ سے یہ کھجور کی چھڑی کا ٹکڑا مانگے گا تو اتنا بھی تجھ کو نہیں دوں گا اور اللہ کے حکم کو جو تیرے حق میں ٹھہر چکا ہے تو اس کو ہرگز نہ ہٹا سکے گا یعنی تجھ کو ہلاک کرے گا اور دونوں جہان میں رسوا کرے گا اور اگر تو اسلام سے پھرا تو اللہ تیری کونچیں کاٹیگا اور بیشک میں تجھ کو وہی جانتا ہوں جو مجھ کو خواب میں دکھلایا گیا اور یہ ثابت تجھ کو میری طرف سے جواب دے گا پھر حضرت ﷺ اس کے پاس سے پھرے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سو میں نے حضرت ﷺ کے اس قول سے پوچھا کہ بیشک میں تجھ کو وہی جانتا ہوں جو مجھ کو خواب میں دکھلایا گیا یعنی یہ کس حدیث کی طرف اشارہ ہے سو خبر دی مجھ کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میں نے اپنے دونوں ہاتھوں میں سونے کے کنگن دیکھے سو ان کے حال نے مجھ کو غم اور تشویش میں ڈالا یعنی اس واسطے کہ وہ عورتوں کا زیور ہے سو مجھ کو خواب میں حکم ہوا کہ ان کو پھونک مارسو میں نے ان کو پھونک ماری سو وہ اُڑ گئے سو تعبیر کی میں

نے ان دونوں کنگنوں کی ساتھ ان دو جھوٹوں کے کہ میرے بعد نکلیں گے ایک اسود عنسی اور دوسرا مسیلمہ کذاب۔

فائدہ: اور مستفاد ہوتا ہے اس قصے سے کہ امام المسلمین خود جائے طرف اس شخص کے جو ارادہ کرتا ہو اس کی ملاقات کا کفار سے جب کہ متعین ہو یہ طریق واسطے مصلحت مسلمین کے اور اس سے لی جاتی ہے استعانت امام کی ساتھ اہل بلاغت کے بیچ جواب اہل عناد کے اور مانند اس کی کے اور اس قصے میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دونوں کنگنوں کو پھونک ماری یہاں تک کہ وہ دونوں اُڑ گئے سو بہر حال اسود سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مارا گیا اور مسیلمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قائم رہا یہاں تک کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنی خلافت میں قتل کیا سو وہ اس کے مارنے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم مقام ہوئے اور لیا جاتا ہے اس سے کہ کنگن اور تمام آلات انواع زیوروں کے جو لائق ہیں ساتھ عورتوں کے تعبیر کیے جاتے ہیں مردوں کے حق میں ساتھ اس چیز کے کہ ان کو رنج میں ڈالے اور باقی بحث اس کی کتاب التعبیر میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٤٠٢٦ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِخَزَآئِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَ فِي كَفِّي سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَكَبُرَا عَلَيَّ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيَّ أَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَذَهَبَا فَأَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ أَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبَ صَنْعَآءَ وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ.

۴۰۲۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ زمین کے خزانے میرے سامنے ہوئے سو سونے کے دو کنگن میری ہتھیلی میں رکھے گئے سو وہ مجھ پر بہت بھارے پڑے اور مجھ کو غم میں ڈالا تو مجھ کو حکم ہوا کہ ان کو پھونک مار میں نے ان کو پھونک ماری سو وہ جاتے رہے سو میں نے ان دونوں کنگنوں کی تعبیر کی ان دو بڑے جھوٹوں سے جن کے درمیان میں ہوں ایک صنعا والا اور دوسرا یمامہ والا۔

٤٠٢٧ ـ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ مَهْدِيَّ بْنَ مَيْمُوْنٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا رَجَآءٍ الْعُطَارِدِيَّ يَقُوْلُ كُنَّا نَعْبُدُ الْحَجَرَ فَإِذَا وَجَدْنَا حَجَرًا هُوَ أَخْيَرُ مِنْهُ أَلْقَيْنَاهُ وَأَخَذْنَا الْآخَرَ فَإِذَا لَمْ نَجِدْ حَجَرًا جَمَعْنَا جُثْوَةً مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ جِئْنَا بِالشَّاةِ فَحَلَبْنَاهُ

۴۰۲۷۔ حضرت ابو رجاء سے روایت ہے کہ ہم پتھروں کو پوجتے تھے سو جب ہم کوئی پتھر پاتے جو اس سے بہتر ہوتا تو پہلے کو پھینک دیتے اور دوسرے کو لے لیتے اور جب ہم کوئی پتھر نہ پاتے یعنی زیادہ سفید یا صاف تو مٹی کا ڈھیر جمع کرتے پھر ہم بکری لا کے اس پر دوہتے یعنی تا کہ پتھر کی نظیر ہو جائے پھر ہم اس کے گرد گھومتے پھر جب رجب کا مہینہ داخل ہوتا تو

عَلَيْهِ ثُمَّ طُفْنَا بِهِ فَإِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَجَبٍ قُلْنَا مُنَصِّلُ الْأَسِنَّةِ فَلَا نَدَعُ رُمْحًا فِيْهِ حَدِيْدَةٌ وَّلَا سَهْمًا فِيْهِ حَدِيْدَةٌ إِلَّا نَزَعْنَاهُ وَأَلْقَيْنَاهُ شَهْرَ رَجَبٍ وَّسَمِعْتُ أَبَا رَجَآءٍ يَّقُوْلُ كُنْتُ يَوْمَ بُعِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا أَرْعَى الْإِبِلَ عَلٰى أَهْلِيْ فَلَمَّا سَمِعْنَا بِخُرُوْجِهِ فَرَرْنَا إِلَى النَّارِ إِلٰى مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ.

ہم کہتے کہ کھینچنے والا ہے پھلوں (ہتھیاروں) کا یعنی سو نہ ہم کسی نیزے میں لوہا چھوڑتے اور نہ کسی تیر میں لوہا چھوڑتے مگر کہ اس کو اس سے کھینچ ڈالتے سو اس کو پھینک دیتے رجب کا مہینہ مہدی کہتا ہے میں نے ابورجاء سے سنا کہتا تھا کہ جب حضرت ﷺ مبعوث ہوئے میں اس وقت لڑکا تھا اپنے گھر والوں کے اونٹ چراتا تھا سو جب ہم نے حضرت ﷺ کا نکلنا سنا تو ہم آگ کی طرف بھاگے یعنی مسیلمہ کذاب کی طرف۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ کھینچے والا پھلوں کا تو تفسیر کی ہے اس کی ساتھ کھینچنے لوہے کے ہتھیاروں سے واسطے سبب حرمت مہینے رجب کے یہ اشارہ ہے طرف چھوڑنے ان کے کی لڑائی کو اس واسطے کہ وہ کھینچتے تھے لوہے کو ہتھیاروں سے حرام کے مہینے میں اور ابورجاء سے روایت ہے کہ کفر کے وقت میں دستور تھا کہ جب حرام کے مہینے آتے تھے تو نیزوں کے پھل اتار ڈالتے تھے لڑائی موقوف ہوتی تھی کوئی کسی کو کچھ نہ کہتا تھا اور یہ جو کہا کہ جب حضرت ﷺ مبعوث ہوئے تو ظاہر یہ ہے کہ مراد ساتھ اس قول کے یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا حال ان کے نزدیک مشہور ہوا اور مراد اس کی ساتھ نکلنے حضرت ﷺ کے یہ ہے کہ غالب ہوئے اپنی قوم قریش پر ساتھ فتح مکہ کے اور نہیں مراد ہے ابتدا ظاہر ہونے آپ کے کا ساتھ نبوت کے اور نہ نکلنا آپ کا مکے سے مدینے کی طرف واسطے دراز ہونے مدت کے درمیان اس کے اور درمیان خروج مسیلمہ کے اور دلالت کرتا ہے قصہ کہ ابورجاء نے بھی مسیلمہ کی بیعت کی تھی ساتھ ان لوگوں کے جنہوں نے اس کی قوم سے مسیلمہ کی بیعت کی اور اس کا سبب یہ تھا کہ بنی تمیم کی قوم مین ایک عورت تھی اس کا نام سجاح تھا اس نے بھی پیغمبری کا دعویٰ کیا اور اس کی قوم سے ایک جماعت اس کے تابع ہوئی پھر اس عورت کو مسیلمہ کا حال پہنچا کہ وہ بھی پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے سو مسیلمہ نے اس کو مکر اور حیلے سے بہلایا یہاں تک کہ اس سے نکاح کیا اور اس عورت کی قوم اور مسیلمہ کی قوم سب مسیلمہ کی فرماں برداری پر جمع ہوئے اور سب نے اس کا حکم مانا۔ (فتح)

بَابُ قِصَّةِ الْأَسْوَدِ الْعَنْسِيِّ.

باب ہے بیان میں قصے اسود عنسی کے۔

٤٠٢٨ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرْمِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عُبَيْدَةَ بْنِ نَشِيْطٍ وَّكَانَ فِيْ مَوْضِعٍ اٰخَرَ اسْمُهُ عَبْدُ اللّٰهِ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ

۴۰۲۸۔ حضرت عبیداللہ سے روایت ہے کہ ہم کو خبر پہنچی کہ مسیلمہ کذاب مدینے میں آیا سو وہ حارث کی بیٹی کے گھر میں اترا اور اس کے نکاح میں حارث کی بیٹی تھی یعنی اپنی عورت کے گھر میں اترا اور وہ ماں ہے عبداللہ بن عامر کی اسی وجہ سے

بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ بَلَغَنَا أَنَّ مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلَ فِيْ دَارِ بِنْتِ الْحَارِثِ وَكَانَ تَحْتَهُ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ كُرَيْزٍ وَهِيَ أُمُّ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ فَأَتَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَهُوَ الَّذِيْ يُقَالُ لَهُ خَطِيْبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضِيْبٌ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَكَلَّمَهُ فَقَالَ لَهُ مُسَيْلِمَةُ إِنْ شِئْتَ خَلَّيْتَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْأَمْرِ ثُمَّ جَعَلْتَهُ لَنَا بَعْدَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ سَأَلْتَنِيْ هٰذَا الْقَضِيْبَ مَا أَعْطَيْتُكَهُ وَإِنِّيْ لَأَرَاكَ الَّذِيْ أُرِيْتُ فِيْهِ مَا أُرِيْتُ وَهٰذَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ وَسَيُجِيْبُكَ عَنِّيْ فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَنْ رُؤْيَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ ذَكَرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ذُكِرَ لِيْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُرِيْتُ أَنَّهُ وُضِعَ فِيْ يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَفُظِعْتُهُمَا وَكَرِهْتُهُمَا فَأُذِنَ لِيْ فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ أَحَدُهُمَا الْعَنَسِيُّ الَّذِيْ قَتَلَهُ فَيْرُوْزُ بِالْيَمَنِ وَالْآخَرُ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ.

مسیلمہ اس کے پاس اترا کہ وہ اس کی عورت تھی سو حضرت ﷺ اس کے پاس آئے اور آپ کے ساتھ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ تھے اور وہ وہی ہے جس کو لوگ حضرت ﷺ کا خطیب کہتے تھے اور حضرت ﷺ کے ہاتھ میں کھجور کی چھڑی تھی سو حضرت ﷺ اس کے سر پر کھڑے ہوئے اور اس سے کلام کیا تو مسیلمہ نے آپ سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں تمہاری پیغمبری کو مان لیتا ہوں کہ اپنی زندگی میں تم ملک کے مالک رہو پھر اپنے مرنے کے بعد خلافت کا عہدہ ہمارے واسطے ٹھہراؤ تو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اگر تو مجھ سے یہ کھجور کی چھڑی مانگے گا تو یہ بھی تجھ کو نہ دوں گا اور بیشک میں تجھ کو وہی جانتا ہوں جو مجھ کو خواب میں دکھلایا گیا اور یہ ثابت تجھ کو میری طرف سے جواب دے گا سو حضرت ﷺ پھرے، کہا عبیداللہ نے میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حضرت ﷺ کی خواب پوچھی کہ وہ کون سی ہے جس کا حضرت ﷺ نے ذکر کیا؟ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ کسی نے یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے میرے واسطے ذکر کیا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ مجھ کو دکھلایا گیا کہ سونے کے دو کنگن میرے دونوں ہاتھوں میں ڈالے گئے سو وہ مجھ پر بہت بھاری پڑے اور میں نے ان کو برا جانا سو مجھ کو حکم ہوا تو میں نے ان کو پھونک ماری سو وہ دونوں اُڑ گئے سو تعبیر کی میں نے ان کنگنوں کی دو بڑے جھوٹوں سے کہ نکلیں گے عبیداللہ نے کہا کہ دونوں میں سے ایک اسود عنسی ہے جس کو فیروز نے یمن میں قتل کیا اور دوسرا مسیلمہ کذاب ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ پھر اپنے پیچھے خلافت کا عہدہ ہم کو دو تو یہ مخالف ہے واسطے اس چیز کے جس کو ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ مسیلمہ نے شرکت کا دعویٰ کیا یعنی کہا کہ ہم اور تم دونوں نبوت میں شریک ہوئے لیکن یہ محمول ہوگا اس پر کہ دعویٰ کیا اس نے اس کا اس کے بعد کہ اپنے ملک کو پلٹ گیا اور مسیلمہ کا قصہ تو پہلے گزر چکا ہے اور بہر حال عنسی اور فیروز پس قصہ اس کا یہ ہے کہ اسود عنسی اور اس کا نام عبہلہ بن کعب ہے اور اس کو ذوالخمار بھی کہا جاتا تھا اس واسطے کہ وہ اپنے منہ کو ڈھانکتا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے شیطان کا نام ہے اور اسود عنسی صنعاء میں نکلا تھا اور اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ میں پیغمبر ہوں اور غالب ہوا او پر حاکم صنعاء کے یعنی مہاجر بن ابی امیہ کے اور کہتے ہیں کہ وہ اس کے ساتھ گزرا سو جب اس کے برابر آیا تو اس کے گدھے کا پاؤں الجھا گدھا گر پڑا تو اسود نے دعویٰ کیا کہ گدھے نے اس کو سجدہ کیا اور نہ کھڑا ہوا گدھا یہاں تک کہ اس نے اس کو کچھ چیز کان میں کہی سو وہ کھڑا ہوا اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں نعمان بن بزرج سے روایت کی ہے کہ اسود کذاب نکلا اور وہ قبیلہ بنی عنس سے ہے اور اس کے ساتھ دو شیطان تھے ایک کا نام سحیق تھا اور دوسرے کا نام شقیق تھا اور تھے وہ دونوں خبر دیتے اس کو ساتھ ہر چیز کے کہ بیان کرتا لوگوں کے حالات سے اور باذان حضرت ﷺ کی طرف سے صنعاء میں حاکم تھا سو وہ مر گیا اور اسود کے شیطان نے آکر اس کو خبر دی کہ صنعاء کا حاکم مر گیا تو اسود اپنی قوم کے ساتھ صنعاء کی طرف نکلا اور اس نے باذان کی عورت سے نکاح کیا پس ذکر کیا قصہ بیچ وعدہ کرنے اس عورت کے دادویہ اور فیروز وغیرہ کے ساتھ یعنی پوشیدہ طور پر اُن سے وعدہ کیا کہ تم رات کو آجانا یہاں تک کہ وہ اسود پر رات کو داخل ہوئے اور باذان کی عورت نے اس کو خالص شراب پلائی یہاں تک کہ مست ہو گیا اور اس کے دروازے پر ہزار چوکیدار تھا تو فیروز اور اس کے ساتھیوں نے دیوار میں نقب زنی کی یہاں تک کہ اندر گھسے سو فیروز نے اس کو قتل کیا اور اس کا سر کاٹ ڈالا اور نکالا عورت کو اور جو چاہا اسباب گھر کے سے اور مدینے میں خبر بھیجی سو حضرت ﷺ کے وقت یہ خبر مدینے میں پہنچی اور کہا عروہ نے کہ حضرت ﷺ کے انتقال سے ایک دن رات پہلے اسود مارا گیا تھا حضرت ﷺ کو وحی سے معلوم ہوا آپ ﷺ نے اسی دن اصحاب کو خبر دی پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس خبر آئی۔ (فتح)

بَابُ قِصَّةِ أَهْلِ نَجْرَانَ. باب ہے بیان میں قصے اہل نجران کے۔

فائدہ: نجران ایک شہر ہے بڑا سات منزل مکے سے یمن کی طرف شامل ہے تہتر گاؤں پر ایک دن کی راہ ہے واسطے سوار جلد چلنے والے کے اسی طرح ہے بیچ زیادات یونس بن بکیر کے اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہ وہ حضرت ﷺ کے پاس ایلچی بن کے آئے مکے میں اور وہ اس وقت بیس مرد تھے لیکن دوہرایا ہے اس نے ذکر ان کا مدینے کے ایلچیوں میں سو شاید وہ دوبارہ آئے ہوں گے اور کہا ابن سعد نے کہ حضرت ﷺ نے ان کی طرف لکھا سو ان کے ایلچی نکلے چودہ مردوں میں ان کے رئیسوں سے۔ (فتح)

۴۰۲۹۔ حَدَّثَنِیْ عَبَّاسُ بْنُ الْحُسَیْنِ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ اٰدَمَ عَنْ إِسْرَآئِیْلَ عَنْ أَبِیْ إِسْحَاقَ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ جَآءَ الْعَاقِبُ وَالسَّیِّدُ صَاحِبَا نَجْرَانَ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُرِیْدَانِ أَنْ یُّلَاعِنَاهُ قَالَ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ لَا تَفْعَلْ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ کَانَ نَبِیًّا فَلَاعَنَّا لَا نُفْلِحُ نَحْنُ وَلَا عَقِبُنَا مِنْ بَعْدِنَا قَالَا إِنَّا نُعْطِیْكَ مَا سَأَلْتَنَا وَابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا أَمِیْنًا وَّلَا تَبْعَثْ مَعَنَا إِلَّا أَمِیْنًا فَقَالَ لَأَبْعَثَنَّ مَعَکُمْ رَجُلًا أَمِیْنًا حَقَّ أَمِیْنٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهٗ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قُمْ یَا أَبَا عُبَیْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَلَمَّا قَامَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا أَمِیْنُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ.

۴۰۲۹۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عاقب اور سید نجران والے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اس ارادے پر کہ آپ سے مباہلہ کریں سو ایک نے یعنی سید نے اپنے ساتھی سے کہا کہ مباہلہ نہ کر سو قسم ہے اللہ کی کہ اگر وہ پیغمبر ہوا اور ہم نے اس سے مباہلہ کیا تو نہ بھلا ہو گا ہمارا اور نہ ہماری اولاد کا ہمارے پیچھے ان دونوں نے کہا کہ ہم آپ کو دیتے ہیں جو آپ نے ہم سے مانگا اور آپ کسی امانت دار مرد کو ہمارے ساتھ بھیجیں اور نہ بھیجیں ہمارے ساتھ مگر کسی امانت دار کو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ بھیجوں گا تمہارے ساتھ امانت دار مرد کو کہ سچ مچ امانت دار ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اس کے واسطے جھانکا یعنی ہر ایک نے تمنا کی یہ دولت اس کو نصیب ہو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اٹھ کھڑا ہو اے ابو عبیدہ! سو جب وہ کھڑا ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ہے معتمد امانت دار اس امت کا۔

فائدہ: لیکن سید پس نام اس کا ایہم تھا اور اس کو شرحبیل بھی کہا جاتا ہے اور وہ ان کا رئیس تھا اور ان کی مجلسوں کا صاحب اور عاقب کا نام عبدالمسیح تھا اور وہ ان کا مشورہ کرنے والا تھا اور ان کے ساتھ ابو الحارث بھی تھا اور وہ ان کا عالم اور مدرس تھا کہا ابن سعد نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسلام کی طرف بلایا اور اُن پر قرآن پڑھا وہ مسلمان نہ ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم نہیں مانتے جو میں کہتا ہوں تو آؤ مباہلہ کریں سو وہ پلٹ گئے اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہ سورۂ آل عمران کی اسی آیتیں اس میں اتریں اشارہ کیا اس آیت کی طرف ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَآءَنَا وَأَبْنَآءَکُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَکُمْ﴾ الآیۃ اور یہ جو کہا کہ ہمارا بھلا نہ ہو گا الخ تو ابن ابی شیبہ کے نزدیک ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتہ میرے پاس اہل نجران کے ہلاک ہونے کی خوشخبری لایا اگر مباہلہ کریں اور جب صبح کو تشریف لے گئے تو حسن اور حسین رضی اللہ عنہما اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مباہلہ کے واسطے اپنے ساتھ لیا اور یہ جو کہا کہ ہم آپ کو دیتے ہیں جو آپ نے ہم سے مانگا تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کی ان سے دو ہزار جوڑے پر ایک ہزار رجب کے مہینے میں اور ایک ہزار صفر کے مہینے میں اور ہر جوڑے کے ساتھ ایک اوقیہ اور ذکر کیا ہے ابن

سعد نے کہ جب وہ پھر کر نجران میں پہنچے تو دونوں مسلمان ہو گئے اور نجران والوں کے قصے میں کئی فائدے ہیں یہ کہ اقرار کافر کا ساتھ پیغمبری کے نہیں داخل کرتا اس کو اسلام میں یہاں تک کہ احکام اسلام کو لازم پکڑے اور یہ کہ جائز ہے جھگڑنا اہل کتاب سے یعنی یہود ونصاریٰ سے اور کبھی واجب ہوتا ہے جب کہ متعین ہو مصلحت اس کی اور یہ کہ مشروع اور جائز ہے مباہلہ کرنا مخالف سے جب کہ اڑ رہے بعد ظاہر ہونے حجت کے اور تحقیق بلایا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی طرف یعنی کسی سے مباہلہ کرنے کو پھر اسی طرح اوزاعی نے بھی کسی کو مباہلہ کی طرف بلایا اور واقع ہوا ہے یہ واسطے ایک جماعت علماء کے اور جو تجربہ کرنے سے معلوم ہوا ہے یہ ہے کہ جو مباہلہ کرے اور حالانکہ جھوٹا ہو تو مباہلہ کے دن سے ایک سال پورا اس پر نہیں گزرتا کہ وہ ہلاک ہو جاتا ہے اور واقع ہوا یہ واسطے میرے ساتھ ایک شخص کے کہ تھا تعصب کرتا واسطے بعض ملحدوں کے سو وہ اس کے بعد دو مہینوں سے زیادہ نہ ٹھہرا اور اس میں صلح کرنی ہے ذمی کافروں سے اس چیز پر کہ ارادہ کرے امام تقسیم مال کے سے اور جاری ہوتا ہے یہ اوپر ان کے بجائے مقرر کرنے جزیہ کے اس واسطے کہ ہر ایک دونوں میں سے مال ہے جو لیا جاتا ہے کفار سے بطور ذلت کے برس میں اور اس حدیث میں بھیجنا امام کا ہے مرد عالم امانت دار کو طرف اہل صلح کی بیچ مصلحت اسلام کے اور اس میں فضیلت ظاہر ہے واسطے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے۔

٤٠٣٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ أَهْلُ نَجْرَانَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا ابْعَثْ لَنَا رَجُلًا أَمِينًا فَقَالَ لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهُ النَّاسُ فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ.

۴۰۳۰۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نجران والے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو انہوں نے کہا یعنی بعد انکار کرنے کے مباہلہ سے کہ ہمارے ساتھ کسی مرد امانت دار کو بھیجئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں بھیجوں گا تمہاری طرف مرد امانت دار کو کہ سچ مچ امانت دار ہے تو لوگوں نے اس کے واسطے جھانکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

٤٠٣١ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ وَأَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ.

۴۰۳۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک امت کا ایک معتمد امانت دار ہے اور اس امت میں معتمد امانت دار ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہے۔

فائدہ: وارد کیا ہے بخاری نے اس حدیث کے بعد اس کے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ اس کا سبب وہ

حدیث ہے جو اس سے پہلے ہے۔

بَابُ قِصَّةِ عُمَانَ وَالْبَحْرَيْنِ. باب ہے بیان میں قصے عمان اور بحرین کے۔

فائدہ: عمان ایک شہر کا نام ہے یمن میں اور بحرین عبدالقیس کا شہر ہے اور کہا شاطبی نے کہ عمان یمن میں ہے نام رکھا گیا ہے ساتھ عمان بن سبا کے منسوب ہے اس کی طرف حلبندی رئیس اہل عمان کا ذکر کیا ہے وثیمہ نے کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اس کے پاس گیا حلبندی نے اس کی تصدیق کی اور اس کے ہاتھ پر ایمان لایا اور بعض کہتے ہیں کہ جو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ایمان لائے تھے وہ حلبندی کے دو بیٹے تھے عیاذ اور جیفر اور تھا یہ خیبر کے بعد ذکر کیا ہے اس کو ابو عمرو نے اور روایت کی ہے طبرانی نے مسور کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایلچی بادشاہوں کی طرف بھیجے پس ذکر کی حدیث اور اس میں ہے کہ بھیجا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو طرف عیاذ اور جیفر کے جو دونوں حلبندی کے بیٹے ہیں جو عمان کا بادشاہ تھا اور اس میں ہے کہ وہ سب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے پلٹ آئے مگر عمرو اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور عمرو بحرین میں تھا اور اس میں اشعار ہے ساتھ قریب ہونے عمان کے بحرین سے اور ساتھ قریب ہونے بھیجنے ایلچیوں کے بادشاہوں کی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے سو شاید تھا وہ جنگ حنین کے بعد پس تصحیف کیا گیا اور شاید بخاری نے اشارہ کیا ہے ساتھ ترجمہ کے اس حدیث کی طرف یعنی حدیث طبرانی کی واسطے قول اس کے باب کی حدیث میں پس نہ آیا مال بحرین کا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور روایت کی ہے احمد نے ابوالولید کے طریق سے کہ ہم میں سے ایک مرد نکلا جس کو بیرح بن اسد کہا جاتا تھا سو عمرو نے اس کو دیکھا سو کہا کہ تو کن لوگوں سے ہے اس نے کہا عمان والوں سے وہ اس کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یہ اس زمین سے ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ البتہ میں ایک زمین جانتا ہوں کہ اس کو عمان کہا جاتا ہے اس کی ایک طرف سمندر بہتا ہے اگر ان کے پاس میرا ایلچی آتا تو نہ اس کو تیر مارتے اور نہ پتھر۔ (فتح)

٤٠٣٢ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ سَمِعَ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَدْ جَآءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَقَدْ أَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا ثَلَاثًا فَلَمْ يَقْدَمْ مَالُ الْبَحْرَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَدِمَ عَلٰى

۴۰۳۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اگر بحرین سے مال آئے گا تو میں تجھ کو دوں گا اس طرح اور اس طرح اور اس طرح یعنی چلو بھر بھر کے تین بار دوں گا سو بحرین کے ملک سے مال نہ آیا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے سو جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس مال آیا تو انہوں نے پکارنے والے کو حکم دیا سو اس نے پکارا کہ جس کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

أَبِيْ بَكْرٍ أَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادٰى مَنْ كَانَ لَهٗ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ أَوْ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنِيْ قَالَ جَابِرٌ فَجِئْتُ أَبَا بَكْرٍ فَأَخْبَرْتُهٗ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ جَآءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا ثَلَاثًا قَالَ فَأَعْطَانِيْ قَالَ جَابِرٌ فَلَقِيْتُ أَبَا بَكْرٍ بَعْدَ ذٰلِكَ فَسَأَلْتُهٗ فَلَمْ يُعْطِنِيْ ثُمَّ أَتَيْتُهٗ فَلَمْ يُعْطِنِيْ ثُمَّ أَتَيْتُهُ الثَّالِثَةَ فَلَمْ يُعْطِنِيْ فَقُلْتُ لَهٗ قَدْ أَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِيْ ثُمَّ أَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِيْ ثُمَّ أَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِيْ فَإِمَّا أَنْ تُعْطِيَنِيْ وَإِمَّا أَنْ تَبْخَلَ عَنِّيْ فَقَالَ أَقُلْتَ تَبْخَلُ عَنِّيْ وَأَيُّ دَآءٍ أَدْوَأُ مِنَ الْبُخْلِ قَالَهَا ثَلَاثًا مَا مَنَعْتُكَ مِنْ مَّرَّةٍ إِلَّا وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أُعْطِيَكَ وَعَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ جِئْتُهٗ فَقَالَ لِيْ أَبُوْ بَكْرٍ عُدَّهَا فَعَدَدْتُهَا فَوَجَدْتُهَا خَمْسَ مِائَةٍ فَقَالَ خُذْ مِثْلَهَا مَرَّتَيْنِ.

پر قرض ہو یا جس سے حضرت ﷺ نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو تو چاہیے کہ میرے پاس آ کر ظاہر کرے، جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سو میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میں نے ان کو خبر دی کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر بحرین کے ملک سے مال آئے گا تو میں تجھ کو دوں گا اس طرح اور اس طرح تین بار جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو دیا یعنی موافق وعدے کے تین بار چلو بھر بھر کر دیا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سو اس کے بعد میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور میں نے ان سے مال مانگا سوانہوں نے مجھ کو کچھ نہ دیا پھر میں دوسری بار ان کے پاس آیا سوانہوں نے پھر بھی مجھ کو کچھ نہ دیا پھر میں تیسری بار ان کے پاس آیا سوانہوں نے مجھ کو پھر بھی کچھ نہ دیا تو میں نے کہا کہ میں نے تمہارے پاس تین بار آ کر مال مانگا سو تم نے مجھ کو کچھ نہیں دیا سو یا تو مجھ کو کچھ دو اور یا تم مجھ سے بخل کرتے ہو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تو نے کہا کہ تو مجھ سے بخل کرتا ہے اور کون بیماری زیادہ تر ہلاک کرنے والی ہے بخل سے یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تین بار فرمایا نہیں منع کیا میں نے عطا کو تجھ سے کسی بار مگر کہ میں چاہتا تھا کہ تجھ کو دوں یعنی میرا نہ دینا بخل کے سبب سے نہ تھا لیکن میں تجھ کو خمس سے دیتا ہوں کہ وہ میرا حق ہے اور عمرو سے روایت ہے اس نے روایت کی محمد بن علی سے کہا سنا میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے کہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ دونوں ہاتھ بھر کر درہموں کو گن میں نے ان کو گنا سو میں نے ان کو پانچ سو پایا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اتنے دو بار اور گن لے یعنی ہزار درہم۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کفالہ اور خمس وغیرہ میں گزر چکی ہے۔ (فتح) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پانچواں حصہ

اللہ اور رسول ﷺ کا حضرت ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے خلیفہ کا حق ہے۔

بَابُ قُدُوْمِ الْاَشْعَرِيِّيْنَ وَأَهْلِ الْيَمَنِ.

باب ہے بیان میں آنے اشعریوں کے اور یمن والوں کے۔

فائدہ: یہ عطف عام کا ہے خاص پر اس واسطے کہ اشعری لوگ بھی یمن والوں میں سے ہیں اور اس کے باوجود ظاہر ہوا واسطے میرے یہ کہ بیچ مراد کے ساتھ اہل یمن کے اور خصوصیت ہے اور وہ چیز وہ ہے کہ ذکر کروں گا میں اس کو قصے زید بن نافع حمیری کے سے کہ وہ حمیر کے چند آدمیوں میں ایلچی بن کے آیا اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمْ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُمْ.

اور کہا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہ وہ میرے ہیں اور میں ان کا ہوں۔

فائدہ: یہ حدیث کا ٹکڑا ہے اس کا اول یہ ہے کہ اشعری لوگ جب لڑائی میں محتاج ہوتے ہیں تو جو ان کے پاس ہوتا ہے اس کو جمع کرتے ہیں پھر آپس میں برابر بانٹتے ہیں سو وہ میرے ہیں اور میں ان کا ہوں اور یہ حدیث شرکت میں گزر چکی ہے اور اس کی شرح بھی اسی جگہ گزر چکی ہے اور مراد ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ وہ لوگ میرے ہیں مبالغہ ہے بیچ متصل ہونے طریق ان کے اور اتفاق کرنے ان کے اوپر اطاعت کے۔ (فتح)

۴۰۳۳ - حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْتُ أَنَا وَأَخِيْ مِنَ الْيَمَنِ فَمَكَثْنَا حِيْنًا مَا نُرَى ابْنَ مَسْعُوْدٍ وَأُمَّهٗ إِلَّا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ مِنْ كَثْرَةِ دُخُوْلِهِمْ وَلُزُوْمِهِمْ لَهٗ.

۴۰۳۳۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور میرا بھائی یمن سے آئے یعنی حضرت ﷺ کے پاس نہ دیکھتے تھے ہم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اور اس کی ماں کو مگر حضرت ﷺ کے گھر والوں سے بہت داخل ہونے ان کے سے اور لازم پکڑنے ان کے سے حضرت ﷺ کو۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

تنبیہ: تھا آنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا پاس حضرت ﷺ کے نزدیک فتح خیبر کے جب کہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آئے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ حضرت ﷺ کے پاس مکے میں آئے ہجرت سے پہلے پھر انہوں نے حبش کے ملک کی طرف ہجرت کی پہلی بار پھر دوسری بار جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئے اور صحیح یہ ہے کہ وہ مدینے کے ارادے سے کشتی میں سوار ہوا سو آندھی نے ان کو حبش کے ملک میں ڈالا سو وہ اس جگہ جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اکٹھے ہوئے پھر ان کے ساتھ

حضرت ﷺ کے پاس آئے اور اسی بنا پر پس ذکر کیا ہے اس کو بخاری نے اس جگہ تا کہ جمع کرے اس چیز کو کہ واقع ہوئی ہے اوپر شرط اس کی کے بعوث اور سرایا اور وفود سے اگرچہ ان کی تاریخ مختلف ہو اسی واسطے ذکر کیا ہے اس نے جنگ سیف البحر کا ساتھ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے اور وہ مدت فتح مکہ سے پہلے تھی اور میرا گمان تھا کہ قول اس کا واہل الیمن عطف عام کا ہے خاص پر پھر ظاہر ہوا میرے واسطے کہ اس علم کے واسطے بھی خصوصیت ہے اور یہ کہ مراد اس کے ساتھ بعض یمن والے ہیں نہ سارے اور وہ ایلچی حمیر کے ہیں کہ ایاس بن عمیر حمیری چند آدمیوں کے ساتھ ایلچی بن کے حضرت ﷺ کے پاس آیا سو انہوں نے کہا حضرت ﷺ سے کہ ہم آپ کے پاس دین سیکھنے کو آئے ہیں اور حاصل اس کا یہ ہے کہ ترجمہ شامل ہے دو گروہ پر اور نہیں مراد ہے جمع ہونا ان کا ایلچی بن کے آنے میں اس واسطے کہ اشعریوں کا آنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا ساتویں سال میں وقت فتح ہونے خیبر کے اور حمیر کے ایلچیوں کا آنا نویں سال میں تھا اور وہ سال ایلچیوں کا ہے اور اسی واسطے جمع ہوئے ساتھ بنو تمیم کے۔ (فتح)

٤٠٣٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ أَبُوْ مُوْسٰى أَكْرَمَ هٰذَا الْحَيَّ مِنْ جَرْمٍ وَإِنَّا لَجُلُوْسٌ عِنْدَهُ وَهُوَ يَتَغَدّٰى دَجَاجًا وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ جَالِسٌ فَدَعَاهُ إِلَى الْغَدَاءِ فَقَالَ إِنِّيْ رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ فَقَالَ هَلُمَّ فَإِنِّيْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُهُ فَقَالَ إِنِّيْ حَلَفْتُ لَا اٰكُلُهُ فَقَالَ هَلُمَّ أُخْبِرْكَ عَنْ يَمِيْنِكَ إِنَّا أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَرٌ مِّنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَأَبٰى أَنْ يَحْمِلَنَا فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَحَلَفَ أَنْ لَّا يَحْمِلَنَا ثُمَّ لَمْ يَلْبَثِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُتِيَ بِنَهْبِ إِبِلٍ فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ فَلَمَّا قَبَضْنَاهَا قُلْنَا تَغَفَّلْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهُ لَا نُفْلِحُ بَعْدَهَا أَبَدًا فَأَتَيْتُهُ

۴۰۳۴۔ حضرت زہدم سے روایت ہے کہ جب ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سردار بن کر کوفہ میں آئے یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تو انہوں نے اس جرم کے قبیلے کی تعظیم کی (اور زہدم بھی جرم سے تھا) اور میں اس کے پاس بیٹھا تھا اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ مرغ کا گوشت کھاتے تھے اور مجلس میں ایک شخص بیٹھا تھا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کو کھانے کی طرف بلایا اس نے کہا کہ میں نے اس کو گندگی کھاتے دیکھا سو میں نے اس کو مکروہ جانا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا اس کو کھاتے تھے اس نے کہا کہ بیشک میں نے قسم کھائی کہ اس کو نہ کھاؤں گا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا آ میں تجھ کو خبر دوں تیری قسم سے کہ کیا کرنا چاہیے اس کا بیان یوں ہے کہ ہم چند اشعری لوگ حضرت ﷺ کے پاس آئے سو ہم نے آپ سے جہاد کے واسطے سواری مانگی تو حضرت ﷺ نے قسم کھائی کہ ہم کو سواری نہ دیں گے پھر حضرت ﷺ کو کچھ دیر نہ ہوئی کہ آپ کے پاس غنیمت کے اونٹ آئے سو حضرت ﷺ نے ہم کو پانچ اونٹ دینے کا حکم دیا جب ہم نے ان کو لے لیا تو ہم نے کہا

فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ حَلَفْتَ أَنْ لَّا تَحْمِلَنَا وَقَدْ حَمَلْتَنَا قَالَ أَجَلْ وَلٰكِنْ لَّا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْهَا.

کہ ہم نے حضرت ﷺ کو آپ کی قسم یاد نہیں دلائی۔ اس کے بعد ہمارا کبھی بھلا نہ ہوگا سو میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا میں نے کہا یا حضرت! آپ نے ہم کو سواری نہ دینے کی قسم کھائی تھی اور پھر آپ نے ہم کو سواری دی ہے یعنی کیا آپ قسم کو بھول گئے؟ فرمایا ہاں میں نے قسم کھائی تھی اور میں بھولا نہیں لیکن میں نہیں قسم کھاتا کسی چیز پر پھر اس کے خیر کو اس سے بہتر جانوں مگر کہ کرتا ہوں اس چیز کو جو اس سے بہتر ہے یعنی اور کفارہ دے کر قسم کو توڑ ڈالتا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث سے اس شخص کا جواب حاصل ہوا جس نے قسم کھائی تھی کہ میں مرغ کا گوشت نہیں کھاؤں گا اور اس حدیث کی شرح کتاب الاطعمہ میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

٤٠٣٥ ـ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَخْرَةَ جَامِعُ بْنُ شَدَّادٍ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ مُحْرِزٍ الْمَازِنِيُّ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ قَالَ جَآءَتْ بَنُوْ تَمِيْمٍ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبْشِرُوْا يَا بَنِيْ تَمِيْمٍ قَالُوْا أَمَّا إِذْ بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ نَاسٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُوْ تَمِيْمٍ قَالُوْا قَدْ قَبِلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ.

۴۰۳۵۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم بنی تمیم کے لوگ حضرت ﷺ کے پاس آئے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بہشت کی بشارت لو اے بنو تمیم! تو انہوں نے کہا کہ جب آپ نے ہم کو بشارت دی تو ہم کو کچھ مال بھی دو حضرت ﷺ کا چہرہ سرخ ہوا پھر چند لوگ یمن والوں سے آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بشارت کو قبول کرو جب کہ بنی تمیم نے اس کو قبول نہیں کیا انہوں نے کہا یا حضرت! ہم نے بشارت قبول کی۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب بدء الخلق میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ یمن کے چند لوگ آئے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قبول کرو بشارت کو۔ (فتح)

٤٠٣٦ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا

۴۰۳۶۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایمان ادھر ہے اور اپنے ہاتھ سے یمن کی طرف

شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْإِيْمَانُ هَا هُنَا وَأَشَارَ بِيَدِهٖ إِلَى الْيَمَنِ وَالْجَفَاءُ وَغِلَظُ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ عِنْدَ أُصُوْلِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ.

اشارہ کیا اور بے رحمی اور سخت دلی اُن لوگوں میں ہے جو شور کرنے والے ہیں اونٹوں کی دم کے پاس جس جگہ سے شیطان کے دو سینگ نکلتے ہیں ربیعہ اور مضر کی قوم میں۔

فائدہ: مدینے سے مشرق کی طرف یہ دونوں قومیں رہتی تھیں نہایت سخت لوگ تھے اور مراد شیطان کے دونوں سینگوں سے اس کے سر کے دونوں طرف ہیں اس واسطے کہ وہ سورج کے چڑھنے کی جگہ کے مقابل کھڑا ہوتا ہے سو جب سورج چڑھتا ہے تو اس کے دو سینگوں میں ہوتا ہے۔

٤٠٣٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَرَقُّ أَفْئِدَةً وَأَلْيَنُ قُلُوْبًا الْإِيْمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِيْ أَصْحَابِ الْإِبِلِ وَالسَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارُ فِيْ أَهْلِ الْغَنَمِ وَقَالَ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۰۳۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پاس یمن والے آئے ہیں ان کے دل کے پردے پتلے ہیں اور ان کے دل نرم ہیں عمدہ ایمان یمن کا ہے اور حکمت بھی یمنی ہے اور بڑائی مارنا اور تکبر کرنا اونٹ والوں میں ہے اور غریبی اور چین بکری والوں میں ہے اور کہا سلیمان نے میں نے ذکوان سے سنا یعنی سلیمان کا سماع ذکوان سے ثابت ہے۔

٤٠٣٨ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْإِيْمَانُ يَمَانٍ وَالْفِتْنَةُ هَا هُنَا هَا هُنَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ.

۴۰۳۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمدہ ایمان یمن کا ہے اور فتنہ وفساد ادھر سے ہے یعنی مشرق کی طرف سے اور ادھر سے شیطان کا سینگ یعنی سر کا کنارہ نکلتا ہے۔

٤٠٣٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

۴۰۳۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَاكُمْ اَهْلُ الْيَمَنِ اَضْعَفُ قُلُوْبًا وَّاَرَقُّ اَفْئِدَةً اَلْفِقْهُ يَمَانٍ وَّالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ.

نے فرمایا کہ آئے تمہارے پاس یمن والے ان کے دل نرم ہیں اور ان کے دل کے پردے پتلے ہیں فقہ یمن کی ہے اور حکمت بھی یمنی ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ آئے تمہارے پاس یمن والے تو یہ خطاب اصحاب کے واسطے ہے جو مدینے میں تھے اور یہ جو کہا کہ فتنہ وفساد ادھر سے ہے جہاں سے شیطان کا سینگ نکلتا ہے تو اس کی شرح فتن میں آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ اور باقی مطالب کی شرح بدء الخلق میں گزر چکی ہے اور میں نے وہاں اشارہ کر دیا ہے کہ قول حضرت ﷺ کا کہ تمہارے پاس یمن والے آئے رد کرتا ہے اس شخص کے قول کو جو کہتا ہے کہ مراد اس قول کے ساتھ اَلْاِيْمَانُ يَمَانٍ انصار لوگ ہیں اور بے شک ذکر کیا ہے ابن صلاح نے قول ابوعبید وغیرہ کا کہ معنی حضرت ﷺ کے اس قول کے کہ ایمان یمن کا ہے یہ ہیں کہ ایمان کے پیدا ہونے کی جگہ مکے سے ہے اس واسطے کہ مکہ تہامہ سے ہے اور تہامہ یمن سے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد مکہ اور مدینہ ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے یہ کلام تبوک میں فرمایا تھا سو بہ نسبت تبوک کے مدینہ یمن کی طرف ہے اور تیسرے معنی یہ ہیں کہ مراد ان کے ساتھ انصار ہیں اس واسطے کہ وہ یمنی ہیں اصل میں پس نسبت کیا گیا ایمان ان کی طرف واسطے ہونے ان کے انصار حضرت ﷺ کے اور کہا ابن صلاح نے اگر حدیث کے لفظوں میں غور کرتے تو اس تاویل کی طرف محتاج نہ ہوتے اس واسطے کہ قول حضرت ﷺ کا اتاکم اھل الیمن خطاب ہے واسطے لوگوں کے اور ان میں سے انصار لوگ ہیں پس متعین ہوا کہ جو لوگ آئے تھے وہ ان کے غیر ہیں کہا اور معنی حدیث کے صفت بیان کرنا ہے ان لوگوں کی جو آئے ساتھ قوت ایمان کے اور کمال اس کی کے اور نہیں ہے کوئی مفہوم واسطے اس کے پھر کہا کہ مراد وہ لوگ ہیں جو اس وقت موجود ہیں ان میں سے نہ کل یمن والے ہر زمانے میں انتہی۔ اور نہیں ہے کوئی مانع یہ کہ ہو مراد ساتھ قول حضرت ﷺ کے الایمان یمان وہ چیز کہ عام تر ہے اس معنی سے کہ ذکر کیا ہے اس کو ابن صلاح اور ابوعبید نے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ قول اس کا ایمان شامل ہے ہر شخص کو کہ منسوب ہے یمن کی طرف ساتھ بستی کے اور ساتھ قبیلے کے لیکن ظاہر تر یہ ہے کہ مراد اس کے ساتھ وہ شخص ہے جو منسوب ہے ساتھ بسنے کے بلکہ وہی ہے مشاہد ہر زمانے میں احوال رہنے والوں جہت یمن کے سے اور جہت شمال کے سے سو یمن کی طرف کے لوگ اکثر نرم دل اور نرم بدن ہوتے ہیں اور شمال کی طرف کے لوگ اکثر سخت دل اور سخت بدن ہوتے ہیں اور وارد کیا ہے بخاری نے ان حدیثوں کو اشعریوں کے حق میں اس واسطے کہ وہ یمن والوں سے ہیں قطعا اور شاید اشارہ کیا ہے بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کی طرف کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ مدینے میں تھے اچانک کہا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ اور آئے یمن والے ان کے دل پاک ہیں ان کی

بندگی خوب ہے عمدہ ایمان یمن کا ہے اور فقہ یمنی ہے اور حکمت بھی یمنی ہے روایت کیا ہے اس کو بزار نے اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا ظاہر ہوتے ہیں تم پر یمن والے جیسے وہ بادل ہیں وہ سب زمین والوں سے بہتر ہیں کہا خطابی نے وہ نرم دل اس واسطے ہیں کہ فواد دل کا پردہ ہے سو جب پتلا ہوتا ہے تو پہنچ جاتا ہے قول طرف اس چیز کی جو اس کے پیچھے ہے یعنی دل میں اور جب پردہ موٹا ہوتا ہے تو وہ اندر نہیں پہنچا سکتا۔ (فتح)

٤٠٤٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِیْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا مَّعَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَجَآءَ خَبَّابٌ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَيَسْتَطِيْعُ هٰؤُلَآءِ الشَّبَابُ أَنْ يَّقْرَؤُوْا كَمَا تَقْرَأُ قَالَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ شِئْتَ أَمَرْتُ بَعْضَهُمْ يَقْرَأُ عَلَيْكَ قَالَ أَجَلْ قَالَ اقْرَأْ يَا عَلْقَمَةُ فَقَالَ زَيْدُ بْنُ حُدَيْرٍ أَخُوْ زِيَادِ بْنِ حُدَيْرٍ أَتَأْمُرُ عَلْقَمَةَ أَنْ يَّقْرَأَ وَلَيْسَ بِأَقْرَئِنَا قَالَ أَمَا إِنَّكَ إِنْ شِئْتَ أَخْبَرْتُكَ بِمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ قَوْمِكَ وَقَوْمِهٖ فَقَرَأْتُ خَمْسِيْنَ اٰيَةً مِّنْ سُوْرَةِ مَرْيَمَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى قَالَ قَدْ أَحْسَنَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ مَا أَقْرَأُ شَيْئًا إِلَّا وَهُوَ يَقْرَؤُهٗ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلٰى خَبَّابٍ وَّعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ أَلَمْ يَأْنِ لِهٰذَا الْخَاتَمِ أَنْ يُّلْقٰى قَالَ أَمَا إِنَّكَ لَنْ تَرَاهُ عَلَیَّ بَعْدَ الْيَوْمِ فَأَلْقَاهُ رَوَاهُ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ.

۴۰۴۰۔ حضرت علقمہ سے روایت ہے کہ ہم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے تھے سو خباب آیا سو اس نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن جوان بھی قرآن پڑھ سکتے ہیں جیسے تو پڑھتا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خبردار ہو اگر تو چاہے تو میں کسی کو کہتا ہوں کہ تیرے آگے قرآن پڑھے اس نے کہا ہاں کہا پڑھ اے علقمہ! تو زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تو علقمہ کو پڑھنے کا حکم کرتا ہے اور حالانکہ وہ ہم سے زیادہ قاری نہیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا خبردار ہو اگر تو چاہے تو میں تجھ کو خبر دوں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری قوم اور اس کی قوم کے حق میں فرمایا علقمہ کہتا ہے سو میں نے سورۂ مریم کی پچاس آیتیں پڑھیں کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تو کس طرح دیکھتا ہے؟ یعنی اس نے قرآن کیسا پڑھا؟ اس نے کہا خوب پڑھا ہے کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نہیں پڑھتا میں کوئی چیز مگر کہ وہ اس کو پڑھتا ہے پھر اس نے خباب رضی اللہ عنہ کی طرف پھر کر دیکھا اور اس کے ہاتھ میں سونے کی انگشتری تھی سو کہا کہ کیا اس انگوٹھی کے پھینکنے کا وقت نہیں پہنچا خباب رضی اللہ عنہ نے کہا خبردار ہو بیشک تو آج کے بعد اس کو میرے ہاتھ میں کبھی نہ دیکھے گا سو اس نے اس کو پھینک دیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اگر تو چاہے تو میں تجھ کو خبر دوں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری قوم اور اس کی قوم کے حق میں فرمایا تو گویا یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نخع پر ثناء کی اس واسطے کہ علقمہ نخعی ہے اور بنی اسد کی مذمت کی اور زیاد اسدی ہے پس لیکن ثناء کرنا نخع پر پس روایت کیا ہے اس کو احمد وغیرہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قبیلے نخعی کے واسطے دعا کی یا کہا ان کی ثناء کی میں نے آرزو کی

کہ میں بھی ایک مرد ان میں سے ہوتا اور بہر حال مذمت کرنا حضرت ﷺ کا واسطے بنی اسد کے پس پہلے گزر چکی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ قوم جہینہ وغیرہ بہتر ہیں قوم بنی اسد سے اور نخعی منسوب ہے طرف نخع کی کہ ایک قبیلہ ہے مشہور یمن میں اور خطاب کیا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے خباب رضی اللہ عنہ کو کہ تو کس طرح دیکھتا ہے؟ اس واسطے کہ اول انھوں نے ان سے سوال کیا تھا اور انہی نے کہا کہ خوب پڑھا اور یہ جو کہا کہ جو میں پڑھتا ہوں سو علقمہ پڑھتا ہے تو اس میں بڑی فضیلت ہے واسطے علقمہ کے اس واسطے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی گواہی دی کہ وہ قرأت میں اس کے برابر ہے اور اس حدیث میں فضیلت ہے واسطے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اور خوبی نرمی اس کے وعظ اور تعلیم میں اور یہ کہ بعض اصحاب پر بعض احکام پوشیدہ رہتے تھے پھر جب اس پر تنبیہ کی جاتی تھی تو اس کی طرف رجوع کرتے اور شاید خباب رضی اللہ عنہ کا اعتقاد یہ تھا کہ مردوں کے واسطے سونے کی انگوٹھی پہننی یہ نہی واسطے تنزیہ کے ہے سو تنبیہ کی اس کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کے حرام ہونے پر تو وہ جلدی اس کی طرف پھرے۔ (فتح)

بَابُ قِصَّةِ دَوْسٍ وَّالطُّفَيْلِ بْنِ عَمْرٍو الدَّوْسِيِّ.

باب ہے بیان میں قصے دوس اور طفیل بن عمرو دوسی کے۔

فائدہ: دوس ایک قوم ہے یمن میں طفیل اس قوم میں سے تھا اور طفیل بن عمرو کو لوگ ذوالنور بھی کہتے تھے اس واسطے کہ جب وہ حضرت ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہوا تو حضرت ﷺ نے اس کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو اس نے عرض کیا کہ میرے واسطے کوئی نشانی معین کریں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی! اس کے واسطے روشنی کر تو اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور بلند ہوا تو اس نے کہا کہ اے رب! میں ڈرتا ہوں کہ کہیں یہ پیغمبر کے برابر ہے تو وہ پھر کر اس کی کوکھ کی ایک طرف میں جا ٹھہرا اور تھا روشنی کرتا اندھیری رات میں ذکر کیا ہے اس کو ہشام نے دراز قصے میں اور اس میں ہے کہ اس نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی سو اس کا باپ مسلمان ہوا اور اس کی ماں مسلمان نہ ہوئی اور تنہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کا حکم قبول کیا میں کہتا ہوں کہ یہ دلالت کرتا ہے او پر قدیم ہونے اسلام اس کے۔ (فتح)

٤٠٤١ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ ذَكْوَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ دَوْسًا قَدْ هَلَكَتْ عَصَتْ وَأَبَتْ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَّأْتِ بِهِمْ.

۴۰۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! دوس کی قوم ہلاک ہوئی نافرمان ہوئے اسلام سے انکار کیا سو آپ دعا کیجیے اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کرے سو حضرت ﷺ نے فرمایا الٰہی! دوس کی قوم کو ہدایت کر اور ان کو میرے پاس لا۔

فائدہ: حضرت ﷺ نے جیسے ہی دعا کی تھی اسی کے مطابق واقع ہوا پس ذکر کیا ہے ابن کلبی نے کہ حبیب بن عمرو ابن حثمہ دوس کی قوم کا حاکم تھا اور اسی طرح اس کا باپ بھی اس سے پہلے اور اس کی عمر تین سو برس کی تھی اور حبیب کہا کرتا تھا کہ البتہ میں جانتا ہوں کہ خلق کے واسطے کوئی خالق ہے لیکن میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہے سو جب اس نے حضرت ﷺ کا حال سنا تو آپ کی طرف نکلا اور اس کے ساتھ پچھتر مرد تھے اس کی قوم سے سو وہ مسلمان ہوا اور اس کے ساتھی بھی سب مسلمان ہوئے اور ذکر کیا ہے موسیٰ بن عقبہ نے کہ طفیل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں شہید ہوئے اجنادین میں۔ (فتح)

٤٠٤٢ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ فِي الطَّرِيْقِ يَا لَيْلَةً مِّنْ طُوْلِهَا وَعَنَائِهَا عَلٰى أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتِ وَأَبَقَ غُلَامٌ لِّيْ فِي الطَّرِيْقِ فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْتُهُ فَبَيْنَا أَنَا عِنْدَهُ إِذْ طَلَعَ الْغُلَامُ فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هٰذَا غُلَامُكَ فَقُلْتُ هُوَ لِوَجْهِ اللّٰهِ فَأَعْتَقْتُهُ.

۴۰۴۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میں حضرت ﷺ کے پاس آیا تو میں نے کہا اے رات فریاد ہے تیری درازی اور رنج سے اس کے باوجود کہ تو نے مجھ کو دار الحرب سے نجات دی اور میرا غلام راہ میں بھاگا سو جب میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور میں نے آپ سے بیعت کی سو جس حالت میں کہ میں حضرت ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ اچانک غلام ظاہر ہوا تو حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ! یہ تیرا غلام ہے؟ تو میں نے کہا کہ وہ اللہ کے واسطے آزاد ہے سو اس کو آزاد کر دیا۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب العتق میں گزر چکی ہے اور مقصود ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا سکوت ہے درازی اور رنج شب فراق کی سے اور اس روایت میں ہے کہ میرا غلام بھاگا اور یہ اس روایت کے مخالف نہیں جو عتق میں گزر چکی ہے کہ ایک نے اپنے ساتھی کو گم کیا اس واسطے کہ ابق کی روایت نے گم کرنے کی وجہ کی تفسیر کی اور یہ کہ گم کرنے والے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تھے برخلاف غلام اس کے اور لیکن آنا اس کا اور یہ جو کہا کہ وہ حضرت ﷺ کے پاس پھر آیا تو یہ بھی اس کا مخالف نہیں اس واسطے کہ وہ محمول ہے اس پر کہ اس نے بھاگنے سے رجوع کیا اور اسلام کی برکت سے اپنے سردار کی طرف پھر آیا اور احتمال ہے کہ ابق کے معنی یہ ہوں کہ اس نے راہ گم کی پس نہ مخالفت ہوگی دونوں روایتوں میں۔ (فتح)

بَابُ قِصَّةِ وَفْدِ طَيِّءٍ وَّحَدِيْثِ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ.

باب ہے بیان میں قصے ایلچیوں طی کے اور حدیث عدی بن حاتم کی۔

فائدہ: یعنی ابن عبداللہ بن سعد بن حشرج بن امرء القیس بن عدی طائی منسوب طرف طے بن اود بن یشجب بن

عریب بن زید بن کہلان بن صبا کے کہتے ہیں اس کا نام جلہمہ تھا پس نام رکھا گیا طی اس واسطے کہ اول اسی نے کنوئیں کو گول کیا تھا اور احمد نے اس کے اول میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی قوم کے چند لوگوں کے ساتھ آیا تو وہ مجھ سے منہ پھیرنے لگے تو میں نے سامنے ہو کر اس سے کہا کہ کیا تو مجھ کو پہچانتا ہے پس ذکر کی حدیث مثل بخاری اور مسلم کے۔ (فتح)

٤٠٤٣ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ أَتَيْنَا عُمَرَ فِيْ وَفْدٍ فَجَعَلَ يَدْعُوْ رَجُلًا رَجُلًا وَيُسَمِّيْهِمْ فَقُلْتُ أَمَا تَعْرِفُنِيْ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ بَلٰى أَسْلَمْتَ إِذْ كَفَرُوْا وَأَقْبَلْتَ إِذْ أَدْبَرُوْا وَوَفَيْتَ إِذْ غَدَرُوْا وَعَرَفْتَ إِذْ أَنْكَرُوْا فَقَالَ عَدِيٌّ فَلَا أُبَالِيْ إِذًا.

۴۰۴۳۔ حضرت عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ ہم ایلچیوں میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے یعنی ان کی خلافت میں سو عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ایک مرد کو بلانا شروع کیا اور ان کا نام لیا یعنی پہلے اس سے کہ ان کو بلائیں تو میں نے کہا اے امیر المؤمنین! کیا تم مجھ کو نہیں پہچانتے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں تو مسلمان ہوا جب وہ کافر ہوئے اور تو حاضر ہوا جب انہوں نے اسلام کو پیٹھ دی اور تو نے عہد کو پورا کیا جب کہ انہوں نے دغا کیا اور تو نے اسلام کی حقانیت پہچانی جب کہ انہوں نے انکار کیا تو عدی نے کہا سو اس وقت مجھ کو کچھ پرواہ نہیں یعنی جب کہ تم میرا قدر پہچانتے ہو تو میں نہیں پرواہ کرتا جب کہ تم نے میرے غیر کو مجھ پر مقدم کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہاں تو مسلمان ہوا جب کہ وہ کافر ہوئے الخ تو اشارہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ اوپر وفا کرنے عدی کے ساتھ اسلام کے اور صدقہ کے بعد فوت ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہ کہ اس نے اپنے تابعداروں کو مرتد ہونے سے منع کیا اور یہ مشہور ہے نزدیک اہل علم بالفتوح کے اور روایت کی ہے احمد نے بیچ سبب اسلام عدی کے کہ اس نے کہا جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو میں نے اس کو برا جانا تو میں چلا نہایت دوسری طرف زمین کے جو روم سے لگتی ہے پھر میں نے وہاں ٹھہرنے کو برا جانا میں نے کہا اگر میں اس کے پاس جاؤں سو اگر وہ جھوٹا ہوگا تو مجھ پر پوشیدہ نہ رہے گا سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان ہو جا دونوں جہان میں سلامت رہے گا میں نے کہا میرا ایک دین ہے اور وہ نصرانی پس ذکر کیا مسلمان ہونا اس کا اور روایت کی ہے ترمذی نے عدی بن حاتم سے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ عدی بن حاتم ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پہلے کہتے تھے کہ میں امید رکھتا ہوں یہ کہ اللہ اس کے ہاتھ کو میرے ہاتھ میں ڈالے۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

❀......❀......❀